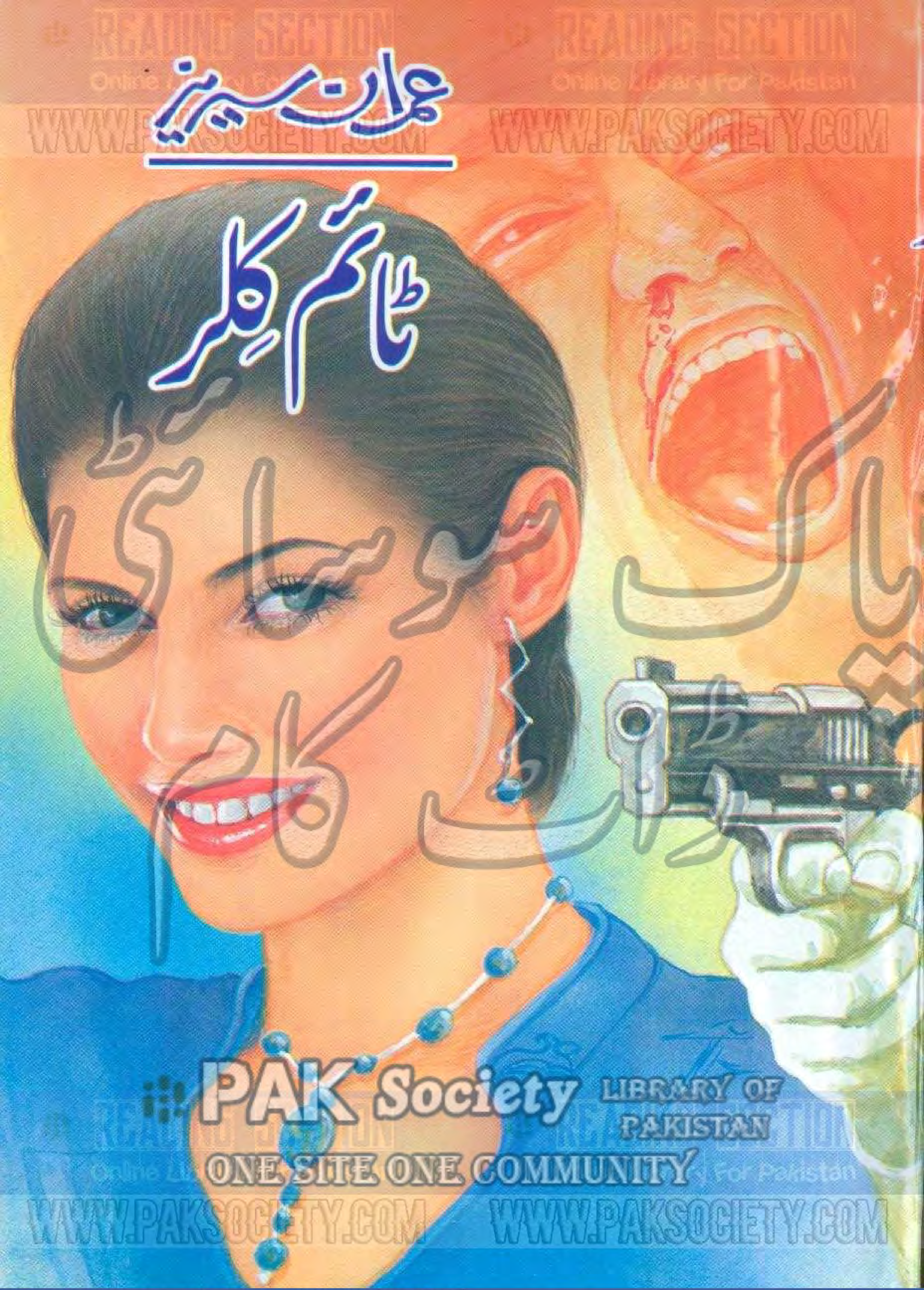


عمران سیریز
ٹائم کلر

39 A
عمران سیریز نمبر

ٹائم کلر

مکمل ناول

ارسلان پبلی کیشنز
اوقاف بلڈنگ
پاک گیٹ
ملتان

محترم قارئین
السلام علیکم!

میرا نیا ناول ''ٹائم کلر'' آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ یہ ناول میں نے خالصتاً جاسوسی انداز میں اور عام ڈگر سے ہٹ کر لکھا ہے۔ اس ناول میں ایک ایسا قاتل سامنے آتا ہے جو پاکیشیا کے ان جرائم پیشہ افراد کے خلاف کمر بستہ ہوجاتا ہے جو پاکیشیا کے خاموش مجرموں میں شمار ہوتے ہیں۔ ایسے خاموش مجرم جو جرم تو دھڑلے سے کرتے ہیں لیکن اپنے پیچھے کسی جرم کا کوئی نشان نہیں چھوڑتے۔ ان مجرموں کے چہروں پر شرافت کا ایسا نقاب ہوتا ہے جسے دیکھ کر کوئی نہیں کہہ سکتا ہے کہ ان افراد کا تعلق بھی جرائم پیشہ افراد سے ہوسکتا ہے یا یہ افراد بھی مجرم ہو سکتے ہیں۔

ٹائم کلر نے پاکیشیا کے ایسے ہی نقاب کے پیچھے چھپے ہوئے مجرموں کا سراغ لگایا تھا جو شرافت کے نقاب کے پیچھے بھیانک چہرے رکھتے تھے اور اندر ہی اندر پاکیشیا کی جڑیں کاٹنے میں مصروف تھے۔ ٹائم کلر ان افراد کو نہ صرف ہلاک کرنا چاہتا تھا بلکہ ان کے اصلی چہرے پوری دنیا کے سامنے لانا چاہتا تھا۔ اس کے لئے ٹائم کلر نے ایک نیا اور انوکھا طریقہ استعمال کیا تھا۔ وہ ہر مقتول سے نہ صرف بات کرتا تھا بلکہ اسے ہلاک ہونے کا وقت بھی بتا دیتا تھا۔ ہر مقتول کو وہ چوبیس گھنٹوں کا وقت دیتا تھا کہ اگر وہ چاہے تو اپنی حفاظت کا فول پروف بندوبست کر لے یا اس سے

بچنے کے لئے وہ جہاں چاہے چھپ جائے لیکن اس کے باوجود وہ نہ صرف اس تک پہنچ جائے گا بلکہ اپنے مقررہ وقت پر اسے ہلاک بھی کر دے گا۔ ٹائم کلر نے اپنا کام شروع کر دیا تھا وہ ایک ایک کر کے ان افراد کو ہلاک کرتا جا رہا تھا جس کی اس نے باقاعدہ ایک فہرست تیار کر رکھی تھی۔ اپنے اہداف کو ہلاک کرنے کے ساتھ ساتھ ٹائم کلر نے عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ساتھ ساتھ پاکیشیا کی تمام خفیہ ایجنسیوں تک کو یہ چیلنج دیا تھا کہ وہ ہر قتل سے پہلے ایک کوڈ بتائے گا۔ اگر ان ایجنسیوں، پاکیشیا سیکرٹ سروس یا عمران میں اتنی ذہانت ہے تو وہ ان کوڈز میں چھپا ہوا اس کا نام تلاش کر لے۔ عمران اور اس کے ساتھی ٹائم کلر کی تلاش میں سرگرداں تھے لیکن ٹائم کلر ان کے سامنے ہونے کے باوجود ان کی پہنچ سے بہت دور تھا۔ کیا ٹائم کلر اپنے اہداف پورے کرنے میں کامیاب ہو گیا یا عمران اس کے بتائے ہوئے کوڈز کو حل کر کے اس کی شہ رگ تک پہنچ جانے میں کامیاب ہو گیا۔ یہ سب تو آپ ناول پڑھ کر ہی معلوم کر سکیں گے۔

اگلے ماہ سے آپ کے خطوط شائع کرنے کا سلسلہ دوبارہ شروع کیا جا رہا ہے اس لئے پہلی فرصت میں قلم کاغذ سنبھالیں اور فوراً مجھے اپنی آراء سے مستفید فرمائیں کیونکہ آپ کی آراء میرے لئے مشعل راہ ہوتی ہیں۔ اب اجازت دیجئے۔

والسلام
ظہیر احمد

پروفیسر کاشف جلیل کا تعلق ملک کے بہترین اور نہایت سینئر سائنس دانوں میں ہوتا تھا۔ انہوں نے ملک کی تعمیر و ترقی کے لئے بے حد کام کیا تھا اور سرداور کی طرح پاکیشیا کی فلاح و بہبود کے لئے انتہائی کار آمد اور مفید ایجادات کی تھیں جن سے پاکیشیا نے سائنس کی دنیا میں ایک الگ اور انتہائی منفرد مقام حاصل کر لیا تھا اور ملک انتہائی حد تک دفاعی لحاظ سے ناقابل تسخیر ہو گیا تھا۔

پروفیسر کاشف جلیل کی ایجادات نے نہ صرف ملک کو ناقابل تسخیر بنا دیا تھا بلکہ پوری دنیا میں پاکیشیا کو سپر پاورز کی فہرست میں شامل ہونے کے قابل کر دیا تھا جس سے پاکیشیا کے مخالف ممالک پاکیشیا سے سخت نالاں تھے اور مایوس ہو گئے تھے کیونکہ وہ پاکیشیا کو ترقی کی منزلیں طے کرنے سے نہیں روک سکے تھے۔ ان مخالف ممالک کا بس نہیں چل رہا تھا ورنہ وہ پاکیشیا کی بڑھتی ہوئی سائنسی

ترقی کو روک کر پاکیشیا کو نیست و نابود ہی کر دیتے۔

سر داور کی طرح پروفیسر کاشف جلیل کا بھی پورے دنیا میں نام تھا اور وہ بھی پاکیشیا کا عظیم سرمایہ ہونے کی وجہ سے بیحد مشہور تھے اور ہر شخص ان کی بے پناہ عزت اور تکریم کرتا تھا۔

پروفیسر کاشف جلیل چونکہ گنجان آبادی اور شور شرابہ پسند نہیں کرتے تھے اس لئے ان کی رہائش گاہ آفیسرز کالونی میں ہونے کے باوجود کالونی کے آخری حصے میں تھی جو دوسری تمام کوٹھیوں اور بنگلوں سے الگ اور کافی فاصلے پر تھی۔ پروفیسر کاشف جلیل کا کوئی عزیز یا رشتہ دار نہیں تھا اور نہ ہی انہوں نے شادی کی تھی، کوٹھی میں ان کے ساتھ ایک پرانے اور بوڑھے ملازم کے سوا کوئی نہیں رہتا تھا۔ یہاں تک کہ انہوں نے اپنی رہائش گاہ کی حفاظت کے لئے کسی سیکورٹی گارڈ کو بھی تعینات نہیں ہونے دیا تھا۔ البتہ اپنی رہائش گاہ اور ذاتی لیبارٹری کی حفاظت کے لئے انہوں نے خاطر خواہ سائنسی حفاظتی انتظامات ضرور کر رکھے تھے جن کا سارا کنٹرول ان کے پاس رہتا تھا۔

پروفیسر کاشف جلیل کی لیبارٹری ان کی رہائش گاہ کے نیچے بنی ہوئی تھی۔ وہ سارا سارا دن لیبارٹری میں گھسے رہتے تھے اور رات گئے ہی باہر آتے تھے۔ وہ بھی اس وقت جب وہ کام کر کے بری طرح سے تھک چکے ہوتے۔ لیبارٹری سے باہر آتے ہی وہ سونے کے لئے سیدھے اپنی بیڈ روم میں چلے جاتے تھے۔ ان کی دیکھ

بھال اور ضروریات پوری کرنے کے لئے ان کے ساتھ ایک بوڑھا ملازم رہتا تھا جس کا نام رحمت بابا تھا، جو پروفیسر کاشف جلیل کو کھانے پینے کی چیزیں، چائے اور کافی وغیرہ لیبارٹری میں ہی سرو کر دیتا تھا۔

پروفیسر کاشف جلیل، سر داور کے ساتھ زیرو لیبارٹری میں بھی کام کر چکے تھے اور وہ چونکہ سر داور سے سینئر سائنس دان تھے اس لئے سر داور ان کی بے حد عزت کرتے تھے اور انہیں جب بھی کوئی کام ہوتا تھا تو وہ پروفیسر کاشف جلیل کے پاس ان کی رہائش گاہ میں ہی آتے تھے یہاں تک کہ پروفیسر کاشف جلیل کو بھی اگر کسی معاملے میں سر داور کی ضرورت ہوتی تو وہ سر داور کو ایک فون کال کر کے اپنے پاس بلا لیتے تھے اور ان کا فون سن کر سر داور اپنے تمام ضروری سے ضروری کام چھوڑ کر بھی فوراً ان کے پاس پہنچ جاتے تھے۔

سر داور کی وجہ سے عمران کے بھی پروفیسر کاشف جلیل سے اچھے مراسم تھے۔ عمران کو بھی جب کسی اہم سائنسی مسئلے پر ڈسکس کرنی ہوتی یا اسے کسی سائنسی ایجاد کے بارے میں معلومات حاصل کرنی ہوتیں تو وہ سیدھا پروفیسر کاشف جلیل کے پاس ہی آتا تھا۔ عمران جیسے ذہین اور انتہائی باکردار انسان سے مل کر پروفیسر کاشف جلیل بے حد خوش ہوتے تھے۔ وہ عمران کو اپنا بیٹا سمجھتے تھے۔ وہ عمران کی مزاحیہ باتوں سے بھی بے حد محظوظ ہوتے تھے اور جب بھی عمران

ان کے پاس آتا تھا تو وہ اپنی عمر، بردباری اور سنجیدگی کو پس پشت ڈال کر بے اختیار قہقہے لگانے شروع کر دیتے تھے۔ انہیں ہنستا اور قہقہے لگاتا دیکھ کر ان کا بوڑھا ملازم رحمت بابا حیرت سے آنکھیں پھاڑ کر رہ جاتا کیونکہ اسے بہت کم ایسا موقع ملتا تھا جب اس نے کسی بات پر پروفیسر کاشف جلیل کو مسکراتے بھی دیکھا ہو کجا یہ کہ ایک مسخرے نوجوان کی باتوں پر پروفیسر کاشف جلیل جیسے سنجیدہ مزاج انسان اس طرح دل کھول کر قہقہے لگائیں۔

عام طور پر پروفیسر کاشف جلیل اپنی لیبارٹری میں رات بارہ تک کام کرتے تھے لیکن سنڈے کا دن انہوں نے مخصوص کر رکھا تھا۔ وہ سنڈے کو سارا دن کام کرنے کی بجائے شام پانچ بجے تک ہی کام کرتے تھے اور جیسے ہی شام کے پانچ بجتے تھے وہ اپنا تمام کام چھوڑ دیتے تھے اور لیبارٹری سے نکل آتے تھے اور غسل کر کے لباس بدل کر وہ لان میں آجاتے تھے پھر وہ رحمت بابا کے ساتھ چائے بھی پیتے تھے اور اس سے بات چیت بھی کرتے تھے اور پھر وہ ٹھیک دس بجے اپنے بیڈ روم میں چلے جاتے تھے اور جلد سو جاتے تھے۔ پروفیسر کاشف جلیل وقت کے بے حد پابند تھے۔ وہ کسی بھی معاملے میں ایک منٹ کی بھی تاخیر برداشت نہیں کرتے تھے۔ اگر کسی نے ان سے ملنے کا وقت لیا ہوتا اور وہ آنے میں ایک منٹ کی بھی دیر لگاتا تو پروفیسر کاشف جلیل اس سے ملنے سے یکسر انکار کر دیتے تھے چاہے ان سے ملنے کے لئے ملک کا صدر یا وزیر

اعظم ہی کیوں نہ آیا ہوتا۔ سب چونکہ پروفیسر کی پنکچویلٹی کے بارے میں بخوبی جانتے تھے اس لئے آنے والا مقررہ وقت سے چند منٹ پہلے ہی پروفیسر کاشف جلیل کی رہائش گاہ پہنچ جاتا تھا تاکہ اس کی وقت پر ہی پروفیسر صاحب سے ملاقات ہو جائے۔

آج سنڈے تھا اس لئے پروفیسر کاشف جلیل ٹھیک پانچ بجے لیبارٹری سے باہر آ گئے تھے اور وہ غسل وغیرہ سے فارغ ہو کر لان میں آ کر بیٹھ گئے تھے۔ رحمت بابا نے ان کے نہانے کے دوران ہی چائے بنا کر لان میں موجود ایک ٹیبل پر رکھ دی تھی اور وہیں کھڑا پروفیسر کاشف جلیل کے آنے کا انتظار کر رہا تھا۔ پھر پروفیسر کاشف جلیل جب آ کر کرسی پر بیٹھے تو رحمت بابا بھی ان کے سامنے کرسی پر بیٹھ گیا اور اس نے پروفیسر کاشف جلیل کے ساتھ اپنے لئے بھی ایک کپ میں چائے ڈال لی۔ پروفیسر کاشف جلیل کرسی پر بیٹھے ہوئے تھے اور گہرے خیالوں میں کھوئے ہوئے تھے۔

وہ ان دنوں ایک نئی اور انوکھی قسم کی ایجاد میں مصروف تھے۔ ان کی ایجاد کیا تھی اور وہ کیا ریسرچ کر رہے تھے اس کے بارے میں کوئی بھی نہیں جانتا تھا۔ یہاں تک کہ اس بار پروفیسر کاشف جلیل نے اپنی ایجاد کے بارے میں سرداور کو بھی کچھ نہیں بتایا تھا حالانکہ اس سے پہلے وہ اپنی تمام ایجادات کے بارے میں سرداور سے لازمی طور پر کچھ نہ کچھ مشورہ کرتے تھے۔ پروفیسر کاشف جلیل نے سوچا تھا کہ وہ اس بار اپنی نئی ایجاد پر خاموشی سے کام کرتے رہیں گے

اور جب ان کی ایجاد مکمل ہو جائے گی تب وہ دیکھیں گے کہ اس ایجاد کے بارے میں کسے کیا بتانا ہے اور کیا نہیں۔

"آپ کی چائے ٹھنڈی ہو رہی ہے جناب"...... رحمت بابا نے پروفیسر کاشف جلیل سے مخاطب ہو کر بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پروفیسر کاشف جلیل چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگے جیسے انہیں واقعی چائے ٹھنڈی ہونے کا پتہ ہی نہ چلا ہو۔

"اوہ۔ ہاں۔ ٹھیک ہے"...... پروفیسر کاشف جلیل نے چونک کر کہا اور چائے کے کپ کی طرف ہاتھ بڑھایا تو ان کی نظریں میز پر پڑے ہوئے ایک لفافے پر پڑیں۔

"یہ کیا ہے"...... پروفیسر کاشف جلیل نے لفافہ اٹھا کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ وہ ایک خط کا لفافہ تھا اور اس پر کسی کوریئر سروس کی سلپ بھی لگی ہوئی تھی۔

"جب آپ نہا رہے تھے تب یہ ایک کوریئر سروس والا دے گیا تھا میں نے یہ خط اسی لئے یہاں رکھ دیا تھا تاکہ آپ دیکھ سکیں"...... رحمت بابا نے کہا تو پروفیسر کاشف جلیل نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

انہوں نے لفافہ الٹا پلٹا کر دیکھا تو اس پر صرف ان کی رہائش گاہ کا ایڈریس لکھا تھا لیکن بھیجنے والے کا نہ نام تھا اور نہ پتہ۔ البتہ لفافے کی پشت پر بھیجنے والے کا ایک سیل فون نمبر ضرور لکھا ہوا تھا۔ رحمت بابا نے لفافہ کھولنے کے لئے میز پر پیپر کٹر بھی رکھ دیا تھا۔

پروفیسر کاشف جلیل نے پیپر کٹر اٹھایا اور سائیڈ سے لفافہ چاک کرنے لگے۔ لفافہ چاک کر کے انہوں نے پیپر کٹر میز پر رکھا اور لفافے کی سائیڈ میں پھونک مار کر اسے کھول لیا۔ لفافے میں ایک کاغذ تھا جسے انہوں نے دو انگلیاں ڈال کر باہر نکال لیا۔ کاغذ دوہرا تھا انہوں نے اسے کھولا۔ امپورٹڈ پیپر پر کمپیوٹر پرنٹڈ تحریر تھی۔ پروفیسر کاشف جلیل نے تحریر پڑھنی شروع کی۔ جیسے جیسے وہ تحریر پڑھتے جا رہے تھے ان کی فراخ پیشانی پر کوفت اور انتہائی تکدر کے تاثرات نمایاں ہوتے جا رہے تھے۔

"نانسنس۔ یہ کیا مذاق ہے۔ کس نے بھیجا ہے یہ لیٹر۔ نانسنس"...... پروفیسر کاشف جلیل نے سارا خط پڑھ کر ایک طرف پھینکتے ہوئے بڑے غصیلے لہجے میں کہا۔

"کیوں کیا ہوا۔ کیا لکھا ہے اس خط میں"...... رحمت بابا نے چونک کر ان کی جانب حیرت بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"ہونہہ۔ کیا لکھنا ہے۔ نانسنس۔ کسی نے میرے ساتھ انتہائی فضول اور احمقانہ مذاق کیا ہے اور کیا۔ نانسنس"...... پروفیسر کاشف جلیل نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ ان کے لہجے میں اب بھی بے حد غصے کا عنصر تھا۔

"پھر بھی ایسا کیا لکھا ہے کسی نے جس کی وجہ سے آپ کا اس طرح اچانک موڈ خراب ہو گیا ہے اور جب سے میں آپ کے ساتھ ہوں، میں نے سوائے عمران بیٹے کے کسی کو بھی آپ کے

ساتھ مذاق کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔ عمران بیٹا جب آتا ہے تو مجھے بھی آپ کے چہرے پر مسکراہٹ دیکھنے کو مل جاتی ہے ورنہ تو آپ پر سنجیدگی ہی چھائی رہتی ہے''...... رحمت بابا نے کہا۔

''عمران۔ اوہ نہیں۔ وہ بے حد نفیس انسان ہے وہ میرے ساتھ ایسا مذاق نہیں کر سکتا اور وہ بھی اس قدر فضول اور گھٹیا مذاق۔ ہونہہ''...... پروفیسر کاشف جلیل نے کہا۔ ان کے چہرے پر اب بھی خط کے متن کو دیکھ کر غصے اور ناگواری کے تاثرات تھے جیسے اس خط کو پڑھ کر ان کا واقعی موڈ آف ہو گیا ہو۔

''بتائیں تو سہی۔ ہے کیا اس خط میں جس کی وجہ سے آپ کو اس قدر غصہ آ رہا ہے''...... رحمت بابا نے سنجیدگی سے کہا۔

''ہونہہ۔ کسی نے مجھے لکھا ہے کہ آج کا یہ دن میری زندگی کا آخری دن ہے۔ مجھے اپنے جتنے کام پورے کرنے ہیں وہ میں رات بارہ بجے تک مکمل کر لوں کیونکہ رات کو وہ موت کا فرشتہ بن کر میرے سر پر پہنچ جائے گا اور ٹھیک بارہ بجے میں ہلاک کر دیا جاؤں گا''...... پروفیسر کاشف جلیل نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''اوہ۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں''...... رحمت بابا نے بری طرح سے چونکتے ہوئے کہا۔

''یہی لکھا ہے اس خط میں اور یہ بھی لکھا ہے کہ اس سے بچنے کے لئے میں اپنی حفاظت کا جو اور جس قدر انتظام کر سکتا ہوں کر لوں اور جسے چاہوں سیکورٹی کے لئے یہاں بلا لوں لیکن میں اس

سے کسی بھی صورت میں نہیں بچ سکوں گا یہاں تک کہ اگر میں اس سے بچنے کے لئے کہیں جا کر چھپنا بھی چاہوں تو چھپ جاؤں لیکن اس نے کہا ہے کہ تمام حفاظتی انتظامات کے باوجود وہ ہر حال میں مجھ تک پہنچ جائے گا۔ اگر میں چھپنے کے لئے خلاء کی وسعتوں میں بھی چلا جاؤں تب بھی وہ مجھے ہلاک کر دے گا اور وہ بھی اپنے مقررہ وقت پر رات کے ٹھیک بارہ بجے''۔ پروفیسر کاشف جلیل نے منہ بناتے ہوئے کہا اور رحمت بابا کے چہرے پر تشویش لہرانے لگی۔

''اللہ آپ پر اپنا فضل کرے۔ کوئی آپ کو ایسی دھمکی کیسے دے سکتا ہے''...... رحمت بابا نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

''مجھے کیا معلوم''...... پروفیسر کاشف جلیل نے منہ بنا کر کہا۔

''لیکن ایسا خط آپ کو کون لکھ سکتا ہے''...... رحمت بابا نے پریشان ہوتے ہوئے پوچھا۔

''خط لکھنے والے نے اپنا نام نہیں لکھا۔ آخر میں صرف ٹائم کلر لکھا ہوا ہے یعنی وقت کا قاتل''...... پروفیسر کاشف جلیل نے کہا۔

''آپ کو قتل کرنے کی دھمکی دی گئی ہے۔ اس کے باوجود آپ اس خط کو مذاق سمجھ رہے ہیں''...... رحمت بابا نے کہا۔ اس کے چہرے پر بدستور تشویش کے سائے لہرا رہے تھے۔

''یہ مذاق نہیں تو اور کیا ہے۔ زندگی اور موت اللہ کے ہاتھوں میں ہے۔ کسے کب، کہاں اور کیسے مرنا ہے یہ اُس ذات پاک کے سوا کوئی نہیں جانتا اور میرا ایمان ہے موت کا ایک دن معین ہے

جسے کسی بھی حال میں ٹالا نہیں جا سکتا تو پھر بھلا کوئی دوسرا میری موت کے وقت کا کیسے تعین کر سکتا ہے''...... پروفیسر کاشف جلیل نے منہ بنا کر کہا۔

''آپ کی یہ بات ٹھیک ہے۔ میں اس حقیقت سے انکار نہیں کرتا لیکن یہ مت بھولیں کہ انسان اپنے مفاد کے لئے کسی دوسرے انسان کو جان سے مار سکتا ہے چاہے وہ اس کا کوئی اپنا ہی کیوں نہ ہو''...... رحمت بابا نے بڑے فلسفیانہ انداز میں کہا۔

''یہ فلسفہ تم اپنے پاس رکھو۔ میں نہیں مانتا ان باتوں کو۔ مجھے یہ خط صرف ایک شرارت کے طور پر لکھا گیا ہے اور بس''...... پروفیسر کاشف جلیل نے بڑے تلخ لہجے میں کہا۔

''شرارت ہی سہی۔ آپ کو کم از کم یہ تو پتہ کرنا چاہئے کہ ایسی خطرناک شرارت آپ سے کس نے کی ہے اور کیوں کی ہے''۔ رحمت بابا نے سنجیدگی سے کہا۔

''لفافے کی پشت پر ایک سیل فون کا نمبر لکھا ہوا ہے۔ میں دیکھتا ہوں کہ وہ کون نانسنس ہے جس نے مجھ سے ایسا فضول اور گھٹیا مذاق کیا ہے''...... پروفیسر کاشف جلیل نے غصے سے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا اور انہوں نے جیب سے اپنا سیل فون نکالا اور لفافے کی پشت پر لکھے ہوئے نمبر پریس کرنے لگے۔ تمام نمبر پریس کر کے انہوں نے کالنگ کی کا بٹن پریس کیا اور ساتھ ہی سیل فون کا سپیکر آن کر دیا تا کہ جس سے بھی بات ہو اس کی آواز

رحمت بابا بھی سن سکیں۔ دوسری طرف بیل بجنے کی آواز سنائی دی۔

''یس''...... رابطہ ملتے ہی ایک ایسی آواز سنائی دی جیسے کوئی مشین بول رہی ہو۔

''ڈاکٹر کاشف جلیل بول رہا ہوں''...... ڈاکٹر کاشف جلیل نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''ڈاکٹر کاشف جلیل۔ اوہ۔ گڈ۔ ویری گڈ۔ اس کا مطلب ہے کہ آپ کو میرا ٹائم لیٹر مل گیا ہے''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''ہاں۔ مل گیا ہے۔ کون ہو تم''...... پروفیسر کاشف جلیل نے اسی طرح غصیلے انداز میں کہا۔

''ٹائم کلر''...... دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

''ٹائم کلر۔ ہونہہ۔ میں تم سے تمہارا اصلی نام پوچھ رہا ہوں''...... پروفیسر کاشف جلیل نے منہ بنا کر کہا۔

''یہی میرا نام ہے پروفیسر اور بہت جلد میرا یہ نام میری پہچان بننے والا ہے اور میری اس پہچان کا ذریعہ آپ اور آپ جیسے چند جرائم پیشہ افراد بنیں گے۔ جو میرے ہاتھوں ہلاک ہوں گے۔ ان افراد کی تعداد کافی زیادہ ہے لیکن میری ابتدائی ہٹ لسٹ میں جن افراد کے نام ہیں ان کی تعداد سات ہے۔ پہلے حصے میں آپ سمیت سات افراد ہلاک ہوں گے اس کے بعد میں پھر سات افراد کو منتخب کروں گا اور انہیں بھی وقت کے مطابق ہلاک کروں گا۔ میں یہ ہلاکتیں اس تک کرتا جاؤں گا جب تک پاکیشیا سے جرائم

کرنے والے اور خاص طور پر اندر ہی اندر پاکیشیا کی جڑیں کھوکھلی کرنے والے مجرم ختم نہیں ہو جاتے جو مجرم ہونے کے باوجود قانون کی نظروں میں دھول جھونک رہے ہیں یا قانون کی نظروں سے چھپے ہوئے ہیں“...... دوسری طرف سے آواز آئی۔

”کیا مطلب“...... پروفیسر کاشف جلیل نے چونک کر کہا۔

”مطلب یہ کہ آپ بھی ان افراد کی فہرست میں شامل ہیں جو ملک کے وفادار ہونے کے باوجود پاکیشیا کے دشمن ہیں اور خاموشی سے پاکیشیا کے خلاف کام کر رہے ہیں۔ آپ نے اپنے اصلی چہرے کے پیچھے جو چہرہ چھپا رکھا ہے میں اس چہرے کو بخوبی پہچانتا ہوں اور آپ کا اصلی چہرہ کیا ہے یہ میں آپ کو ہلاک کرنے کے بعد پوری دنیا کے سامنے ضرور لاؤں گا تاکہ لوگوں کو پتہ چل سکے کہ آپ جیسے شریف اور محب وطن نظر آنے والے انسان کا اصلی چہرہ کیا تھا۔ جب دنیا پر آپ کا گھناؤنا اور سیاہ چہرہ ظاہر ہو گا تو ساری دنیا جو آپ کی عزت کرتی ہے۔ آپ سے انتہائی نفرت کرے گی اور انہیں مجھ پر فخر ہو گا کہ میں نے آپ جیسے گھناؤنے کردار کے مالک مجرم کو موت کے گھاٹ اتار دیا ہے۔ آپ کے بعد آپ جیسے گھناؤنے کردار کے مالک ایک اور شخص کی باری آئے گی پھر تیسرے کی اس طرح ٹائم کے حساب سے میں باری باری اپنے فرسٹ سیشن میں سات افراد کو ہلاک کروں گا۔ فرسٹ سیشن کے بعد میں ٹائم کے حساب سے پھر سات افراد کو چنوں گا اور اسی

طرح میں وقفے وقفے سے سات سات افراد کو چن کر انہیں ٹائم کے حساب سے ہلاک کرتا جاؤں گا۔ فرسٹ سیشن کی لسٹ کے مطابق میں نے جن افراد کو ہلاک کرنا ہے اس لسٹ میں آپ کا نام ٹاپ پر ہے۔ میں نے ان تمام افراد کے باقاعدہ ڈیتھ کوڈ بنائے ہیں۔ آپ کا ڈیتھ کوڈ کیا ہے وہ میں نے اس خط میں لکھ دیا ہے جو آپ کے پاس ہے۔ اس کوڈ کے مطابق آج رات ٹھیک بارہ بجے میں آپ کو ہلاک کر دوں گا۔ خط تو آپ نے پڑھ لیا ہو گا لیکن اس کے باوجود میں آپ کو ذاتی طور پر ایک بار پھر مشورہ دینا چاہتا ہوں کہ ابھی آپ کے پاس خاصا وقت ہے۔ آپ اپنی حفاظت کا جو اور جیسا انتظام کرنا چاہتے ہیں کر لیں اور اپنی مدد کے لئے جسے چاہیں بلا لیں۔ مجھ سے بچنے کے لئے اگر آپ کہیں جا کر چھپنا چاہیں تو میں آپ کو اس سے بھی نہیں روکوں گا۔ گیارہ بج کر انسٹھ منٹ تک آپ نے جو کچھ بھی کرنا ہے کر لیں لیکن جیسے ہی گھنٹے، منٹ اور سیکنڈ کی سوئیاں بارہ پر آئیں گی میں آپ کو ہلاک کر دوں گا۔ یہ یاد رکھیں کہ دنیا کی کوئی طاقت آپ کو میرے ہاتھوں ہلاک ہونے سے نہیں بچا سکے گی رات کے ٹھیک بارہ بجے آپ کی موت میرے ہاتھوں طے ہے“...... دوسری طرف سے مشینی آواز نے مسلسل بولتے ہوئے کہا اور اس کی باتیں سنتے ہوئے پروفیسر کاشف جلیل کا چہرہ غصے سے بگڑتا جا رہا تھا۔

”شٹ اپ یو نانسنس۔ یہ تم کیا بکواس کر رہے ہو۔ تم کون

ہوتے ہو میری موت کا فیصلہ کرنے والے۔ کیا تم نے میری موت کا ٹھیکہ لے رکھا ہے۔ اور تم۔ تم مجھے مجرم کہہ رہے ہو۔ پاکیشیا کا مجرم۔ کیا غداری کی ہے میں نے پاکیشیا سے۔ تم مجھے کس جرم کی سزا دینا چاہتے ہو"...... پروفیسر کاشف جلیل نے غصیلے انداز میں چیختے ہوئے کہا۔

"آپ اپنے تمام جرائم سے آگاہ ہے پروفیسر صاحب۔ میرے پاس اتنا فالتو وقت نہیں ہے کہ میں آپ کو آپ کے جرائم کے بارے میں بتاتا پھروں۔ آپ کو اور آپ جیسے پاکیشیا کے سات مجرموں کو ہلاک کرنے کے بعد جب میں ان کی اصلیت سب کے سامنے لاؤں گا تو پاکیشیا کی غیور عوام ہی نہیں پوری دنیا کے لوگ میرے اس اقدام کو سراہیں گے اور پھر ایک دن ایسا آئے گا جب پاکیشیا میں نہ کوئی جرم رہے گا اور نہ کوئی جرم کرنے والا۔ میں پاکیشیا کو ہر حال میں جرائم پیشہ اور آپ جیسے مجرموں سے صاف کر دوں گا۔ یہ میرا عزم ہے اور میں اپنے عزم کو ہر صورت اور ہر حال میں پورا کروں گا۔ آپ بس یہ یاد رکھیں کہ آج رات ٹھیک بارہ بجے آپ کی ہلاکت ہو گی اور دنیا کی کوئی طاقت کوئی شخص آپ کو مجھ سے ہلاک ہونے سے نہیں بچا سکے گا۔ یہ میرا چیلنج ہے۔ آج رات بارہ بجے میرے ہاتھوں آپ ہلاک ہوں گے اور کل پاکیشیا کو دوسرا مجرم جو میرے ہاتھوں ہلاک ہو گا اس کی ہلاکت کا وقت رات ایک بجے ہو گا۔ اسی طرح ہر روز میں ٹائم کے حساب سے اگلے دن

اور ہر اگلے گھنٹے میں باقی افراد ہلاک کرتا جاؤں گا۔ سات دنوں اور سات گھنٹوں میں سات افراد کی ہلاکت۔ میں ان ساتوں افراد کو سات مختلف طریقوں سے ہلاک کروں گا۔ مثال کے طور پر اگر میں آپ کو آج رات گولی مار کر ہلاک کرتا ہوں تو کل دوسرے مجرم کو میں گولی نہیں ماروں گا اسے میں دوسرے طریقے سے ہلاک کروں گا وہ پھانسی کے پھندے پر بھی جھول سکتا ہے۔ وہ بلاسٹ میں بھی مارا جا سکتا ہے۔ اس کی کار کو بھی حادثہ ہو سکتا ہے اور وہ زہر کھانے سے بھی ہلاک ہو سکتا ہے۔ باقی افراد جیسے بھی ہلاک ہوں گے ان کی موت میرے ہی ہاتھوں ہو گی۔ ان کی موت کا ذمہ دار میں ہوں گا اور اس کا میں باقاعدہ اعلان بھی کروں گا۔ اسی طرح سات کے سات افراد میرے ہاتھوں سات مختلف طریقوں سے ہلاک ہوں گے"...... ٹائم کلر نے کہا۔

"کیا تم پاگل ہو"...... پروفیسر کاشف جلیل نے منہ بنا کر کہا۔

"نہیں۔ ٹائم کلر ہوں میں اور کچھ نہیں"...... ٹائم کلر نے کہا۔

"ہونہہ۔ لیکن تم ایسا کیوں کرنا چاہتے ہو۔ اور کچھ نہیں تو کم از کم تم مجھے میرا جرم تو بتا دو اور دوسرے چھ افراد سے تمہاری کیا دشمنی ہے جو تم انہیں بھی ہلاک کرنا چاہتے ہو"...... پروفیسر کاشف جلیل نے کہا اب ان کے چہرے پر غصے کے ساتھ ساتھ انتہائی حیرت کے تاثرات بھی نمایاں ہو گئے تھے جیسے وہ ٹائم کلر کی باتیں سن سن کر حیران ہو رہے ہوں۔

"میں آپ کو بتا چکا ہوں پروفیسر صاحب۔ میں پاکیشیا کو غداروں اور مجرموں سے پاک کرنا چاہتا ہوں۔ ان مجرموں اور غداروں کو جو دیمک کی طرح اندر ہی اندر پاکیشیا کی جڑیں کھوکھلی کر رہے ہیں اور جو ملک کی سلامتی اور ملک کے مفاد کے لئے نقصان کا باعث بن رہے ہیں یا بننے والے ہیں۔ میں ان میں سے کسی ایک کو بھی زندہ نہیں چھوڑوں گا۔ وہ تمام افراد میرے ہاتھوں اپنے انجام کو پہنچیں گے جو اب تک قانون کی گرفت سے دور ہیں یا قانون کی گرفت میں آ کر اپنی طاقت یا اپنے وسائل سے صاف بچ نکلتے ہیں۔ لیکن اب ایسا نہیں ہو گا۔ ان کے سروں پر ٹائم کلر موت بن کر سوار ہو گیا ہے جو انہیں پاتال اور خلاؤں میں بھی جا کر چھپنے نہیں دے گا اور سورج کی کرن بن کر ان کی شہہ رگ تک پہنچ جائے گا"...... ٹائم کلر نے کہا۔

"کیا بکواس کر رہے ہو۔ میں غدار نہیں ہوں اور نہ ہی میں کوئی مجرم ہوں۔ سمجھے تم"...... پروفیسر کاشف جلیل نے بڑے غصیلے لہجے میں کہا۔

"آپ کا جرم کیا ہے اور آپ کا اصلی چہرہ کس نقلی چہرے کے پیچھے چھپا ہوا ہے یہ سب میں بخوبی جانتا ہوں پروفیسر صاحب۔ اچھا چلیں آپ بھی کیا یاد کریں گے۔ میں آپ کو آپ کے جرم کے بارے میں بتا ہی دیتا ہوں۔ اس کے بعد آپ خود فیصلہ کر لیں کہ آپ کو ہلاک کرنے کا میرا فیصلہ برحق ہے کہ نہیں۔ آپ ان

دنوں جو ایجاد کر رہے ہیں وہ ایجاد آپ اپنے ملک کے لئے نہیں بلکہ دولت کے عیوض کافرستان کے لئے کر رہے ہیں اور میں جانتا ہوں کہ اگر آپ کی ایجاد کافرستان کے پاس چلی گئی تو کافرستان، پاکیشیا سے سائنسی دوڑ میں بہت آگے نکل جائے گا اور اب تک پاکیشیا نے جس قدر ترقی کی ہے وہ سب خاک میں مل جائے گی لیکن میں آپ کو ایسا کرنے کا کوئی موقع نہیں دوں گا۔ میں جانتا ہوں کہ آپ کی ایجاد ابھی مکمل نہیں ہوئی ہے۔ آپ کی وہ خاص ایجاد چونکہ پاکیشیا کے لئے نہیں ہے اس لئے میں نے آپ کو ہلاک کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے، نہ آپ زندہ رہیں گے اور نہ ہی آپ کی ایجاد مکمل ہو گی جو کافرستان کو کسی بھی لحاظ سے پاکیشیا سے آگے لے جا سکے"...... ٹائم کلر نے مسلسل بولتے ہوئے کہا اور اس کی باتیں سنتے ہوئے بوڑھے رحمت بابا کا چہرہ حیرت سے بگڑتا جا رہا تھا۔ وہ حیرت سے پروفیسر کاشف جلیل کا چہرہ دیکھ رہے تھے جو غصے سے سرخ ہوتا جا رہا تھا۔

"شٹ اپ۔ یو نانسنس۔ کس نے کہا ہے تم سے کہ میں اپنی ایجاد کافرستان کے لئے کر رہا ہوں"...... پروفیسر کاشف جلیل کے حلق نے بل چیختے ہوئے کہا۔

"اس طرح چیخ کر آپ مجھ سے اپنا جرم چھپا نہیں سکتے پروفیسر کاشف جلیل صاحب، میری اطلاعات کبھی غلط نہیں ہوتیں۔ آپ کی موت طے ہے"...... ٹائم کلر نے کہا۔

"لگتا ہے تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے یا پھر شاید تم نے شراب پی رکھی ہے جو اس طرح اول فول بک رہے ہو"...... پروفیسر کاشف جلیل نے غراتے ہوئے کہا۔

"نہ میں شرابی ہوں اور نہ ہی میں احمق ہوں۔ آپ اگر میری باتوں کو اسی طرح سے ٹالتے رہیں گے تو آپ کا اپنا ہی قیمتی وقت برباد ہو گا۔ مجھ سے باتیں کرنے کی بجائے آپ اپنی حفاظت کا انتظام کریں یہی آپ کے لئے بہتر ہو گا"...... ٹائم کلر نے کہا۔

"میرے بارے میں بتاؤ کہ تمہیں میرے بارے میں اس قدر غلط فہمی کیوں ہے کہ میں پاکیشیا میں رہ کر کافرستان کے لئے کام کر رہا ہوں۔ پاکیشیا میرا وطن ہے اور میں اپنے وطن کا وفادار ہوں۔ پاکیشیا کے لئے میں اپنی جان بھی دے سکتا ہوں اور رہی ایجادات کی بات تو میں پاکیشیا کے سوا کسی دوسرے ملک کے لئے ایک سوئی بھی بنانے کے لئے تیار نہیں ہوں۔ چاہے اس کے لئے مجھے کروڑوں ڈالرز کی ہی کیوں نہ آفر کی جائے۔ تم حقیقت میں کسی غلط فہمی کا شکار ہو یا پھر تمہیں میرے بارے میں کسی نے غلط اور بالکل جھوٹ پر مبنی انفارمیشن دی ہیں"...... پروفیسر کاشف جلیل نے تیز تیز بولتے ہوئے بڑے سخت انداز میں کہا۔

"یہ غلط فہمی نہیں ہے اور یہ انفارمیشن مجھے کسی اور نے نہیں دی ہیں میں نے آپ کے بارے میں خود چھان بین کی ہے۔ میں جانتا ہوں کہ آپ مجرم ہیں اور میں کسی مجرم یا غدار وطن کا تو بالکل

لحاظ نہیں کر سکتا چاہے وہ کوئی بھی کیوں نہ ہو"...... ٹائم کلر نے انتہائی تلخ لہجے میں کہا۔

"ہونہہ۔ اگر تمہیں میرے بارے میں اتنی انفارمیشن ہیں تو بتاؤ کہ میں ان دنوں کیا ایجاد کر رہا ہوں جس کے بارے میں تم کہہ رہے ہو کہ وہ ایجاد میں پاکیشیا کے لئے نہیں بلکہ کافرستان کے لئے کر رہا ہوں"...... پروفیسر کاشف جلیل نے منہ بنا کر کہا۔

"میں سب جانتا ہوں پروفیسر صاحب۔ میں فون پر آپ کی ایجاد کا ذکر نہیں کر سکتا۔ بہرحال آپ مانیں یا نہ مانیں۔ میں جانتا ہوں کہ آپ پاکیشیا کے مجرم ہیں اور پاکیشیا کا مجرم میرا مجرم ہے جس کی آج رات ہلاکت ہو گی اور ضرور ہو گی"...... ٹائم کلر نے کہا۔

"تم سو فیصد غلط ہو مسٹر ٹائم کلر۔ میں اپنے ملک کا وفادار ہوں اور جو کچھ بھی کرتا ہوں صرف اپنے ملک کے لئے کرتا ہوں۔ ملک اور قوم کو دھوکہ دینے کا تو میں کبھی خواب میں بھی نہیں سوچ سکتا اور تم کہہ رہے ہو کہ میں جو نئی ایجاد کر رہا ہوں وہ کافرستان کے لئے ہے اور میں اس ایجاد کے عیوض کافرستان سے دولت حاصل کرنا چاہتا ہوں"...... پروفیسر کاشف جلیل نے کہا۔

"ہاں یہ سچ ہے آپ یہ سب کافرستان کے لئے ہی کر رہے ہیں اور میں یہ سب آپ کو نہیں کرنے دوں گا۔ آپ شاید اپنے ملازم رحمت بابا کے سامنے خود کو ایکسپوز ہونے سے گھبرا رہے ہیں

لیکن میں نے جو کہا ہے وہ غلط نہیں ہے"...... ٹائم کلر نے کہا۔

"ہونہہ۔ مجھے رحمت بابا کی کوئی ٹینشن نہیں ہے۔ رحمت بابا مجھ سے بھی زیادہ بہتر طور پر جانتے ہیں۔ وہ تمہاری باتیں سن رہے ہیں۔ مجھے ڈر ہوتا یا میرے دل اگر کوئی کھوٹ ہوتا تو میں لاؤڈر سے انہیں تمہاری باتیں نہ سنواتا۔ مجھے تو ایسا لگ رہا ہے جیسے جھوٹ کا سہارا لے کر یہ کام محض تم سستی شہرت حاصل کرنے کے لئے کر رہے ہو"...... پروفیسر کاشف جلیل نے منہ بنا کر کہا۔

"نہیں۔ مجھے کسی شہرت کی ضرورت نہیں ہے۔ میں بس پاکیشیا کو تم جیسے غداروں سے پاک کرنا چاہتا ہوں اور دنیا کو یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ وقت کیا ہے اور وقت کی قدر کیسے کی جاتی ہے۔ کیونکہ جو وقت کی قدر نہیں کرتے وقت ان کے بہت پیچھے چھوڑ دیتا ہے"...... ٹائم کلر نے کہا۔

"کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں"...... پروفیسر کاشف جلیل نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"بس پروفیسر صاحب۔ میں نے آپ کو جتنا بتانا تھا اس سے کہیں زیادہ بتا دیا ہے۔ اب اس سے زیادہ میں آپ سے بات نہیں کرسکتا۔ آپ اب بھی اگر میری باتوں کو مذاق سمجھ رہے ہیں تو جناب یہ آپ کی مرضی ہے۔ لیکن یاد رکھیں۔ آپ کی سانسیں صرف رات بارہ بجے تک ہی چلیں گی اس کے بعد آپ کی زندگی ختم ہو جائے گی۔ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے۔ اگر آپ کو اپنی جان پیاری ہے تو

خود کو بچانے کے لئے جو کر سکتے ہیں کر لیں۔ پھر نہ کہنا کہ میں نے آپ کو کوئی موقع نہیں دیا تھا اور اگر آپ خود کو اتنا ہی محبّ وطن سمجھتے ہیں تو پھر آپ اپنی ایجاد کے بارے میں آج ہی حکومت یا کم از کم سر داور کو انفارم کر دیں اور اس ایجاد کا فارمولا ان کے حوالے کر دیں اس سے ہوسکتا ہے کہ میں آپ کی موت کچھ آسان کر دوں۔ ورنہ میں آپ کو اس قدر خوفناک اور بھیانک انداز میں ہلاک کروں گا کہ صدیوں تک آپ کی روح بلبلاتی رہے گی۔ اب آپ سوچ لیں کہ آپ اپنی آسان موت چاہتے ہیں یا پھر"...... ٹائم کلر نے مسلسل بولتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ پروفیسر کاشف جلیل مزید کوئی بات کرتے، ٹائم کلر نے رابطہ ختم کر دیا گیا۔

"یہ کیا۔ اس نے رابطہ کیوں ختم کر دیا ہے"...... پروفیسر کاشف جلیل نے منہ بنا کر کہا۔ ان کے چہرے پر شدید پریشانی کے تاثرات مترشح تھے۔ چند لمحے وہ سوچتے رہے اور پھر انہوں نے نمبر ری ڈائل کیا تو اس بار ایک کمپیوٹرائزڈ آواز سنائی دی جس کے مطابق نمبر سوئچڈ آف کر دیا گیا تھا۔

"ہونہہ۔ لگتا ہے اب اس نے اپنا سیل فون آف کر دیا ہے"...... پروفیسر کاشف جلیل نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

"اب بھی آپ کہیں گے کہ یہ سب مذاق ہے"...... رحمت بابا نے ان کی جانب پریشان نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں۔ یہ سب فضول باتیں ہیں۔ وہ جھوٹ کا سہارا لے رہا تھا

اور وہ جو کوئی بھی ہے یہ سب سستی شہرت حاصل کرنے کے لئے کر رہا ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ اس نے مجھے جو کچھ بتایا ہے میں وہ سب حکام یا پھر میڈیا کو بتا دوں تا کہ اسے میری وجہ سے شہرت جائے''...... پروفیسر کاشف جلیل نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''اس نے اپنا نام نہیں بتایا ہے۔صرف ٹائم کلر کہنے سے کسی بھلا کیا شہرت مل سکتی ہے۔ میں تو کہتا ہوں کہ آپ ان باتوں اس طرح سے ایزی نہ لیں۔ وہ آپ کو غدار وطن کہہ رہا تھا۔ مجھے سچ مچ اس کی باتوں سے خطرے کی بو آ رہی تھی''...... رحمت بابا نے کہا۔

''وہ پاگل اور سنکی انسان ہے۔ مجھے اس کی کسی بات پر یقین نہیں ہے۔ وہ آج رات بارہ بجے مجھے قتل کرے گا کل رات کسی اور کو اور پرسوں کسی اور کو، جیسے وہ کوئی سیریل کلر ہو۔ اس نے کہا ہے کہ وہ سات افراد کو الگ الگ اور سات مختلف طریقوں سے ہلاک کرے گا۔ ہونہہ۔ سات افراد کو سات الگ الگ طریقوں سے ہلاک کرنا کیا یہ سب اس کے لئے اتنا آسان ہو گا۔ کیا ہمارے ملک میں قانون نام کی کوئی چیز نہیں ہے۔ کیا وہ مافوق الفطرت انسان ہے کہ جو چاہے کر سکے''...... پروفیسر کاشف جلیل نے منہ بنا کر کہا۔

''وہ جس طرح سے باتیں کر رہا تھا مجھے تو واقعی وہ کوئی مافوق الفطرت انسان معلوم ہوتا ہے اور اس نے جو کہا ہے اگر وہ سچ ہو

گیا تو۔ میں تو کہتا ہوں کہ آپ اپنی سیکورٹی کا بندوبست کر لیں کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ واقعی اپنے مذموم ارادوں میں کامیاب ہو جائے اور''...... رحمت بابا نے انتہائی پریشانی کے عالم میں کہا۔

''دیکھا جائے گا۔ مجھے کسی سیکورٹی کی ضرورت نہیں ہے۔ وہ جو بھی ہے مجھ تک نہیں پہنچ سکتا۔ میں نے یہاں اپنی حفاظت کا مکمل بندوبست کر رکھا ہے۔ میری اجازت کے بغیر اس رہائش گاہ میں کوئی داخل نہیں ہو سکتا''...... پروفیسر کاشف جلیل نے کہا۔

''وہ تو میں بھی جانتا ہوں کہ آپ نے رہائش گاہ کی حفاظت کے لئے یہاں سائنسی انتظامات کر رکھے ہیں لیکن اس کے باوجود میں آپ کو یہی مشورہ دوں گا کہ آپ کم از کم خارجہ سیکرٹری سر سلطان صاحب سے بات کر لیں یا انٹیلی جنس کے ڈائریکٹر جنرل سر عبدالرحمٰن صاحب کو ساری باتیں بتا دیں۔ دونوں آپ کے دوست ہیں آپ کی حفاظت کے لئے ضرور وہ کوئی نہ کوئی خاطر خواہ انتظام کر دیں گے''...... رحمت بابا نے اسی انداز میں کہا۔

''آپ خوامخواہ مت گھبرائیں رحمت بابا۔ جب میں نے کہہ دیا ہے کہ مجھے کچھ نہیں ہو گا تو میں یہاں بلا وجہ کیوں اپنی سیکورٹی لگواؤں۔ آپ بخوبی جانتے ہیں کہ میں بھیڑ بھاڑ پسند نہیں کرتا''...... پروفیسر کاشف جلیل نے کہا۔

''میں کسی کو گھر میں لانے کے لئے نہیں کہہ رہا ہوں۔ باہر سے بھی تو رہائش گاہ کی حفاظت کی جا سکتی ہے۔ ٹائم کلر جو کوئی بھی ہے

وہ باہر سے آئے گا وہ جادوگر تو ہو گا نہیں کہ وہ غائب ہو کر سیدھا آپ کے سامنے ظاہر ہو جائے''...... رحمت بابا نے اپنی بات پر زور دیتے ہوئے کہا۔

''ہونہہ۔ وہ جادوگر ہو یا جو بھی ہو۔ میں نے کہا ہے نا کہ جب اس رہائش گاہ میں میری اجازت کے بغیر کوئی نہیں آ سکتا تو مجھے باہر کی سیکورٹی کی کیا ضرورت ہے۔ آپ ان سب باتوں کو چھوڑیں۔ میں اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتا۔ میرا ایمان ہے کہ جب تک اللہ کی طرف سے میرا وقت پورا نہیں ہو گا مجھے کوئی نہیں ہلاک کر سکتا ہے۔ آپ ان باتوں کو دل سے نہ لگائیں''۔ پروفیسر کاشف جلیل نے ٹھوس لہجے میں کہا اور رحمت بابا ایک طویل سانس لے کر خاموش ہو گئے۔ وہ جانتے تھے کہ پروفیسر کاشف جلیل جب ایک بار کسی بات پر اڑ جائیں تو انہیں منانا مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہو جاتا ہے۔ پروفیسر صاحب ہمیشہ وہی کرتے تھے جو ان کی اپنی مرضی ہوتی ہے۔

''ٹھیک ہے جناب۔ جیسے آپ کی مرضی۔ اب میں کیا کہہ سکتا ہوں''...... رحمت بابا نے کہا۔

''آپ اپنا کام کریں۔ ایسی فضول باتوں پر آپ زیادہ دھیان نہ دیا کریں''...... پروفیسر کاشف جلیل نے کہا تو رحمت بابا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پروفیسر کاشف جلیل نے چائے کا کپ اٹھایا اور چائے کے سپ لیتے ہوئے گہرے خیالوں میں کھو گئے۔

سر سلطان بیڈ روم میں آ کر سونے کے لئے لیٹے ہی تھے کہ اسی لمحے بیڈ کی سائیڈ پر موجود تپائی پر رکھے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو سر سلطان بے اختیار چونک پڑے۔ انہوں نے وال کلاک کی طرف دیکھا جہاں رات کے دس بج رہے تھے۔

''اس وقت کس کا فون آ گیا ہے''...... سر سلطان نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور ہاتھ بڑھا کر فون کا رسیور اٹھا لیا۔

''السلام و علیکم۔ سلطان بول رہا ہوں''...... سر سلطان نے رسیور اٹھاتے ہی سلام کرتے ہوئے بڑے شائستہ انداز میں کہا۔

''وعلیکم السلام بیٹا۔ میں فضل دین بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے ایک بلغم زدہ آواز سنائی دی۔

''فضل دین۔ معاف کیجئے گا جناب۔ میں نے آپ کو پہچانا نہیں''...... سر سلطان نے اسی انداز میں کہا۔

"بیٹا میں پروفیسر کاشف جلیل کی رہائش گاہ سے بول رہا ہوں۔ رحمت بابا"...... دوسری طرف سے آواز سنائی دی اور سر سلطان کے چہرے پر شناسائی کی لہر سی آ گئی۔

"اوہ۔ آپ ہیں رحمت بابا۔ آپ نے پہلے فضل دین کہا تھا نا اس لئے میں نے آپ کو پہچانا نہیں تھا"...... سر سلطان نے کہا۔

"کوئی بات نہیں بیٹا۔ میں بھول گیا تھا کہ سب مجھے رحمت بابا کہتے ہیں کوئی میرا اصلی نام کم ہی جانتا ہے"...... دوسری طرف سے رحمت بابا نے کہا۔

"اوہ۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ میں آپ کا اصلی نام جانتا ہوں لیکن چونکہ سب شروع سے ہی آپ کو رحمت بابا کہتے ہیں اسی لئے میں بھی آپ کو اسی نام سے پکارتا ہوں"...... سر سلطان نے کہا۔

"میں جانتا ہوں۔ بہرحال آپ کی طبیعت کیسی ہے"...... رحمت بابا نے بغیر کسی تردد کے کہا۔

"میں ٹھیک ہوں۔ اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے"...... سر سلطان نے خندہ پیشانی سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ماشاء اللہ۔ ماشاء اللہ۔ اور آپ کے بیوی بچے۔ وہ سب بھی خیریت سے ہیں"...... رحمت بابا نے کہا۔

"الحمدللہ۔ آپ سنائیں۔ آپ کیسے ہیں اور آپ کے پروفیسر صاحب۔ وہ کہاں ہوتے ہیں آج کل۔ کافی عرصہ ہی ہو گیا ہے

ان سے ملاقات ہوئے"...... سر سلطان نے کہا۔

"مجھ پر اللہ کا خاص کرم ہے کہ اس عمر میں بھی تھوڑے بہت ہاتھ پاؤں چلا لیتا ہوں۔ رہی بات پروفیسر صاحب کی تو ان کا نہ ہی پوچھیں۔ وہ تو بس اب صرف لیبارٹری کے ہی ہو کر رہ گئے ہیں۔ سارا سارا دن لیبارٹری میں ہی گھسے رہتے ہیں۔ انہیں دنیا داری اور کھانے پینے تک کا ہوش نہیں رہتا پھر وہ کسی سے کیا ملیں گے"...... رحمت بابا نے کہا اور سر سلطان بے اختیار ہنس پڑے۔

"اپنے کام میں مگن رہنا ان کی عادت ہے اور وہ اپنے بارے میں کم اور ملک کے مفاد اور سلامتی کے بارے میں زیادہ سوچتے ہیں اسی لئے اس عمر میں بھی ملک اور قوم کی بھلائی کے لئے وہ دن رات اور انتھک محنت کرتے رہتے ہیں"...... سر سلطان نے کہا۔

"ہاں بیٹا۔ اسی لئے تو میں ان کی کسی بات کا برا نہیں مناتا اور ویسے بھی ان کا رویہ میرے ساتھ ایسا ہے جیسا باپ اور ایک بیٹے کا ہوتا ہے۔ انہوں نے کبھی مجھے اپنا ملازم نہیں سمجھا۔ وہ مجھے اپنے باپ کا درجہ دیتے ہیں۔ انہوں نے کئی بار مجھے کام کرنے سے منع کیا ہے کہ اب میں آرام کیا کروں یا اپنی مدد کے لئے کسی اور کو رکھ لوں۔ وہ میرا تمام بار اٹھانے کے لئے تیار ہیں لیکن بیٹا اس عمر میں اگر میں کام نہیں کروں گا تو کیا کروں گا۔ ویسے بھی بے کار پڑا رہنے والا انسان نہ صرف جلد بوڑھا ہو جاتا ہے بلکہ اس کے ہاتھ پاؤں بھی کام کرنے سے انکار کر دیتے ہیں"...... رحمت بابا نے کہا

اور سر سلطان بے اختیار ہنسنے لگے۔

''ہاں آپ کی یہ بات بالکل ٹھیک ہے۔ ہاتھ پاؤں چلانے کے لئے انسان کو کام کرتے رہنا چاہئے۔ اس سے جسمانی ورزش بھی ہو جاتی ہے اور بیماری بھی قریب نہیں آتی''...... سر سلطان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''بس میں اسی لئے کام کرتا رہتا ہوں کہ اس عمر میں مجھے کوئی بیماری نہ ہی لگے تو اچھا ہے''...... رحمت بابا نے کہا۔

''اچھا۔ آپ نے بتایا نہیں۔ مجھے کیسے فون کیا ہے''...... سر سلطان نے پوچھا۔

''اوہو۔ میں آپ کو بتانا ہی بھول گیا ہوں کہ میں نے آپ کو اتنی رات گئے کیوں فون کیا ہے۔ جوں جوں عمر بڑھتی جا رہی ہے کم بخت یادداشت بھی ساتھ چھوڑتی جا رہی ہے اور مجھ پر بھولنے کی بیماری غالب آتی جا رہی ہے۔ اس بیماری سے بچنے کی میری ساری کی ساری کوششیں بے کار ہو جاتی ہیں''...... رحمت بابا نے تیز تیز بولتے ہوئے کہا۔

''کوئی بات نہیں۔ اب یاد آ گیا ہے تو اب بتا دیں''...... سر سلطان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ میں نے آپ کو یہ بتانے کے لئے فون کیا ہے کہ پروفیسر صاحب کی جان شدید خطرے میں ہے''...... رحمت بابا نے کہا اور ان کی بات سن کر سر سلطان بے اختیار چونک پڑے۔

''کیا۔ کیا کہا آپ نے۔ پروفیسر صاحب کی جان خطرے میں ہے''...... سر سلطان نے چونکتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''ہاں بیٹا۔ میں سچ کہہ رہا ہوں۔ کسی ٹائم کلر نے پروفیسر صاحب کو دھمکی دی ہے کہ آج رات ٹھیک بارہ بجے وہ انہیں قتل کر دے گا لیکن پروفیسر صاحب ہیں کہ یہ بات ماننے کے لئے تیار ہی نہیں ہیں کہ کوئی انہیں ہلاک کر سکتا ہے''...... رحمت بابا کی آواز سنائی دی۔

''ٹائم کلر۔ کیا مطلب۔ کون ہے یہ ٹائم کلر اور اس نے پروفیسر صاحب کو قتل کرنے کی دھمکی کیوں دی ہے''...... سر سلطان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''میں نہیں جانتا بیٹا کہ وہ کون ہے۔ اس نے خود کو ٹائم کلر ہی کہا تھا''...... رحمت بابا نے کہا اور پھر انہوں نے سر سلطان کو خط ملنے سے لے کر پروفیسر کاشف جلیل کے ٹائم کلر کو فون کرنے تک کی تمام باتیں تفصیل سے بتا دیں جسے سن کر سر سلطان کی پیشانی پر بھی بل پڑ گئے۔

''اوہ۔ ٹائم کلر سے بات کرنے کے باوجود بھی پروفیسر صاحب اس بات کو سیریس نہیں لے رہے ہیں اور اس نے پروفیسر صاحب جیسے مخلص اور محبّ وطن کو غدار کہا ہے تعجب ہے''...... سر سلطان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاں یہ سب میں نے اپنے کانوں سے سنا ہے۔ ٹائم کلر کی

باتیں سن کر پروفیسر صاحب کو بہت غصہ آ رہا تھا۔ میں جانتا ہوں کہ انہوں نے اپنی زندگی ملک و قوم کے لئے وقف کر رکھی ہے اور اس کے باوجود انہیں غدار وطن کہا جا رہا تھا جس پر مجھے بھی غصہ آیا تھا۔ میں نے تو پروفیسر صاحب کو مشورہ دیا تھا کہ وہ آپ سے یا پھر سر عبدالرحمٰن صاحب سے بات کر لیں لیکن وہ میری مانیں تب نا''...... رحمت بابا نے کہا۔

''کہاں ہیں اب وہ''...... سر سلطان نے پوچھا۔

''کون پروفیسر صاحب''...... رحمت بابا نے پوچھا۔

''ظاہر ہے میں اور کس کا پوچھ سکتا ہوں''...... سر سلطان نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

''وہ سونے کے لئے اپنے کمرے میں جا چکے ہیں۔ وہ سونے کے لئے گئے ہیں اسی لئے تو میں آپ سے فون پر بات کر رہا ہوں ورنہ وہ مجھے کبھی بھی آپ سے بات نہ کرنے دیتے۔ خاص طور پر اس معاملے پر''...... رحمت بابا نے کہا۔

''کیا آپ کسی طرح میری ان سے بات کرا سکتے ہیں''...... سر سلطان نے پوچھا۔

''نہیں۔ ان کے کمرے میں فون نہیں ہے''...... رحمت بابا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ان کا سیل فون''...... سر سلطان نے پوچھا۔

''کمرے میں جانے سے پہلے وہ اپنا سیل فون آف کر دیتے

ہیں تاکہ انہیں کوئی ڈسٹرب نہ کر سکے''...... رحمت بابا نے کہا۔

''آپ ان کے کمرے کا دروازہ کھٹکھٹائیں اور ان سے کہیں کہ مجھے ان سے ضروری بات کرنی ہے''...... سر سلطان نے کہا۔

''دروازہ کھٹکھٹانے سے کچھ نہیں ہو گا بیٹا۔ ان کا کمرہ ساؤنڈ پروف ہے۔ باہر کی آواز نہ اندر جا سکتی ہے اور نہ اندر سے کوئی آواز باہر آ سکتی ہے۔ انہوں نے رہائش گاہ کے تمام حفاظتی سسٹم آن کر دیئے ہیں۔ بظاہر تو یہاں کوئی خطرہ نظر نہیں آ رہا ہے لیکن اس کے باوجود میرا دل بہت گھبرا رہا ہے۔ مجھ سے رہا نہ گیا تو میں نے سوچا کہ میں آپ کو فون کر لوں''...... رحمت بابا نے انتہائی پریشان لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''آپ نے بہت اچھا کیا ہے رحمت بابا جو آپ نے مجھے فون کر کے سب کچھ بتا دیا ہے۔ پروفیسر کاشف جلیل میرے دوست، میرے بھائی ہی نہیں بلکہ اس ملک کا ایک انتہائی قیمتی سرمایہ بھی ہیں۔ اگر انہیں کچھ ہو گیا تو پاکیشیا ایک عظیم ترین انسان اور ایک بہت بڑے سائنس دان سے محروم ہو جائے گا جو پاکیشیا کے لئے بہت بڑا نقصان ہو گا ایسا نقصان جس کا کوئی نعم البدل نہیں ہو سکتا ہے''...... سر سلطان نے پریشان انداز میں کہا۔

''اسی لئے میں بھی بہت پریشان ہوں بیٹا۔ اب آپ ہی کچھ کر سکتے ہو تو کریں۔ میں نے تو آپ کو فون کر کے اپنا فرض ادا کر دیا ہے۔ اللہ ہمارے پروفیسر صاحب پر رحم کرے اور پروفیسر

صاحب کو ہر بری آفت سے بچائے رکھے“...... رحمت بابا نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

”آمین“...... سر سلطان نے کہا۔

”مجھے بتائیں میں کیا کروں“...... دوسری طرف سے چند لمحوں کے بعد رحمت بابا نے پوچھا۔

”یہ بہت اہم اور انتہائی حساس معاملہ ہے رحمت بابا۔ پروفیسر صاحب کو اس کا احساس ہو یا نہ ہو لیکن میں آپ کی باتیں سن کر پریشان ہو گیا ہوں اور میں پروفیسر صاحب کی سیکورٹی کے لئے کوئی رسک نہیں لے سکتا۔ وہ پاکیشیائی ہیرو ہیں جن کی حفاظت ہماری ذمہ داری ہے۔ اس لئے آپ فکر نہ کریں میں خود وہاں آ رہا ہوں اور میں سر عبدالرحمٰن سے بھی بات کرتا ہوں وہ بھی اپنی فورس کے ساتھ وہاں پہنچ جائیں گے۔ ہم پروفیسر صاحب کی حفاظت کرنے میں کوئی کسر نہیں رکھ چھوڑیں گے۔ میں سر عبدالرحمٰن سے بات کروں گا تاکہ وہ پروفیسر صاحب کی رہائش گاہ کی طرف جانے والے تمام راستے سیلڈ کرا دیں اور پروفیسر صاحب کی رہائش گاہ کے گرد ایسا حفاظتی حصار قائم کر دیں کہ وہاں ایک مکھی بھی داخل نہ ہو سکے“...... سر سلطان نے کہا۔

”دیکھ لینا بیٹا آپ جو بھی کریں پروفیسر صاحب کو اس بارے میں علم نہیں ہونا چاہئے کہ یہ سب آپ نے میرے کہنے پر کیا ہے یا میں نے ٹائم کلر کے بارے میں آپ کو بتایا ہے“...... دوسری

طرف سے رحمت بابا نے کہا۔

”آپ بے فکر رہیں۔ پروفیسر صاحب آپ کو کچھ نہیں کہیں گے۔ میں خود ہی ان سے بات کر لوں گا“...... سر سلطان نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ پھر آپ کب تک تشریف لائیں گے“...... رحمت بابا نے سکون کا سانس لیتے ہوئے کہا جیسے سر سلطان کی بات سن کر ان کے سر سے بہت بڑا بوجھ اتر گیا ہو۔

”آپ پریشان نہ ہوں۔ معاملہ چونکہ انتہائی حساس نوعیت کا ہے اس لئے میں جلد سے جلد پہنچنے کی کوشش کرتا ہوں“...... سر سلطان نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میں آپ کا انتظار کر رہا ہوں“...... رحمت بابا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”وہاں پہنچ کر سیل فون سے جب میں آپ کو کال کروں گا تب آپ میرے لئے دروازہ کھول دینا اس وقت تک آپ تمام دروازے اور کھڑکیاں بند کر دیں اور چھت کے ساتھ ساتھ رہائش گاہ کا ایک راؤنڈ ضرور لگا لیں۔ میں آپ کو اپنے سیل فون کا نمبر دے دیتا ہوں کسی بھی خطرے کی صورت میں آپ مجھے فوراً کال کر سکتے ہیں“...... سر سلطان نے کہا۔

”یہ کام میں پہلے ہی کر چکا ہوں۔ بہرحال آپ کہتے ہیں تو میں رہائش گاہ کا ایک اور راؤنڈ لگا لیتا ہوں۔ آپ مجھے اپنے سیل فون کا نمبر دے دیں“...... دوسری طرف سے رحمت بابا نے جواب

دیتے ہوئے کہا۔

"بالکل۔ یہ بہت اچھا رہے گا اور ہاں کیا آپ کے پاس کوئی اسلحہ ہے"...... سر سلطان نے پوچھا۔

"جی ہاں۔ پروفیسر صاحب نے چونکہ کوٹھی کی حفاظت کے لئے سیکورٹی کا ایک اہلکار بھی تعینات نہیں ہونے دیا اس لئے میں نے ان سے کہہ کر ان کا ہی ایک ریوالور اپنے پاس رکھا ہوا ہے۔ جو اب بھی میرے پاس ہے"...... رحمت بابا نے کہا۔

"یہ بہت اچھا کیا ہے آپ نے کہ آپ نے اپنے پاس ریوالور رکھا ہوا ہے۔ آپ بس احتیاط کریں اور رہائش گاہ میں ہمارے آنے سے پہلے آپ کو وہاں کسی کا سایہ بھی دکھائی دے تو آپ اسے گولی مار دیں۔ یہ میرا حکم ہے"...... سر سلطان نے کہا۔

"ٹھیک ہے جناب۔ میں کوئی رسک نہیں لوں گا۔ جو بھی میرے سامنے آیا میں اسے گولی مار دوں گا۔ آپ بس جلد سے جلد یہاں پہنچنے کی کوشش کریں"...... رحمت بابا نے انتہائی بے چین لہجے میں کہا۔

"میں بس پہنچ رہا ہوں اور ہاں آپ نے خط میں کسی کوڈ کے بارے میں بھی بتایا تھا کیا کوڈ ہے وہ"...... سر سلطان نے اچانک خیال آنے پر پوچھا۔

"نمبر کوڈ ہے۔ خط میں ڈیتھ کوڈ لکھ کر اس کے آگے نمبر لکھے گئے ہیں وہ میں آپ کو بتا دیتا ہوں"...... رحمت بابا نے کہا۔

"بتائیں"...... سر سلطان نے کہا۔

"کوڈ کچھ اس طرح سے ہے۔ گیارہ، سترہ، ڈبل زیرو اور پھر ڈبل زیرو"...... رحمت بابا نے کوڈ بتاتے ہوئے کہا۔

"آپ کا مطلب ہے ایک کروڑ گیارہ لاکھ ستر ہزار۔ یہ کیا ہے اور یہ پروفیسر صاحب کا ڈیتھ کوڈ کیسے ہو سکتا ہے"...... سر سلطان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جی ہاں یہی فگر بنتا ہے۔ یہ کیا ہے میں نہیں جانتا۔ خط میں جو لکھا ہے میں تو آپ کو وہی بتا رہا ہوں"...... رحمت بابا نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے آپ اپنا خیال رکھیں اور میں نے جیسا آپ سے کہا ہے اس پر عمل کریں اور میرا نمبر نوٹ کر لیں اگر کوئی ضروری بات کرنی ہو یا آپ کو کوئی خطرہ محسوس ہو تو آپ مجھے فوراً کال کر سکتے ہیں"...... سر سلطان نے ایک بار پھر انہیں سمجھاتے ہوئے کہا اور پھر انہوں نے رحمت بابا کو اپنا سیل فون نمبر دیا اور انہیں چند مزید ہدایات دیں اور رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ ان کی فراخ پیشانی پر لاتعداد شکنوں کا جال سا پھیل گیا تھا۔ رحمت بابا نے انہیں ٹائم کلر کے بارے میں جو کچھ بتایا تھا وہ سب سن کر سر سلطان واقعی بے حد پریشان ہو گئے تھے۔ وہ مسلسل یہی سوچے جا رہے تھے کہ پروفیسر صاحب کو جو ڈیتھ لیٹر موصول ہوا تھا اور انہوں نے ڈیتھ لیٹر پر لکھے ہوئے نمبر پر ٹائم کلر سے بات کی تھی اس میں کس حد تک

سچائی تھی۔ کیا ٹائم کلر نے جو کہا تھا واقعی وہ اس پر عمل بھی کر سکتا تھا اور اس ڈیتھ کوڈ کا کیا مطلب ہو سکتا تھا جو رحمت بابا کے کہنے کے مطابق ٹرپل ون سیون اور ٹیٹرا زیرو تھا۔ وہ کافی دیر سوچتے رہے۔ پھر انہوں نے ایک بار پھر فون کا رسیور اٹھایا اور سر عبدالرحمٰن کے نمبر پریس کرنے لگے۔ ابھی انہوں نے آدھے نمبر ہی ڈائل کئے ہوں گے کہ انہیں اچانک عمران کا خیال آیا۔

"اوہ۔ سر عبدالرحمٰن کی بجائے مجھے عمران سے بات کرنی چاہئے۔ وہ پروفیسر صاحب کو اپنے استاد کا درجہ دیتا ہے۔ اگر پروفیسر صاحب کی زندگی ابھی باقی ہے تو عمران کے ہوتے ہوئے دنیا کی کوئی طاقت ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکے گی"...... سر سلطان نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ انہوں نے کریڈل پر ہاتھ مارا اور جیسے ہی رسیور میں ٹون کلیئر ہوئی انہوں نے عمران کے فلیٹ کے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ دوسری طرف بیل بجنے کی آواز سنائی دی۔ کچھ دیر تک بیل بجتی رہی لیکن ان کا فون رسیو نہ کیا گیا۔ سر سلطان نے دوبارہ کریڈل پر ہاتھ مارا اور ساتھ ہی ری ڈائل کا بٹن پریس کر دیا۔ ایک بار پھر دوسری طرف بیل بجنا شروع ہو گئی لیکن شاید عمران اور سلیمان یا تو فلیٹ میں نہیں تھے یا پھر وہ سو رہے تھے۔

"کیا مطلب۔ یہ عمران فون رسیو کیوں نہیں کر رہا ہے"...... سر سلطان نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ انہوں نے ایک بار اور نمبر ری ڈائل کئے۔ تیسری بار بھی ان کا فون رسیو نہ کیا گیا تو انہوں نے

جھلائے ہوئے انداز میں رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

"ہونہہ۔ اب یہ عمران کہاں رہ گیا ہے وہ میرا فون کیوں رسیو نہیں کر رہا ہے"...... انہوں نے منہ بناتے ہوئے کہا اور پھر انہوں نے ایک بار پھر رسیور اٹھایا اور اس بار دانش منزل کے نمبر پریس کرنے لگے۔

"ایکسٹو"...... دوسری طرف سے کال رسیو ہوتے ہی ایکسٹو کی مخصوص بھرائی ہوئی آواز سنائی دی۔

"سلطان بول رہا ہوں"...... سر سلطان نے کہا۔

"اوہ۔ سر سلطان صاحب آپ۔ میں طاہر بول رہا ہوں جناب۔ فرمائیں"...... بلیک زیرو نے سر سلطان کی آواز پہچان کر اپنی اصلی آواز میں کہا۔

"عمران کہاں ہے۔ میں نے اس کے فلیٹ میں فون کیا تھا لیکن نہ وہ میری کال رسیو کر رہا ہے اور نہ سلیمان"...... سر سلطان نے سنجیدگی سے کہا۔

"عمران صاحب تو اپنی ٹیم لے کر بیرون ملک گئے ہوئے ہیں جناب اور سلیمان کے بارے میں عمران صاحب نے جاتے ہوئے بتایا تھا کہ وہ اپنے آبائی گاؤں گیا ہوا ہے"...... بلیک زیرو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ اسی لئے وہ میرا فون رسیو نہیں کر رہے تھے۔ بہرحال مجھے یاد آ گیا ہے کہ عمران کہاں گیا ہوا ہے لیکن اسے تو گئے دو ہفتے

ہو چکے ہیں۔ کیا اب تک اس کی واپسی نہیں ہوئی ہے“۔۔۔۔۔۔ سلطان نے پوچھا۔

”نہیں جناب۔ البتہ صبح ان کا فون آیا تھا وہ جس مشن پر گئے تھے۔ اس مشن پر انہوں نے اور ان کے ساتھیوں نے کامیابی حاصل کر لی ہے اور وہ وہاں سے نکل چکے ہیں۔ انہوں نے کہا تھا کہ وہ آج رات یا پھر کل صبح تک واپس آ جائیں گے“۔۔۔۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

”اوہ۔ ٹھیک ہے۔ جب وہ آئے تو اس سے کہنا کہ مجھے کال کر لے“۔۔۔۔۔۔ سر سلطان نے کہا۔

”یس سر۔ میں کہہ دوں گا۔ اگر ان کے لئے کوئی پیغام ہے تو مجھے بتا دیں میں انہیں بتا دوں گا“۔۔۔۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

”مجھے ابھی تھوڑی دیر پہلے پروفیسر کاشف جلیل کے ملازم رحمت بابا کا فون آیا تھا“۔۔۔۔۔۔ سر سلطان نے کہا۔

”رحمت بابا۔ کیا کہہ رہے تھے وہ“۔۔۔۔۔۔ بلیک زیرو نے پوچھا تو سر سلطان نے انہیں ساری باتیں بتا دیں اور اسے ڈیتھ کوڈ کے بارے میں بھی بتا دیا۔

”اوہ۔ یہ تو انتہائی خطرناک صورتحال ہے۔ کون ہے یہ ٹائم کلر اور یہ ٹرپل ون سیون اور ٹیٹرا زیرو کے ڈیتھ کوڈ سے کیا مطلب ہو سکتا ہے“۔۔۔۔۔۔ بلیک زیرو نے پوچھا۔

”یہی تو میری سمجھ میں نہیں آ رہا ہے۔ میں نے اسی لئے فون

کیا تھا کہ عمران کو وہاں ساتھ لے جاؤں۔ اس کے ہوتے ہوئے پروفیسر صاحب کی طرف کوئی آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھ سکتا۔ لیکن اس وقت وہ یہاں موجود نہیں ہے اس لئے اب کیا کیا جا سکتا ہے“۔۔۔۔۔۔ سر سلطان نے کہا۔

”اگر آپ کہیں تو میں آپ کے ساتھ چلوں“۔۔۔۔۔۔ بلیک زیرو نے پوچھا۔

”نہیں رہنے دو۔ میں سر عبدالرحمٰن سے بات کرتا ہوں اور خود بھی وہاں چلا جاتا ہوں۔ سر عبدالرحمٰن اگر وہاں سیکورٹی لگا دیں گے تو ان کی فورس کی موجودگی میں وہاں کوئی پرندہ بھی پر نہیں مار سکے گا“۔۔۔۔۔۔ سر سلطان نے کہا۔

”رہائش گاہ کی سرچنگ بھی ضروری ہے۔ ایسا نہ ہو کہ کہیں قاتل وہاں پہلے سے ہی چھپا بیٹھا نہ ہو یا کہیں اس نے رہائش گاہ کے اندر ہی کوئی ایسا بندوبست نہ کر رکھا ہو جو پروفیسر صاحب کے لئے نقصان کا باعث بن سکتا ہو“۔۔۔۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

”ہاں میں بھی اسی پہلو پر سوچ رہا ہوں۔ بہرحال ہمارے پاس وقت کم ہے۔ مجھے ابھی سر عبدالرحمٰن سے بھی بات کرنی ہے۔ تم میری کال کا انتظار کرنا۔ سر عبدالرحمٰن کی موجودگی میں تم سے بات نہیں کر سکوں گا اس لئے میں تمہیں ایک میسج سینڈ کر دوں گا۔ میرا میسج ملتے ہی تم وہاں ایکسٹو کے نمائندہ خصوصی کی حیثیت سے پہنچ جانا“۔۔۔۔۔۔ سر سلطان نے کہا۔

”اگر ایسا ہے تو پھر میں ابھی آ جاتا ہوں۔ ہمیں پروفیسر صاحب کی سیکورٹی میں کوئی رسک نہیں لینا چاہئے۔ میں اپنے ساتھ چند سائنسی آلات لے آتا ہوں جس سے پروفیسر صاحب کی رہائش گاہ کی مکمل چیکنگ ہو جائے گی“...... بلیک زیرو نے کہا۔ ایک لمحے کے لئے سر سلطان خاموش ہو گئے۔

”اوکے۔ آ جاؤ۔ میں وہاں زیادہ سے زیادہ بیس منٹوں تک پہنچ جاؤں گا“...... سر سلطان نے کہا تو دوسری طرف سے بلیک زیرو نے اوکے کہہ کر فون بند کر دیا۔ سر سلطان نے چند لمحے سوچا اور پھر انہوں نے ایک بار پھر رسیور اٹھایا اور سر عبدالرحمٰن کی رہائش گاہ کے نمبر پریس کرنے لگے۔ چند ہی لمحوں میں ان کا سر عبدالرحمٰن سے رابطہ ہو گیا تو انہوں نے سر عبدالرحمٰن کو ساری صورتحال سے آگاہ کر دیا اور پھر وہ اٹھے اور انہوں نے پلنگ کے ساتھ پڑے ہوئے جوتے پہنے اور دروازے کی طرف بڑھے اور پھر کمرے کا دروازہ کھول کر باہر نکل گئے۔ تھوڑی ہی دیر میں وہ تیار ہو کر پروفیسر کاشف جلیل کی رہائش گاہ کی جانب اُڑے جا رہے تھے۔ اگلے بیس منٹ بعد وہ پروفیسر کاشف جلیل کی رہائش گاہ کے گیٹ کے سامنے تھے۔ وہ کار خود ڈرائیو کر کے لائے تھے۔ جیسے ہی انہوں نے کار روکی سامنے موجود درختوں کے جھنڈ سے ایک لمبا تڑنگا اور ورزشی جسم رکھنے والا نوجوان نکل کر تیزی سے ان کی طرف بڑھا۔

نوجوان کا قد کاٹھ دیکھ کر سر سلطان نے اسے پہچان لیا وہ بلیک

زیرو تھا۔ اس نے میک اپ کر رکھا تھا اور اس کے ہاتھ میں ایک بریف کیس تھا۔ نزدیک آ کر بلیک زیرو نے انہیں نہایت مودبانہ انداز میں سلام کیا تو سر سلطان نے اسے جواب دیا اور اس سے مصافحہ کیا۔

”میں فوراً ہی یہاں پہنچ گیا تھا۔ اس لئے میں نے اردگرد کی تمام چیکنگ کر لی ہے۔ دور نزدیک یہاں ایسے کوئی آثار نہیں ہیں جن سے پتہ چلتا ہو کہ کوئی غیر متعلق شخص پروفیسر صاحب کی رہائش گاہ میں داخل ہوا ہو“...... بلیک زیرو نے کہا۔

”بیرونی چیکنگ سے زیادہ ہمارے لئے اندرونی چیکنگ زیادہ ضروری ہے“...... سر سلطان نے کہا۔

”جی ہاں۔ اسی لئے میں اپنے ساتھ سائنسی آلات لے آیا ہوں“...... بلیک زیرو نے انہیں بریف کیس اونچا کر کے دکھاتے ہوئے کہا تو سر سلطان نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ سر سلطان نے سیل فون سے رحمت بابا کو کال کر کے انہیں اپنی آمد کا بتایا تو انہوں نے چند ہی لمحوں میں گیٹ کھول دیا۔

”آپ چلیں میں آپ کی کار اندر لے آتا ہوں“...... بلیک زیرو نے کہا۔

”تمہاری کار کہاں ہے“...... سر سلطان نے پوچھا کیونکہ انہیں وہاں بلیک زیرو کی کار دکھائی نہیں دے رہی تھی۔

”احتیاط کی خاطر میں نے اپنی کار درختوں کے جھنڈ میں چھپا

دی ہے''...... بلیک زیرو نے جواب دیا تو سر سلطان نے اثبات میں سر ہلایا اور کار سے نکل آئے اور پھر وہ کھلے ہوئے گیٹ کی طرف بڑھتے چلے گئے جہاں رحمت بابا موجود تھا۔ بلیک زیرو ان کی کار میں بیٹھ گیا۔

''رحمت بابا آپ نے تمام کھڑکیاں اور دروازے بند کر رکھے ہیں نا''...... سر سلطان نے آگے بڑھ کر رحمت بابا سے ہاتھ ملاتے ہوئے کہا۔

''جی ہاں صاحب۔ سب کھڑکیاں اور دروازے بند ہیں اور میں نے رہائش گاہ کا ایک ایک حصہ چیک کر لیا ہے۔ اس وقت رہائش گاہ میں بلی کا ایک بچہ بھی موجود نہیں ہے''...... رحمت بابا نے جواب دیا تو سر سلطان نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اسی لمحے بلیک زیرو کار اندر لے آیا اور پورچ کی طرف لیتا چلا گیا جہاں ایک اور کار کھڑی تھی جو پروفیسر کاشف جلیل کے استعمال میں رہتی تھی۔

''پروفیسر صاحب کہاں ہیں۔ کیا آپ نے انہیں میرے بارے میں بتایا ہے''...... سر سلطان نے پوچھا۔

''نہیں۔ میں نے آپ کو بتایا تو تھا کہ جب صاحب اپنے بیڈ روم میں چلے جاتے ہیں تو پھر ان کا وہاں سے نکلنا مشکل ہو جاتا ہے۔ اب تک تو وہ گہری نیند سو گئے ہوں گے''...... رحمت بابا نے کہا تو سر سلطان ایک طویل سانس لے کر خاموش ہو گئے۔ اسی لمحے بلیک زیرو کار پارک کر کے وہاں آ گیا وہ چونکہ سر سلطان کے

ساتھ آیا تھا اس لئے رحمت بابا نے سر سلطان سے اس کے بارے میں کوئی بات نہیں کی تھی۔

''طاہر رحمت بابا نے کوٹھی چیک کر لی ہے لیکن تم خود بھی ایک بار جائزہ لے لو تاکہ ہمیں یہ اطمینان ہو جائے کہ یہاں پہلے سے کوئی موجود نہیں ہے''...... سر سلطان نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ رحمت بابا نے کوٹھی کا گیٹ بند کر دیا۔

''وہ خط کہاں ہے جس کے بارے میں آپ نے مجھے بتایا تھا''...... سر سلطان نے پوچھا تو رحمت بابا نے جیب سے مڑا تڑا ایک کاغذ نکالا جسے اس نے تہہ کر کے جیب میں رکھ لیا تھا اور سر سلطان کی طرف بڑھا دیا۔ سر سلطان نے اس سے خط لیا اور اسے کھول کر پڑھنے لگے۔ خط کا متن وہی تھا جس کے بارے میں رحمت بابا پہلے ہی انہیں بتا چکے تھے۔ خط میں ایک جگہ واقعی ڈیتھ کوڈ لکھ کر آگے ٹرپل ون، سیون اور ٹیٹرا زیرو لکھا ہوا تھا اور یہ نمبر الگ الگ تھے یعنی گیارہ الگ سترہ الگ اور چار زیرو الگ۔

''یہ وہ لفافہ ہے جس پر ٹائم کلر کا نمبر لکھا ہوا ہے''...... رحمت بابا نے دوسری جیب سے خط کا لفافہ نکال کر سر سلطان کو دیتے ہوئے کہا۔ سر سلطان نے لفافہ لے کر اسے غور سے دیکھا۔ لفافے پر مقامی کوریئر سروس کی سلپ لگی ہوئی تھی۔ فرنٹ پر پروفیسر کاشف جلیل کی رہائش گاہ کا ایڈریس اور ان کا فون نمبر لکھا تھا اور پشت پر ایک اور سیل فون کا نمبر تھا۔ نمبر دیکھ کر سر سلطان نے جیب سے اپنا

سیل فون نکالا اور لفافے پر لکھے ہوئے نمبر پریس کرنے لگے۔ لیکن دوسری طرف سیل فون سوئچڈ آف تھا۔ سر سلطان نے فون سروس سنٹر کے مخصوص نمبر پریس کیے اور کالنگ کی پریس کر کے اسے کان سے لگا لیا۔

"یس۔ سپیشل سیل فون انکوائری سنٹر"...... رابطہ ملتے ہی دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"سپیشل سیکرٹری ٹو وزارت خارجہ سر سلطان بول رہا ہوں"۔ سر سلطان نے اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ یس سر۔ حکم سر"...... ان کا نام اور عہدہ سنتے ہی انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"ایک نمبر نوٹ کریں اور معلوم کریں کہ یہ کس کا نمبر ہے اور کہاں سے ایکٹیو ہوتا ہے"...... سر سلطان نے کہا۔

"یس سر۔ نمبر نوٹ کرائیں سر"...... آپریٹر نے کہا تو سر سلطان نے اسے نمبر نوٹ کرا دیا۔

"اس وقت یہ نمبر سوئچڈ آف ہے"...... آپریٹر نے چند لمحوں کے بعد جواب دیا۔

"او کے۔ آپ نے پتہ لگانا ہے کہ نمبر آف ہونے سے پہلے اس نمبر سے کہاں سے کال کی گئی ہے اور سوئچڈ آف ہونے کے باوجود یہ نمبر کہاں ہے"...... سر سلطان نے کہا۔

"یس سر۔ میں پتہ لگاتی ہوں سر"...... آپریٹر نے کہا۔

"کتنی دیر لگے گی"...... سر سلطان نے پوچھا۔

"صرف دس منٹ سر۔ دس منٹ بعد میں آپ کو کال بیک کرتی ہوں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"او کے۔ مجھے کنفرم معلومات چاہئیں۔ اِٹ از موسٹ ایمرجنسی اینڈ ٹاپ سیکرٹ"...... سر سلطان نے کہا۔

"یس سر۔ آپ بے فکر رہیں۔ میں آپ کو پوری اور مکمل معلومات مہیا کروں گی"...... آپریٹر نے اسی طرح مؤدبانہ لہجے میں کہا اور سر سلطان نے او کے کہہ کر فون کان سے ہٹایا اور کال آف کر دی۔

"اگر کوئی ایمرجنسی ہو تو اس صورت میں پروفیسر صاحب سے کیسے بات کی جا سکتی ہے"...... سر سلطان نے سیل فون جیب میں ڈالتے ہوئے رحمت بابا سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"اس کا ایک ہی طریقہ ہے جناب۔ وہ یہ کہ انتہائی ایمرجنسی کی صورت میں مجھے کوٹھی کے الارم بجانے پڑتے ہیں۔ الارم بجتے ہی پروفیسر صاحب جاگ جاتے ہیں اور پھر وہ سیل فون آن کر کے مجھ سے بات کر سکتے ہیں لیکن آج تک اس کی نوبت نہیں آئی ہے"...... رحمت بابا نے کہا۔

"اس کے علاوہ اور کوئی طریقہ نہیں ہے"...... سر سلطان نے ہونٹ بھینچتے ہوئے پوچھا۔

"نہیں جناب۔ پروفیسر صاحب اپنی مرضی کے مالک ہیں۔ اسی

لئے تو انہوں نے آج تک کوٹھی کی سیکورٹی نہیں لگوائی۔ وہ تنہا رہنا پسند کرتے ہیں۔ وہ وقت کے پابند اور انتہائی اصول پسند انسان ہیں۔ اپنی مرضی سے سوتے ہیں اور اپنی مرضی سے ہی جاگتے ہیں خاص طور پر ریسٹ کرنے کے معاملے میں وہ کسی قسم کا کوئی سمجھوتہ نہیں کرتے ہیں۔ یہ سمجھ لیں کہ دن بھر کام کرنے کے بعد وہ سکون سے اور گہری نیند سونے کے عادی ہیں''...... رحمت بابا نے کہا۔ اسی لمحے بلیک زیرو واپس آ گیا۔

''میں نے ساری چیکنگ مکمل کر لی ہے جناب''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''سب اوکے ہے''...... سر سلطان نے پوچھا۔

''جی ہاں۔ میں اپنے ساتھ گائیگر اور دوسرے چند سائنسی آلات لایا تھا۔ ان آلات سے میں نے مکمل چیکنگ کی ہے لیکن مجھے اس کوٹھی میں کسی گڑبڑ کے آثار نہیں ملے ہیں۔ میرے پاس کراس ویژنل گلاسز ہیں۔ ان گلاسز سے میں نے پروفیسر صاحب کے کمرے میں بھی جھانک کر دیکھا تھا۔ پروفیسر صاحب کمرے میں اکیلے ہیں اور وہ اپنے پلنگ پر گہری نیند سو رہے ہیں۔ ان کے کمرے میں بھی ایسا کچھ نہیں ہے جو ان کے لئے نقصان کا باعث بن سکتا ہو''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''اوہ ٹھیک ہے اور یہاں کی سائنسی حفاظت کا کیا بندوبست ہے۔ وہ چیک کیا ہے تم نے''...... سر سلطان نے پوچھا۔

''جی ہاں۔ پروفیسر صاحب نے کوٹھی کی حفاظت کا فول پروف بندوبست کر رکھا ہے۔ اس رہائش گاہ پر نہ فضائی حملہ کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی کوٹھی کو بم اور میزائلوں سے اُڑایا جا سکتا ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''کیا باہر سے کسی طرح سے پروفیسر صاحب کے کمرے کا دروازہ کھولا جا سکتا ہے''...... سر سلطان نے رحمت بابا سے پوچھا۔

''نہیں۔ جب پروفیسر صاحب اندر سے لاک لگا لیں تو باہر سے کوئی دروازہ نہیں کھول سکتا''...... رحمت بابا نے جواب دیا۔

''ان کے کمرے کی کھڑکیوں اور روشن دانوں کے بارے میں کیا کہو گے''...... سر سلطان نے رحمت بابا کی جانب غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''کمرے میں کوئی کھڑکی اور روشن دان نہیں ہے۔ پروفیسر صاحب نے کمرے میں آکسیجن کے داخل ہونے اور کاربن ڈائی آکسائیڈ کے اخراج کا خصوصی انتظام کر رکھا ہے اس لئے انہیں اس کمرے میں کسی گھٹن کا احساس نہیں ہوتا''...... رحمت بابا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''مطلب یہ کہ جب تک پروفیسر صاحب اپنے کمرے میں ہیں۔ محفوظ ہیں''...... سر سلطان نے سکون کا سانس لیتے ہوئے کہا تو رحمت بابا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ سر سلطان چند لمحے کچھ سوچتے رہے اور پھر انہوں نے وہ خط اور لفافہ بلیک زیرو کو دے دیا

جو انہیں رحمت بابا نے دیا تھا۔ بلیک زیرو خط کا ایک ایک لفظ انتہائی انہماک اور غور سے پڑھنے لگا۔ اسی لمحے باہر سے تیز سائرنوں کی آوازیں سنائی دیں۔

''دروازہ کھول دیں رحمت بابا۔ میں نے سر عبدالرحمٰن کو فون کیا تھا وہ فورس لائیں ہیں''...... سر سلطان نے کہا تو رحمت بابا سر ہلا کر گیٹ کی جانب بڑھ گیا۔ اس نے گیٹ کھولا تو وہاں بے شمار موبائل گاڑیاں دکھائی دیں جن کی سرخ روشن بتیاں راؤنڈ کر رہی تھیں۔ چند ہی لمحوں میں سر عبدالرحمٰن اور سوپر فیاض ان کے ساتھ تھے۔ سر سلطان کے کہنے پر سر عبدالرحمٰن نے سوپر فیاض سے کہہ کر رہائش گاہ کے باہر ہی سیکورٹی کے انتظامات کرنے شروع کر دیئے۔

''پروفیسر صاحب کہاں ہیں''...... سر عبدالرحمٰن نے اِدھر اُدھر دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''وہ اپنے روم میں سو رہے ہیں''...... سر سلطان نے کہا۔

''کیا وہ اس کمرے میں محفوظ ہیں''...... سر عبدالرحمٰن نے پوچھا۔

''ہاں۔ رحمت بابا نے رہائش گاہ اور پروفیسر صاحب کے کمرے کے جن حفاظتی انتظامات کے بارے میں بتایا ہے اس لحاظ سے تو پروفیسر صاحب کو ان کے کمرے میں کوئی خطرہ نہیں ہے اور یہ طاہر صاحب ہیں اور یہ ایکسٹو کے نمائندہ خصوصی ہیں۔ انہوں نے کوٹھی کی سائنسی آلات سے تمام تر چیکنگ کر لی ہے۔ ابھی تک

تو یہاں ایسے کوئی آثار نہیں ملے ہیں جن سے پتہ چل چلے کہ کوئی یہاں پروفیسر صاحب کو ہلاک کرنے کے لئے آیا ہو یا آنے والا ہو''...... سر سلطان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''وہ کون ہے جس نے پروفیسر صاحب کو ہلاک کرنے کی دھمکی دی ہے''...... سر عبدالرحمٰن نے پوچھا۔

''اس نے اپنا نام نہیں بتایا تھا البتہ وہ خود کو ٹائم کلر کہتا ہے اس نے پروفیسر صاحب کو ایک خط لکھا ہے اور پھر اس سے پروفیسر صاحب کی فون پر بات بھی ہوئی ہے''...... سر سلطان نے کہا۔

''وہ خط کہاں ہے''...... سر عبدالرحمٰن نے کہا تو بلیک زیرو نے ہاتھ میں پکڑا ہوا خط کا لفافہ ان کی جانب بڑھا دیا۔ خط پڑھ کر اس نے خط تہہ کر کے لفافے میں ڈال لیا تھا۔ سر عبدالرحمٰن نے لفافے سے خط نکالا اور پڑھنا شروع ہو گئے جو ٹائم کلر نے پروفیسر کاشف جلیل کو لکھا تھا۔

''ہونہہ۔ مجھے تو یہ سب جھوٹ کا پلندہ معلوم ہوتا ہے اور یہ ڈیتھ کوڈ کا کیا مطلب ہے''...... سر عبدالرحمٰن نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

''اس کوڈ کا ہی پتہ نہیں چل رہا ہے کہ یہ کیا ہے۔ آپ کی طرح پروفیسر کاشف جلیل صاحب کا بھی یہی خیال ہے کہ ان کے ساتھ مذاق کیا گیا ہے اسی لئے وہ اپنے کمرے میں مزے سے سو رہے ہیں''...... سر سلطان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اور آپ کا کیا خیال ہے۔ کیا یہ سب سچ ہے اور قاتل میرا مطلب ہے کہ ٹائم کلر پروفیسر صاحب کو ہلاک کرنے یہاں ضرور آئے گا"...... سر عبدالرحمٰن نے ان کی جانب انتہائی حیرت بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"وہ یہاں آئے گا یا نہیں اس کے بارے میں، میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ میرے نزدیک ہمارے ملک کے ایک بہت بڑے اور عظیم سائنس دان کو ہلاک کرنے کی دھمکی دی گئی ہے اس کے بارے میں ہمیں بروقت اطلاع ملی ہے اس لئے پاکیشیائی ہونے کے ناطے ہمارا فرض بنتا ہے کہ ہم اپنے قومی ہیرو کی حفاظت کے لئے جو کر سکتے ہیں ضرور کریں۔ اگر ہم بھی پروفیسر صاحب کی طرح ان سب باتوں کو اگنور کر دیں گے تو ہو سکتا ہے کہ آنے والا وقت پروفیسر صاحب کے لئے واقعی خطرے کا باعث بن جائے"...... سر سلطان نے انتہائی سنجیدگی سے کہا تو سر عبدالرحمٰن نے سمجھ جانے والے انداز میں سر ہلا دیا۔ انہوں نے خط تہہ کر کے لفافے میں رکھا اور پھر انہوں نے لفافہ پلٹا تو انہیں وہاں ایک سیل فون کا نمبر لکھا ہوا دکھائی دیا۔

"یہ نمبر کس نے لکھا ہے"...... سر عبدالرحمٰن نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"یہ ٹائم کلر کا ہی نمبر ہے جس پر پروفیسر صاحب کی اس سے بات ہوئی تھی"...... سر سلطان نے کہا۔

"کیا کہا۔ ٹائم کلر نے اس نمبر سے پروفیسر کاشف جلیل سے بات کی تھی۔ اس نمبر سے"...... سر عبدالرحمٰن نے بری طرح سے چونکتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ رحمت بابا نے تو یہی بتایا ہے۔ کیوں رحمت بابا"...... سر سلطان نے انہیں اس طرح چونکتے دیکھ کر حیران ہوتے ہوئے کہا تو رحمت بابا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ سر عبدالرحمٰن کو چونکتے دیکھ کر بلیک زیرو بھی حیران ہو رہا تھا کیونکہ ان کا انداز ایسا تھا جیسے وہ اس نمبر کے بارے میں جانتے ہوں۔

"لیکن یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ یہ نمبر تو"...... سر عبدالرحمٰن نے انتہائی حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

"یہ نمبر تو کیا۔ کیا آپ جانتے ہیں کہ یہ کس کا نمبر ہے"۔ سر سلطان نے اسی طرح سے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ میں جانتا ہوں"...... سر عبدالرحمٰن نے اثبات میں سر ہلا کر کھوئے کھوئے سے انداز میں کہا۔

"کس کا ہے یہ نمبر"...... سر سلطان نے پوچھا۔ اس سے پہلے کہ سر عبدالرحمٰن انہیں کوئی جواب دیتے اسی لمحے سر سلطان کے سیل فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ سر سلطان نے چونک کر جیب سے سیل فون نکال لیا۔ سکرین پر ایک نمبر ڈسپلے ہو رہا تھا۔ سر سلطان نے کال رسیو کا بٹن پریس کیا اور سیل فون کان سے لگا لیا۔

"ہیلو سر۔ میں سپیشل سیل فون انکوائری سنٹر سے بات کر رہی

ہوں"...... دوسری طرف سے اسی لیڈی آپریٹر کی آواز سنائی جسے سر سلطان نے نمبر کے بارے میں معلوم کرنے کا حکم دیا تھا۔

"اوہ۔ یس۔ بولو۔ کچھ معلوم ہوا ہے"...... سر سلطان نے چونک کر کہا۔

"یس سر۔ یہ نمبر سنٹرل انٹیلی جنس کے ڈائریکٹر جنرل سر عبدالرحمٰن صاحب کے نام رجسٹرڈ ہے"...... دوسری طرف سے لیڈی آپریٹر نے جواب دیا اور سر سلطان کو یوں محسوس ہوا جیسے کسی نے ان کے سر پر یکلخت ہتھوڑا مار دیا ہو۔ ان کی نظریں بے اختیار سر عبدالرحمٰن کی جانب گھوم گئیں جو ان کی جانب ہی دیکھے جا رہے تھے۔

"کیا یہ کنفرم ہے"...... سر سلطان نے ہونٹ چباتے ہوئے پریشانی کے عالم میں کہا۔

"یس سر۔ میں نے سپریم ٹرائیک سسٹم سے اس نمبر کا پتہ لگایا ہے۔ اگر آپ کہیں تو میں ان کا ایڈریس بھی آپ کو بتا سکتی ہوں اور یہ بھی بتا سکتی ہوں کہ سر عبدالرحمٰن اس وقت کہاں پر موجود ہیں۔ میرے پاس ٹرائیک میپ بھی آن ہے"...... دوسری طرف سے لیڈی آپریٹر نے کہا۔

"نہیں۔ رہنے دو۔ میں جانتا ہوں کہ وہ کہاں ہیں"...... سر سلطان نے کہا اور پھر انہوں نے دوسری طرف کا جواب سنے بغیر فون ڈسکنکٹ کر دیا۔

"یہ میرا نمبر ہے"...... سر عبدالرحمٰن نے کہا جو ان کی طرف غور سے دیکھ رہے تھے۔ ان کی بات سن کر نہ صرف رحمت بابا بلکہ بلیک زیرو بھی اچھل پڑا۔

"کیا آپ کا نمبر اس وقت آف ہے"...... سر سلطان نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ آن ہے"...... سر عبدالرحمٰن نے جواب دیا اور انہوں نے جیب سے اپنا سیل فون نکال لیا جو واقعی آن تھا۔

"لیکن جب میں نے نمبر ملایا تھا تو نمبر سوئچڈ آف تھا"...... سر سلطان نے کہا۔

"سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ یہ میرا مخصوص نمبر ہے اسے میں سوئچڈ آف کیسے رکھ سکتا ہوں"...... سر عبدالرحمٰن نے کہا۔

"حیرت کی بات ہے۔ یہ نمبر آپ کا ہے تو پھر پروفیسر صاحب سے ٹائم کلر کی بات کیسے ہوئی تھی۔ انہوں نے میرے سامنے ہی یہ نمبر ملایا تھا اور میں نے ان کی اور ٹائم کلر کی تمام باتیں خود سنی تھیں"...... رحمت بابا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"نہیں۔ یہ غلط ہے۔ میرے نمبر پر پروفیسر صاحب کی کوئی کال نہیں آئی تھی"...... سر عبدالرحمٰن نے سخت لہجے میں کہا۔

"اگر آپ مائینڈ نہ کریں تو کیا میں آپ کا سیل فون دیکھ سکتا ہوں"...... بلیک زیرو نے کہا اور سر عبدالرحمٰن اسے تیز نظروں سے گھورنے لگے اور انہوں نے سیل فون اس کی طرف بڑھا دیا۔ سر

سلطان نے چونکہ انہیں پہلے ہی بتا دیا تھا کہ یہ ایکسٹو کا نمائندہ خصوصی ہے اس لئے سر عبدالرحمٰن اسے سیل فون دینے سے بھلا کیسے انکار کر سکتے تھے۔ وہ جانتے تھے کہ ایکسٹو کے سامنے پاکیشیا کے صدر مملکت بھی احتراماً کھڑے ہو جاتے تھے پھر بھلا ایکسٹو کے سامنے ان کی کیا حیثیت ہو سکتی ہے۔

بلیک زیرو نے سیل فون کی کال ہسٹری کا آپشن آن کیا اور اس میں موجود ریسیو نمبر چیک کرنے لگا۔ ایک نمبر دیکھ کر اس نے نمبر کی ہسٹری چیک کی اور پھر ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔

”پروفیسر کاشف جلیل صاحب کی کال آپ کے نمبر پر ریسیو کی گئی ہے جناب۔ یہ کال آج کی تاریخ میں چھ بج کر بارہ منٹ پر آئی تھی اور اس نمبر پر تقریباً بیس منٹ بات ہوئی ہے“...... بلیک زیرو نے کہا اور سر عبدالرحمٰن سمیت رحمت بابا اور سر سلطان بھی چونک پڑے۔

”چھ بج کر بارہ منٹ پر انہوں نے میرے نمبر پر کال کی تھی۔ لیکن یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ مجھے پروفیسر صاحب سے بات کئے عرصہ ہو چکا ہے پھر آج اگر انہوں نے مجھے کال کی تھی تو ان کی مجھ سے بات کیوں نہیں ہوئی اور آپ کہہ رہے ہیں کہ میری ان سے بیس منٹ تک بات ہوئی ہے“...... سر عبدالرحمٰن نے انتہائی حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

”پروفیسر صاحب نے آپ سے نہیں اس نمبر پر ٹائم کلر سے

بات کی تھی“...... سر سلطان نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

”ٹائم کلر سے۔ میرے نمبر پر۔ کیا مطلب۔ یہ کیسے ممکن ہے“...... سر عبدالرحمٰن نے کہا اور انہوں نے بلیک زیرو سے سیل فون جھپٹ لیا اور خود وہ نمبر چیک کرنے لگے جس کے بارے میں بلیک زیرو نے انہیں بتایا تھا اور پھر ان کی پیشانی پر لاتعداد شکنیں پھیلتی چلی گئیں۔

”یہ۔ یہ۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ پروفیسر صاحب کی کال میرے نمبر پر کیسے آ سکتی ہے اور۔ اور“...... سر عبدالرحمٰن نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

”یہ تو آپ ہی بتا سکتے ہیں سر عبدالرحمٰن صاحب کہ آپ کے پرسنل نمبر پر کوئی دوسرا کیسے بات کر سکتا ہے“...... سر سلطان نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

”کیا مطلب۔ آپ تو ایسے کہہ رہے ہیں جیسے میرا سیل فون کسی اور نے استعمال کیا ہو یا پھر ٹائم کلر بن کر میں نے ہی پروفیسر صاحب سے بات کی ہو“...... سر عبدالرحمٰن نے انہیں گھورتے ہوئے ناخوشگوار لہجے میں کہا۔

”یہی تو الجھن ہے کہ سیل فون آپ کا ہے۔ نمبر آپ کا ہے اور سیل فون میں پروفیسر صاحب کا نمبر بھی موجود ہے جس پر باقاعدہ بات کی گئی ہے۔ اگر یہ سب آپ نے نہیں کیا ہے تو کس نے کیا ہے اور اگر پروفیسر صاحب کی آپ سے بات نہیں ہوئی تو پھر ان

کا نمبر آپ کے سیل فون میں کیسے آ گیا''...... سر سلطان نے بدستور الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

''میں اس سلسلے میں کچھ نہیں جانتا۔ لیکن یہ طے ہے کہ میری پروفیسر صاحب سے کوئی بات نہیں ہوئی ہے اور نہ ہی میں نے اپنا فون کسی اور کو دیا تھا اور اگر آپ یہ سمجھ رہے ہیں کہ ٹائم کلر والا گھٹیا مذاق میرا ہے تو آپ مجھے بخوبی جانتے ہیں نہ میں مذاق پسند کرتا ہوں اور نہ مذاق کرنے والے کو پسند کرتا ہوں''...... سر عبدالرحمٰن نے سخت لہجے میں کہا۔

''مجھے دوبارہ سیل فون دکھائیں''...... بلیک زیرو نے کہا تو سر عبدالرحمٰن نے ہونٹ چباتے ہوئے ایک بار پھر فون بلیک زیرو کی طرف بڑھا دیا اور بلیک زیرو سیل فون کے آپشن چیک کرنے شروع کر دیے۔

''سر عبدالرحمٰن ٹھیک کہہ رہے ہیں۔ انہوں نے واقعی پروفیسر صاحب کی کال رسیو نہیں کی تھی''...... اچانک بلیک زیرو نے کہا اور وہ چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگے جو سر عبدالرحمٰن کے سیل فون پر مختلف کوڈ میچنگ کر رہا تھا۔

''کیا مطلب''...... سر سلطان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''سر عبدالرحمٰن کا نمبر ہیک کیا گیا اور جس نے ان کا نمبر ہیک کیا تھا اسی نے پروفیسر صاحب سے ٹائم کلر بن کر بات کی تھی''...... بلیک زیرو نے جواب دیتے ہوئے کہا تو سر سلطان کے

ساتھ ساتھ سر عبدالرحمٰن کے چہرے پر بھی حیرت لہرانے لگی۔

''میرا نمبر ہیک کیا گیا ہے۔ اس کا کیا مطلب ہوا۔ نمبر کیسے ہیک کیا جا سکتا ہے اور اگر ایسا ہوا بھی ہے تو اس کے بارے میں مجھے کیوں علم نہیں ہوا''...... سر عبدالرحمٰن نے حیرت سے کہا۔

''یہ جدید کمپیوٹرائزڈ دور ہے جناب۔ موبائل سسٹم بھی کمپیوٹر کا ہی ایک حصہ ہے۔ اسے جدید کمپیوٹرائزڈ سسٹم کے تحت ہی بنایا گیا ہے اور ٹیکنالوجی کے اس جدید دور میں اگر ہم بغیر تار کے ہزاروں لاکھوں کلو میٹر دور اس مخصوص آلے سے کہیں بات کر سکتے ہیں تو اسی آلے کو کمپیوٹر سسٹم کے تحت کنٹرول بھی کر سکتے ہیں۔ یہ سارا کھیل الٹرا ساؤنڈ ریز اور سیل فون کی میموری میں موجود کوڈنگ سسٹم کی مدد سے کھیلا جاتا ہے۔ کسی کا بھی نمبر ٹریس کر کے ایک مخصوص کوڈ بنا کر دوسرے سیل فون پر بھیجا جاتا ہے اور جو اس کوڈ کو اوپن کر کے اس کا ریپلائی کر دے تو اس کے سیل فون اور سم کارڈ کی میموری کا ڈیٹا دوسرے سیل فون میں منتقل ہو جاتا ہے اور پھر اس سم کارڈ کو کوئی بھی اپنے طور پر استعمال کر سکتا ہے۔ کہیں کال کرنی ہو تو کال کر سکتا ہے اور اس نمبر پر آنے والی کالیں رسیو بھی کر سکتا ہے۔ جدید ٹیکنالوجی کے تحت اصل سم کارڈ رکھنے والے کو اس بات کا علم ہی نہیں ہوتا کہ اس کا نمبر ہیک کر لیا گیا ہے اور اس کا سم کارڈ کوئی اور بھی استعمال کر رہا ہے۔ میں نے آپ کا ایس ایم ایس والا ان باکس کھولا تھا اس میں ایک ایسا میسج ہے جس میں

باقاعدہ کوڈنگ کی گئی ہے۔ آپ نے اس میسج کو چیک کرتے ہی شاید اسے ریپلائی کیا تھا۔ ایسا ہوتے ہی آپ کا مخصوص نمبر تمام تر بیلنس کے ساتھ دوسری طرف منتقل ہو گیا تھا اور آپ کے ساتھ ساتھ کوئی دوسرا بھی اس سم کارڈ کو استعمال کرنے کے قابل ہو گیا تھا''...... بلیک زیرو نے کہا اور سر عبدالرحمٰن حیرت سے منہ کھول کر رہ گئے۔

''اوہ۔ تمہارے کہنے کا مطلب ہے کہ میرے ساتھ ساتھ کوئی اور بھی میرا یہ نمبر استعمال کر رہا ہے''...... سر عبدالرحمٰن نے کہا۔

''جی ہاں۔ جب تک وہ میسج آپ کی میموری میں رہتا وہ ایسا ہی کرتا رہتا۔ بلکہ آپ جہاں کال کرتے یا کوئی بھی کال آپ رسیو کرتے وہ ہاٹ لائن کی طرح آپ کی ہر کال سن سکتا تھا لیکن میں نے وہ میسج ڈیلیٹ کر دیا ہے۔ اب جب تک وہ آپ کو دوبارہ میسج نہیں بھیجے گا اور آپ اس میسج کو اوپن نہیں کریں گے وہ نہ آپ کی کال سن سکتا ہے اور نہ کال کر سکتا ہے''...... بلیک زیرو نے جواب دیا تو سر عبدالرحمٰن ایک طویل سانس لے کر رہ گئے۔

''یہ درست ہے کہ میں ہر میسج کرنے والے کو ریپلائی ضرور دیتا ہوں تاکہ معلوم ہو سکے کہ مجھے کس نے کال کی ہے۔ اس میسج کی مجھے چونکہ سمجھ نہیں آئی تھی اس لئے میں نے ریپلائی کر کے پوچھا تھا کہ مجھے کس نے میسج کیا ہے اور کیا لکھا گیا ہے۔ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ وہ ایک مخصوص ہیک کوڈ ہے جس سے کوئی دوسرا میرا نمبر

ہیک کر سکتا ہے تو میں اسے کبھی ریپلائی نہ کرتا''...... سر عبدالرحمٰن نے کہا۔

''حیرت ہے۔ یہ ہیکرز تو واقعی کچھ بھی کر سکتے ہیں واقعی بے حد جدید اور ایڈوانس دور آ گیا ہے''...... سر سلطان نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''جس نے میرا نمبر ہیک کیا تھا کیا اس کے بارے میں پتہ لگایا جا سکتا ہے''...... سر عبدالرحمٰن نے ہونٹ چباتے ہوئے پوچھا۔

''جی ہاں۔ میں نے وہ مخصوص کوڈنگ اور میسج بھیجنے والا نمبر نوٹ کر لیا ہے۔ میں جا کر سوپر ٹریکنگ کمپیوٹر سسٹم پر اس کی چیکنگ کروں گا اور جہاں سے بھی میسج سینڈ کیا گیا ہو گا اس کا پتہ چلا لوں گا''...... بلیک زیرو نے جواب دیا۔ ابھی ان میں باتیں ہو رہی تھیں کہ اچانک رہائشی حصے سے انہیں تیز دھمک کی آواز سنائی دی۔ دھمک کی آواز ایسی تھی جیسے فرش پر لوہے کا بھاری گولہ زور سے گرا ہو۔

''یہ کیسی آواز تھی''...... رحمت بابا نے کہا۔ بلیک زیرو، سر سلطان اور سر عبدالرحمٰن کے چہرے پر بھی حیرت نظر آ رہی تھی۔ پھر بلیک زیرو نے ریسٹ واچ دیکھی تو بے اختیار اچھل پڑا۔ گھڑی پر رات کے ٹھیک بارہ بج رہے تھے۔ جیسے ہی بلیک زیرو نے گھڑی دیکھی وہ تیزی سے پلٹا اور نہایت تیز رفتاری سے کوٹھی کے رہائشی حصے کی طرف بھاگتا چلا گیا۔ سر سلطان اور سر عبدالرحمٰن نے بھی اپنی

ریسٹ واچز دیکھیں اور پھر ان کے چہروں پر بھی بوکھلاہٹ ناچ اٹھی دوسرے لمحے وہ دونوں تیزی سے بلیک زیرو کے پیچھے بھاگے۔ رہائشی حصے میں داخل ہوتے ہی وہ ایک راہداری میں آئے اور اس طرف بھاگتے چلے گئے جہاں پروفیسر کاشف جلیل کا بیڈ روم تھا۔ جیسے ہی وہ پروفیسر کاشف جلیل کے بیڈ روم کے دروازے کے نزدیک پہنچے ان کے پیروں کو جیسے یکلخت فرش نے جکڑ لیا ہو۔ بلیک زیرو دروازے کے سامنے کھڑا تھا اور کمرے کا دروازہ ٹوٹ کر اس کے پیروں کے پاس گرا ہوا تھا۔ کمرے کے دروازے کے خلاء سے انہیں دھواں سا نکلتا دکھائی دے رہا تھا۔

''کک۔ کک۔ کیا ہوا۔ یہ۔ یہ دھواں کیسا ہے اور یہ دروازہ''...... سر سلطان نے لرزتے ہوئے لہجے میں کہا اور تیزی سے بلیک زیرو کی طرف لپکے اور پھر نزدیک جا کر ان کی نظریں جیسے ہی کمرے میں گئیں انہیں اپنے دماغ میں آگ سی بھرتی ہوئی محسوس ہوئی۔ دھواں کمرے سے ہی نکل رہا تھا لیکن دھواں اس قدر گہرا نہیں تھا کہ اندر نہ دیکھا جا سکے۔ کمرے کا منظر اس قدر دلخراش تھا کہ سر سلطان جیسے انسان کا بھی ایک لمحے کے لئے دل دھڑکنا بھول گیا تھا۔ کمرے میں ہر طرف خون اور گوشت کے لوتھڑے بکھرے ہوئے تھے۔ جیسے وہاں کوئی طاقتور بم پھٹا ہو اور اس بم سے پلنگ پر سوئے ہوئے پروفیسر کاشف جلیل کے ٹکڑے اُڑ گئے ہوں۔

عمران فلیٹ کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا ہی تھا کہ اسی لمحے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ فون کی گھنٹی کی آواز سنتے ہی عمران وہیں رک گیا۔

''لگتا ہے مجھ سے پہلے میرے جاننے والوں کی خبر ہو جاتی ہے کہ میں کب فلیٹ سے باہر جاتا ہوں اور کب واپس آتا ہوں۔ ابھی میں فلیٹ میں داخل ہوا ہی ہوں کہ فون نے ٹرٹرانا شروع کر دیا ہے جیسے کوئی اسی انتظار میں تھا کہ میں کب فلیٹ میں داخل ہوں گا اور وہ فوراً میرے سر پر گھنٹیوں کی لاٹھیاں مارنا شروع کر دے گا''...... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ وہ ائیر پورٹ سے سیدھا اپنے فلیٹ میں آیا تھا۔ سلیمان ابھی گاؤں سے لوٹ کر نہیں آیا تھا اس لئے فلیٹ کا دروازہ بند تھا۔ عمران نے دروازے کی سائیڈ میں موجود ایک خفیہ جھری سے چابی نکال کر خود ہی دروازہ

کھول لیا تھا۔

عمران دو ہفتوں کے بعد لوٹا تھا۔ وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ ایکریمیا ایک سیکرٹ مشن پر گیا ہوا تھا اور اس مشن کو مکمل کرنے کے بعد اب لوٹا تھا۔ اس نے ایکریمیا سے روانہ ہوتے ہی بلیک زیرو کو کال کر کے اپنی واپسی کی اطلاع دے دی تھی۔ عمران اور اس کے ساتھی ایک ساتھ ہی واپس آئے تھے۔ ائیر پورٹ پہنچتے ہی وہ سب الگ الگ ہو گئے تھے اور عمران انہیں بائے بائے کرتا ہوا ایک ٹیکسی ہائر کر کے فلیٹ آ گیا تھا اور فلیٹ کا دروازہ کھول کر اس نے اندر قدم رکھے ہی تھے کہ فون کی گھنٹی بجنا شروع ہو گئی۔

دروازے کے پاس کئی اخبارات پڑے ہوئے تھے جو ہاکر دروازے کے نیچے سے روز ڈال جاتا تھا اور وہاں چونکہ سلیمان بھی نہیں تھا اس لئے تمام اخبارات وہاں جمع ہو گئے تھے۔ عمران چند لمحے اسی طرح کھڑا رہا جیسے سوچ رہا ہو کہ وہ اندر جائے یا یہیں رک کر فون کی گھنٹی بند ہونے کا انتظار کرے۔ اس کے چہرے پر ایسے تاثرات تھے جیسے وہ یہ سوچ رہا ہو جیسے وہ اندر نہیں جائے گا تو فون کرنے والے کو پتہ ہی نہیں چل سکے گا کہ وہ واپس آ گیا ہے لیکن جب مسلسل گھنٹی بجتی رہی تو عمران نے جھلائے ہوئے انداز میں دروازہ بند کر کے اسے لاک کیا اور تمام اخبارات اٹھا کر اندرونی حصے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس نے اخبارات سٹنگ روم میں پڑی ہوئی میز پر رکھے اور اس کمرے کی طرف بڑھ گیا جہاں

فون موجود تھا۔

کمرے میں داخل ہوا تو فون کی گھنٹی بجنا بند ہو گئی اور فون کی گھنٹی بند ہوتے ہی عمران ایک بار پھر رک گیا۔

"ہونہہ۔ لگتا ہے فون کرنے والے نے فلیٹ میں کانوں کے ساتھ یہاں اپنی آنکھیں بھی لگا رکھی ہیں اس نے شاید میرے تیور دیکھ لئے ہیں کہ میں یہاں غصے سے آیا ہوں اور فون سننے کی بجائے فون اٹھا کر پھینکنے کا ارادہ رکھتا ہوں اسی لئے اس نے فوراً فون بند کر دیا ہے"...... عمران نے اسی طرح بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ وہ پلٹا ہی تھا کہ اسی لمحے ایک بار پھر فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ عمران بھنا کر مڑا اور فون کی جانب کھا جانے والی نظروں سے دیکھنے لگا۔ پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا آگے بڑھا اور اس نے ایک جھٹکے سے فون کا رسیور اٹھا لیا۔

"اگر آپ نے سلیمان پاشا سے قرض وصول کرنا ہے تو اپنے دونوں کان پکڑ کر انہیں جھاڑ کر اور پھر اچھی طرح کھول کر سن لیں۔ سلیمان اپنے آبائی گاؤں گیا ہوا ہے اور وہ واپس کب آئے گا اس کے بارے میں میرے پاس کوئی ٹائم فریم نہیں ہے اور اگر آپ نے مجھ سے یعنی علی عمران ایم ایس سی، ڈی ایس سی (آکسن) سے بات کرنی ہے تو میری فلائٹ ابھی لینڈ نہیں ہوئی ہے اور اس فلائٹ کی لینڈنگ میں ابھی دو چار ہفتے بلکہ دو چار ماہ باقی ہیں۔ جب میں واپس آؤں گا تو آپ کو خود ہی فون کر کے آگاہ کر دوں

گا کہ آپ نے مجھے یاد کرنے کے لئے فون کی گھنٹیاں بجائی تھیں''...... عمران نے رسیور اٹھا کر اسے کان سے لگائے بغیر تیز تیز بولتے ہوئے کہا اور پھر اس نے فوراً رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

ہونہہ۔ نہ دن دیکھتے ہیں نہ رات جب دیکھو فون کی گھنٹیاں ٹرٹرا ٹرٹرا کر اپنا اور دوسروں کا وقت برباد کرتے رہتے ہیں۔ دو گھڑی چین بھی نہیں لینے دیتے کہ آنے والا کس قدر تھکا ماندہ اور بھوکا پیاسا ہے۔ اس بے چارے کو ایک کپ چائے بھی نصیب ہوئی ہے یا نہیں''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے ایک بار پھر فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران بھنا کر رہ گیا۔ اس نے جھپٹ کر ایک بار پھر رسیور اٹھا لیا۔

''میں نے اپنی زبان کو سٹین لیس سٹیل کا تالا لگا لیا ہے۔ جب تک میں ایک کپ چائے بنا کر نہیں پی لوں گا یہ تالا نہیں کھلے گا آپ جو کوئی بھی ہیں اور جو کچھ بھی کہنا چاہتے ہیں اس وقت تک صبر کریں جب تک میں نہا دھو کر ایک کپ چائے پی کر فریش نہیں ہو جاتا۔ تب تک آپ بھی اپنے ایک کپ چائے بنا کر پی لیں بلکہ میں تو یہ کہوں گا کہ اگر آپ کو چائے بنانی آتی ہے تو پھر براہ کرم آپ اپنا بوریا بستر سمیٹ کر یہاں آ جائیں۔ جب تک سلیمان پاشا یہاں نہیں آتا تب تک آپ یہاں آ کر ایک کپ اپنے لئے اور دو چار کپ میرے لئے چائے بناتے رہیں۔ تب تک میں نہا دھو لوں گا۔ یہ تو شکر ہے کہ میں نے اپنا سیل فون سوئچڈ آف کیا

ہوا ہے ورنہ آپ اس کی بیلیں بجا بجا کر میرے کان ہی بہرے کر دیتے''...... عمران کی زبان ایک بار چل پڑے تو پھر آسانی سے کہاں رک سکتی تھی۔

''عمران صاحب میں بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے بلیک زیرو کی آواز سنائی دی۔

''اس طرف بھی میں ہی بول رہا ہوں۔ میں نے کون سا کہا ہے کہ وہاں سے میں اور یہاں سے تم بول رہے ہو''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا جیسے اس وقت اسے بلیک زیرو کی آواز سن کر کوفت ہوئی ہو۔

''عمران صاحب پلیز۔ میں آپ کو ایک انتہائی بیڈ نیوز سنانا چاہتا ہوں''...... دوسری طرف سے بلیک زیرو نے انتہائی پریشانی کے عالم میں کہا۔

''بھائی پچھلے دو ہفتوں سے میں نے چائے نہیں پی ہے۔ اب تو میں یہ بھی بھول گیا ہوں کہ چائے کا ذائقہ کیسا ہوتا ہے۔ چائے میں دودھ، پتی، چینی پڑتی ہے یا کچھ اور۔ میرے لئے اس سے بڑھ کر بھلا بیڈ نیوز اور کیا ہو سکتی ہے۔ مجھے چائے بنانے کی کوشش تو کر لینے دو پھر زمانے بھر کی بری خبریں سنا دینا میں ذرا بھی برا نہیں مناؤں گا''...... عمران نے کراہ کر کہا۔

''آپ کے استاد پروفیسر کاشف جلیل صاحب کو کل رات قتل کر دیا گیا ہے''...... دوسری طرف سے بلیک زیرو نے جیسے عمران کی

بات ان سنی کرتے ہوئے کہا۔ وہ جانتا تھا کہ جب تک وہ عمران کو اصل بات نہیں بتائے گا عمران اسی طرح الٹی سیدھی ہانکتا رہے گا اور واقعی بلیک زیرو کی بات سن کر عمران کو ایک زور دار جھٹکا لگا۔ اس کے چہرے کا رنگ بدل گیا اور اس کے چہرے پر حیرت کے ساتھ پریشانی کے سائے لہرانے لگے۔

''قتل کر دیا گیا ہے۔ کیا مطلب''...... عمران نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

''جی ہاں۔ اسی لئے میں نے آپ کو فون کیا ہے۔ میں ابھی کچھ دیر پہلے ہی پروفیسر صاحب کی رہائش گاہ سے واپس آیا ہوں۔ رات سر سلطان اور آپ کے ڈیڈی سر عبدالرحمٰن کے ساتھ میں بھی وہیں تھا اور آپ کو یہ سن کر اور زیادہ حیرت ہو گی کہ پروفیسر صاحب کو ہماری موجودگی میں ہی قتل کیا گیا ہے''...... دوسری طرف سے بلیک زیرو نے جواب دیا تو عمران کی پیشانی پر مزید بل پڑ گئے۔

''یہ تم کیا کہہ رہے ہو طاہر۔ تمہاری موجودگی میں پروفیسر صاحب کو قتل کیا گیا ہے۔ تم ہوش میں تو ہو۔ تمہاری موجودگی میں کوئی پروفیسر صاحب کو کیسے قتل کر سکتا ہے اور سر سلطان اور سر عبدالرحمٰن وہ سب وہاں کیا کر رہے تھے''...... عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''آپ میری بات تو سنیں''...... بلیک زیرو نے عمران کی غصیلی

آواز سن کر بوکھلا کر کہا۔

''پروفیسر کاشف جلیل میرے استاد ہی نہیں وہ میرے بہت اچھے دوست بھی تھے اور میں ان کی اپنے ڈیڈی سے زیادہ عزت کرتا تھا۔ وہ ملک کے عظیم سائنس دان تھے۔ ان کا قتل ملک وقوم کا قتل ہے۔ اس ملک کا اتنا بڑا نقصان ہو گیا اور تمہاری موجودگی میں۔ اسے میں تمہاری نااہلی سمجھوں یا کچھ اور''...... عمران نے غراتے ہوئے کہا۔ پروفیسر کاشف جلیل کی ہلاکت کا سن کر اسے واقعی شدید دھچکا پہنچا تھا۔ وہ پروفیسر کاشف جلیل کا بے حد قدر دان تھا۔ پروفیسر کاشف جلیل نہ صرف ایک نفیس انسان تھے بلکہ انہوں نے پاکیشیا کے لئے جو کچھ کیا تھا وہ واقعی قابل ستائش تھا۔ انہوں نے دن رات ایک کر کے پاکیشیا کو ترقی کی جن منزلوں تک پہنچایا تھا وہ ناقابل فراموش تھیں اور پروفیسر کاشف جلیل، عمران جیسے انسان کے بھی فیورٹ تھے جن سے عمران نے بھی بہت کچھ سیکھا تھا اور اب اچانک ان کی ناگہانی موت کی خبر نے عمران کو بھی ہلا کر رکھ دیا تھا۔

''نہیں عمران صاحب۔ ایسی بات نہیں ہے۔ میں نے، سر سلطان اور سر عبدالرحمٰن نے ہر ممکن کوشش کی تھی کہ ہم کسی طرح سے پروفیسر صاحب کو ٹائم کلر سے بچا سکیں۔ لیکن پروفیسر صاحب نے خود کو ایک ہارڈ روم میں بند کر رکھا تھا جہاں ان کی اجازت کے بغیر کوئی داخل نہیں ہو سکتا تھا۔ اگر میں ایک بار ان کے ہارڈ

روم میں داخل ہو جاتا تو میں شاید انہیں اس المناک حادثے سے بچا سکتا تھا لیکن شاید ان کا وقت پورا ہو چکا تھا اور آپ جانتے ہیں کہ موت کا ایک وقت معین ہے جسے کسی حالت میں بھی نہیں ٹالا جا سکتا۔ شاید پروفیسر صاحب کا بھی وقت پورا ہو گیا تھا۔اسی لئے''...... دوسری طرف سے بلیک زیرو نے مسلسل بولتے ہوئے کہا اور جان بوجھ کر آخر میں اپنا فقرہ ادھورا چھوڑ دیا۔ بلیک زیرو کی آخری بات سمجھ کر عمران کا غصہ کم ہو گیا۔ پھر اچانک وہ چونک پڑا جیسے اسے بلیک زیرو کی ایک بات اچانک یاد آ گئی ہو۔

''ایک منٹ۔ کیا کہا تم نے ٹائم کلر۔ یہ ٹائم کلر سے تمہاری کیا مراد ہے''...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''میں آپ کو تفصیل بتاتا ہوں''...... دوسری طرف سے بلیک زیرو نے کہا اور پھر اس نے عمران کو ساری تفصیل بتا دی جسے سنتے ہوئے عمران کے چہرے کے تاثرات حیرت سے بدلتے جا رہے تھے۔

''حیرت ہے اس قدر سخت سائنسی حفاظتی انتظام ہونے کے باوجود پروفیسر صاحب کے کمرے میں بم کیسے بلاسٹ ہو گیا اور یہ گیارہ، سترہ اور ٹیٹرا زیرو کے کوڈ سے تمہاری کیا مراد ہے''۔ عمران نے ساری باتیں سن کر انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''یہی تو میری سمجھ میں نہیں آ رہا ہے عمران صاحب۔ میں نے کراس ویژنل گلاسز سے پروفیسر صاحب کا ہارڈ روم بھی چیک کیا تھا

لیکن وہاں مجھے کوئی بم یا دھماکہ خیز مواد دکھائی نہیں دیا تھا۔ لیکن اچانک دھماکہ ہوا اور کمرے میں سوئے ہوئے پروفیسر صاحب کے ٹکڑے اڑ گئے اور ان کے ساتھ کمرے میں موجود ہر چیز تباہ ہو گئی تھی یہاں تک کہ کمرے کا دروازہ تک اکھڑ کر باہر آ گرا تھا۔ بم کی رزسٹنس بہت زیادہ تھی لیکن چونکہ پروفیسر صاحب کا کمرہ ساؤنڈ پروف تھا اس لئے وہاں ہمیں صرف ایک دھمک کی آواز ہی سنائی دی تھی جیسے پختہ فرش پر کوئی وزنی چیز گری ہو اور اس کوڈ کو حل کرنے کے لئے میں بہت کوشش کر رہا ہوں مگر میری سمجھ میں تو کچھ بھی نہیں آ رہا ہے''...... بلیک زیرو نے جواب دیا۔

''میں نے پروفیسر صاحب کی رہائش گاہ کا سائنسی انتظام دیکھا ہوا ہے وہ انتہائی جدید اور فول پروف انتظام ہے۔ ان کی رہائش گاہ کے اندر اور باہر اگر ایٹم بم بھی گرا دیا جاتا تو اس سے بھی پروفیسر صاحب کی رہائش گاہ کو کچھ نہیں ہو سکتا تھا پھر وہ بم۔ بات کچھ سمجھ میں نہیں آ رہی ہے''...... عمران نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

''میں نے کمرے کا جائزہ لیا ہے اور کمرے کی تصویریں بنا کر وہاں سے کچھ ایویڈنس بھی اکٹھے کئے ہیں۔ انتہائی باریک بینی سے چیکنگ کے باوجود مجھے وہاں ایسی کوئی خاص چیز نہیں مل سکی ہے جس سے پتہ چلتا ہو کہ پروفیسر صاحب کی رہائش گاہ میں کوئی داخل ہوا تھا اور اس نے پروفیسر صاحب کو ہلاک کرنے کے لئے ان کے روم میں بم لگایا تھا اور نہ ہی مجھے یہ پتہ چل سکا ہے کہ

کمرے میں بلاسٹ ہونے والا بم کس ساخت اور کس نوعیت کا تھا''...... بلیک زیرو نے مزید بتاتے ہوئے کہا۔

''تم نے اس نمبر کو چیک کیا ہے جس سے ڈیڈی کے نمبر پر ہیکنگ میسج سینڈ کیا گیا تھا''......عمران نے پریشانی کے عالم میں ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''جی ہاں۔ وہ ایک اَن نون نمبر ہے اور اس نمبر سے صرف سر عبدالرحمٰن صاحب کے نمبر پر کوڈنگ میسج سینڈ کیا گیا تھا اس کے بعد سے وہ نمبر آف ہے''...... بلیک زیرو نے جواب دیا۔

''تم نے آتے ہی ایک بہت بری اور دل ہلا دینے والی خبر سنا دی ہے بلیک زیرو۔ پروفیسر کاشف جلیل صاحب کی ہلاکت ایک ایسا سانحہ ہے جس سے پوری قوم لرز جائے گی۔ یہ پاکیشیا کا ایک ایسا نقصان ہے جس کا صدیوں تک ازالہ ممکن نہیں ہے۔ پروفیسر کاشف جلیل صاحب جیسے ذہن اور محب وطن سائنس دان صدیوں بعد پیدا ہوتے ہیں اور ان کی ہلاکت سے جو خلاء پیدا ہوا ہے وہ اب شاید رہتی دنیا تک پورا نہ ہو سکے گا اور پروفیسر صاحب جیسے عظیم انسان ملک کے غدار کیسے ہو سکتے ہیں میں انہیں بہت نزدیک سے جانتا ہوں انہوں نے اپنی زندگی صرف اور صرف پاکیشیا کے لئے ہی وقف کر رکھی تھی۔ ٹائم کلر کو واقعی ان کے بارے میں بہت بڑی غلط فہمی ہوئی ہے۔ اسے پروفیسر صاحب کو ہلاک نہیں کرنا چاہئے تھا''......عمران نے مغموم لہجے میں کہا۔

''آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں عمران صاحب۔ پروفیسر صاحب کی ہلاکت واقعی ایک عظیم سانحہ ہے جس کی جتنی بھی مذمت کی جائے کم ہے''...... دوسری طرف سے بلیک زیرو نے کہا۔

''لیکن یہ ٹائم کلر ہے کون اور اس نے سات افراد کو ہلاک کرنے کا پروگرام کیوں بنایا ہے جنہیں وہ ملک کا غدار اور مجرم گردان رہا ہے''......عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''میں نہیں جانتا۔ لیکن وہ جو کوئی بھی ہے انتہائی خطرناک انسان معلوم ہوتا ہے۔ اس نے جیسا کہا تھا ویسا ہی کر دکھایا ہے۔ پروفیسر صاحب کو اس نے یہی دھمکی دی تھی کہ وہ اپنی حفاظت کا جس قدر انتظام کر سکتے ہیں کر لیں جہاں چھپ سکتے ہیں چھپ جائیں لیکن وہ ان تک پہنچ جائے گا اور ٹھیک وقت پر انہیں ہلاک کر دے گا اور ایسا ہی ہوا ہے۔ رات کے بارہ بجتے ہی ان کے کمرے میں دھماکہ ہو گیا تھا جس سے ان کے ٹکڑے اُڑ گئے تھے اور یہ سب کچھ ہماری موجودگی میں ہوا تھا''...... بلیک زیرو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''یہ بہت افسوسناک خبر ہے۔ میں تو حقیقت میں دہل کر رہ گیا ہوں''......عمران نے پریشان لہجے میں کہا۔

''جی ہاں۔ میرا بھی ایسا ہی حال ہے اور پروفیسر صاحب کی ہلاکت کی خبر پوری دنیا میں جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی ہے۔ پورا ملک ہی ان کی ہلاکت کا سن کر سوگوار ہو گیا ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

"وہ تو ہونا ہی تھا۔ ان جیسے محب وطن اور ذہین انسان روز روز کہاں پیدا ہوتے ہیں"...... عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"اخبارات کے فرنٹ پر پروفیسر صاحب کی ہلاکت کے بارے میں تفصیل سے لکھا گیا ہے اور ٹائم کلر کا بھی ایک بیان شائع کیا گیا ہے جس میں اس نے پروفیسر صاحب کی ہلاکت کی ذمہ داری بھی قبول کی ہے اور یہ بھی بتایا ہے کہ اس کا اگلا شکار کون ہوگا اور اس کے ساتھ ٹائم کلر نے اپنے اگلے شکار سرفراز شیرازی کا بھی ایک ڈیتھ کوڈ بتایا ہے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"کیا کوڈ ہے"...... عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے پوچھا۔

"پروفیسر کاشف جلیل کو جو خط بھیجا گیا تھا اس پر تو ڈیتھ کوڈ گیارہ، سترہ اور ٹیٹرا زیرو لکھا ہوا تھا لیکن سرفراز شیرازی کے لئے جو کوڈ لکھا گیا وہ الگ ہے۔ وہ کوڈ ہے ایک، چھبیس، صفر ایک اور ڈبل زیرو"...... دوسری طرف سے بلیک زیرو نے کوڈ بتاتے ہوئے کہا۔

"کافی بڑا کوڈ ہے"...... عمران نے کہا۔

"جی ہاں۔ دونوں کوڈ میرے سامنے ہی پڑے ہیں اور میں انہیں سمجھنے کی کوشش کر رہا ہوں۔ لیکن مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہا ہے"...... دوسری طرف سے بلیک زیرو نے کہا۔

"ٹھیک ہے میں دیکھ لوں گا۔ تم یہ بتاؤ۔ کس اخبار میں چھپا ہے یہ کوڈ"...... عمران نے پوچھا۔

"تمام اخبارات میں ہے اور تقریباً سب کا ایک ہی متن ہے"...... بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ میں اخبار دیکھ لیتا ہوں پھر میں فریش ہو کر تمہارے پاس آ جاتا ہوں۔ دیکھتے ہیں کہ یہ نیا اور پُراسرار چکر آخر ہے کیا اور یہ ٹائم کلر کیا چاہتا ہے"...... عمران نے کہا۔ اس کے چہرے پر ٹھوس سنجیدگی تھی۔

"ٹھیک ہے۔ میں آپ کے آنے تک ایک بار پھر ان ایویڈنس کو چیک کر لیتا ہوں۔ شاید انہیں دیکھ کر قاتل کے بارے میں کوئی کلیو مل جائے"...... بلیک زیرو نے کہا تو عمران نے او کے کہہ کر رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

عمران چند لمحے سوچتا رہا پھر وہ مڑا اور تیز تیز چلتا ہوا کمرے سے نکل آیا۔ سٹنگ روم میں آ کر اس نے دروازے کے پاس سے جمع کئے ہوئے اخبارات اٹھائے اور ان کی تاریخیں دیکھتے ہوئے آج کی تاریخ کا اخبار نکال لیا۔

اخبار میں پروفیسر کاشف جلیل کی ہلاکت کو فرنٹ لائن کی زینت بنایا گیا تھا۔ فرنٹ لائن کے ساتھ ہی ایک باکس میں پروفیسر کاشف جلیل کی حالیہ تصویر بھی چھاپی گئی تھی۔ ان کی تصویر دیکھ کر عمران نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ اپنے استاد کی اس ناگہانی موت نے اس پر گہرا اثر ڈالا تھا۔ پروفیسر کاشف جلیل کی ہلاکت کی تفصیل پڑھنے کی بجائے عمران وہ خبر تلاش کرنے لگا جس میں ٹائم

کلر نے پروفیسر صاحب کو ہلاک کرنے کی ذمہ دار قبول کی تھی اور اپنے اگلے ہدف کے بارے میں بتایا تھا۔

فرنٹ پیج کے نچلے حصے میں ایک سرخی تھی جس پر ٹائم کلر نے پروفیسر کاشف جلیل کو ہلاک کرنے کی ذمہ داری قبول کی تھی اور سرخی کے نیچے سب لائن میں لکھا گیا تھا کہ ٹائم کلر کا اگلا ہدف سرفراز شیرازی ہوں گے جن کا تعلق وزارت سائنس سے تھا اور وہ وزارت سائنس کے سیکرٹری تھے۔ عمران نیچے دی گئی تفصیل پڑھنا شروع ہو گیا۔ ٹائم کلر نے یہی لکھا تھا کہ اس نے ملک کے سات کرپٹ ترین لوگوں کو ہلاک کرنے کا بیڑہ اٹھایا ہے جو ملک کے غدار اور مجرم ہیں اور نہایت خاموشی سے ملک کی جڑیں کاٹ رہے ہیں۔ وہ چونکہ انتہائی اہم عہدوں پر فائز ہیں اور ان کی کرپشن کے بارے میں کسی کو کچھ معلوم نہیں ہے کہ وہ کس طرح اپنے عہدوں کا ناجائز فائدہ اٹھا رہے ہیں اس لئے انہیں ہلاک کرنے کی ذمہ داری خود ٹائم کلر نے اٹھا لی ہے۔ جنہیں وہ ہر صورت میں ہلاک کرے گا۔ ٹائم کلر کا کہنا تھا کہ ان سات افراد نے جو جرائم کئے ہیں وہ ایسے جرائم ہیں جن کی سزا صرف اور صرف موت ہے اس لئے وہ ان میں سے کسی ایک کو بھی زندہ نہیں چھوڑے گا۔ ٹائم کلر نے یہ بھی کہا تھا کہ اس نے پروفیسر کاشف جلیل کو پہلے نمبر پر ہلاک کر کے اس بات کا ثبوت دے دیا ہے کہ وہ جو چاہے اور جیسا چاہے کر سکتا ہے۔ اس نے وزارت داخلہ کے سیکرٹری سر سلطان اور

سنٹرل انٹیلی جنس فورس اور ان کے ڈائریکٹر جنرل کی موجودگی اور پروفیسر کاشف جلیل کے تمام سائنسی حفاظتی انتظامات کے باوجود ان تک رسائی حاصل کر لی تھی اور پھر اس نے ٹھیک مقررہ وقت پر رات بارہ بجے پروفیسر کاشف جلیل کو ہلاک کر دیا تھا۔ اس کے علاوہ ٹائم کلر نے یہ بھی کہا تھا کہ اس نے پروفیسر کاشف جلیل کو ہلاک کرنے سے چند گھنٹے پہلے ان کی موت کے بارے میں انہیں انفارم بھی کر دیا تھا اور انہیں ایک ڈیتھ کوڈ بھی جاری کر دیا تھا جو گیارہ، سترہ اور ٹیٹرا زیرو کا کوڈ تھا۔ اس سب کے باوجود پروفیسر کاشف جلیل نے ٹائم کلر کی کسی بات پر یقین نہیں کیا تھا اور اپنی سائنسی ایجادات پر بھروسہ کرتے ہوئے اپنی رہائش گاہ کے ایک ایسے ہارڈ روم میں جا کر سو گئے تھے جہاں ان کے خیال کے مطابق ایک مچھر بھی داخل نہیں ہو سکتا تھا۔ ان کی یہی خود اعتمادی ان کی موت کا باعث بن گئی تھی۔ پروفیسر کاشف جلیل یہ نہیں جانتے تھے کہ ٹائم کلر نے ان کو ہلاک کرنے کے لئے پہلے سے ہی ان کے ہارڈ روم میں بم لگا دیا تھا جسے ٹھیک رات بارہ بجے بلاسٹ ہونا تھا۔

ٹائم کلر نے یہ بھی کہا تھا کہ سر سلطان نے سر عبدالرحمٰن کے ساتھ مل کر پروفیسر کاشف جلیل کی رہائش گاہ کی حفاظت کا نہایت ناقص انتظام کیا تھا جسے دیکھ کر اسے کچھ خوشی نہیں ہوئی تھی اس لئے اس کا کہنا تھا کہ اس کا اگلا شکار وزارت سائنس کے سیکرٹری سرفراز شیرازی ہیں جسے وہ رات ایک بجے ہلاک کرے گا۔ سرفراز شیرازی

چونکہ سائنس دان نہیں ہے اس لئے اگر حکومت چاہے تو ان کی حفاظت کا فول پروف انتظام کر سکتی ہے اور چاہے تو انہیں دور لے جا کر کہیں بھی چھپا سکتی ہے لیکن سرفراز شیرازی جہاں بھی ہو گا اور اس کے گرد جتنی بھی ٹائٹ اور فول پروف سیکورٹی ہو گی ٹائم کلر اسے ٹھیک وقت پر ہی ہلاک کرے گا۔ اور ٹائم کلر نے سرفراز شیرازی کی ہلاکت کے لئے رات ایک بجے کا وقت مخصوص کیا تھا۔ اس کے علاوہ ٹائم کلر نے یہ بھی بتایا تھا کہ وہ اسی طرح ہر اگلے دن اور ہر اگلے گھنٹے میں اپنے ایک ٹارگٹ کو ہلاک کرتا رہے گا۔ اگلے دن وہ جسے ہلاک کرے گا اس کا نام وہ کچھ گھنٹے پہلے اور ایک خاص کوڈ کے ساتھ اناؤنس کر دیا کرے گا تاکہ اس شخص کی حفاظت کا ہر ممکن انتظام کیا جا سکے۔ ٹائم کلر نے یہ بھی کہا تھا کہ ان سات افراد کا جرم کیا تھا اور وہ انہیں کرپٹ اور غدار وطن کیوں کہہ رہا تھا اس کے بارے میں وہ سب کچھ عوام کے سامنے لائے گا لیکن اس وقت جب وہ ان تمام کے تمام سات افراد کو ہلاک کر دے گا۔ اس کے پاس ان سات افراد کے بارے میں تمام ناقابل تردید موجود تھے۔ آخر میں ٹائم کلر نے لکھا تھا کہ وہ پاکیشیا کی تمام ایجنسیوں، تمام سروسز بشمول پاکیشیا سیکرٹ سروس کو چیلنج کرتا ہے کہ وہ اگر چاہیں تو اس کی تلاش کے لئے زمین آسمان ایک کر سکتے ہیں۔ وہ ان کے نزدیک ہوتے ہوئے بھی ان سے بہت دور ہو گا۔ اس تک پہنچنا ان سب کے لئے مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہو گا۔ ٹائم کلر نے

خفیہ کوڈ کے بارے میں ایک بات واضح کرتے ہوئے کہی تھی کہ وہ جن کوڈز کے بارے میں بتا رہا ہے وہ خاص طور پر پاکیشیا سیکرٹ سروس اور پاکیشیا کی خفیہ اور عام ایجنسیوں کے لئے ہے۔ اس کوڈ میں اس کا اصل نام چھپا ہوا ہے۔ وہ چونکہ پاکیشیا کے غداروں کو ہلاک کر رہا ہے اور اس کا مقصد نیک ہے اس لئے وہ خود کو کسی سے چھپا کر بھی نہیں رکھنا چاہتا ہے۔ لیکن وہ خودکسی کے سامنے نہیں آئے گا وہ روز ایک کوڈ بتائے گا جس میں اس کا اصل نام چھپا ہوا ہے۔ یہ کوڈ تمام ایجنسیوں کے لئے ہو گا جسے ڈی کوڈ کر کے وہ اس کا اصل نام جان سکتے ہیں اور اس تک پہنچ سکتے ہیں اور اسے گرفتار کر کے آئندہ دنوں میں ہلاک ہونے والے افراد کو اس سے بچا سکتے ہیں۔ اس کے بعد خبر کے آخر میں ایک کوڈ لکھا ہوا تھا۔ یہ وہی نمبر تھے جو بلیک زیرو نے اسے بتائے تھے یعنی ایک، چھبیس، زیرو ون اور ڈبل زیرو۔ خبر طویل تھی جس کا ایک ایک لفظ عمران نے بغور پڑھا تھا اور اس خبر کو پڑھتے ہوئے اس کے چہرے پر اور زیادہ سنجیدگی غالب آ گئی تھی۔

”ہونہہ۔ تو اس ٹائم کلر نے پاکیشیا کے کرپٹ اور خطرناک افراد کو ہلاک کرنے کا پروگرام بنایا ہے جو غدار وطن کے بھی زمرے میں آتے ہیں۔ لیکن اگر ایسا ہے تو پھر اس نے پروفیسر کاشف جلیل صاحب کو کیوں ہلاک کیا ہے۔ پروفیسر کاشف جلیل کرپٹ، خطرناک اور غدار وطن تو نہیں تھے اور جہاں تک میں انہیں جانتا

ہوں وہ ملک کے وفاداروں میں سے ایک تھے جو وقت پڑنے پر وطن کے لئے واقعی اپنی جان تک دے سکتے تھے لیکن ملک سے غداری کا سوچ بھی نہیں سکتے تھے پھر ٹائم کلر کو ان کے خلاف ایسا کیا ثبوت مل گیا تھا کہ اس نے انہیں ہلاک کر دیا ہے اور وہ بھی غدار وطن کا بدنما دھبہ لگا کر''...... عمران نے پریشانی کے عالم میں سوچتے ہوئے کہا۔ اس نے ایک بار پھر خبر پڑھی لیکن اسے کوئی نئی بات معلوم نہیں ہوئی۔

''یہ کوڈ کیا ہے اور اس کوڈ کا مطلب کیا ہوسکتا ہے''...... عمران نے اخبار میں چھپا ہوا کوڈ دیکھتے ہوئے کہا جس کے بارے میں ٹائم کلر نے لکھا تھا کہ اس کوڈ میں اس کا نام چھپا ہوا ہے اور وہ پاکیشیا کی تمام سروسز اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کو چیلنج دیتا ہے کہ اس کوڈ کو حل کر کے اس کا اصل نام جان سکتے ہیں۔ ان نمبروں میں کوئی کوما، ہیش لائن اور کوئی فل سٹاپ نہیں تھا۔ البتہ نمبر الگ الگ تھے جیسے ایک الگ تھا تو چھبیس الگ اور اسی طرح زیرو ون میں بھی وقفہ تھا اور آخری ڈبل زیرو بھی الگ تھے۔

''اس عجیب و غریب نمبرنگ کوڈز کا کیا مطلب ہوسکتا ہے اور ان نمبرو میں قاتل کا نام کہاں چھپا ہوسکتا ہے''...... عمران نے اسی طرح سے سوچتے ہوئے انداز میں کہا۔ وہ کافی دیر مغز ماری کرتا رہا لیکن اسے ان فگرز کی کچھ سمجھ نہیں آ رہی تھی۔

''ہونہہ۔ لگتا ہے قاتل نے یہ سب الجھانے کے لئے لکھا ہے

ورنہ ان نمبروں کا اور کیا مطلب ہو سکتا ہے''...... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ کچھ سوچ کر اس نے ایک میز کی دراز سے ایک نوٹ پیڈ اور ایک پنسل نکالی اور ان نمبرنگ کوڈز پر مغز ماری کرتا رہا لیکن کوڈ کسی بھی طرح اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا۔ وہ کافی دیر سر کھپاتا رہا لیکن جب اس سے کوڈ حل نہیں ہوا تو اس نے ایک طویل سانس لے کر پنسل ایک طرف پھینکی اور نوٹ پیڈ میز پر آگے کی جانب دھکیل دیا اور سر پکڑ کر بیٹھ گیا۔ کچھ دیر وہ اسی طرح سے بیٹھا رہا پھر وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے کچھ دیر ریسٹ کیا اور پھر نہا دھو کر فریش ہو کر وہ فلیٹ سے نکلتا چلا گیا۔ کچھ ہی دیر میں وہ اپنی سپورٹس کار میں دانش منزل کی جانب اڑا جا رہا تھا۔

سرفراز شیرازی اپنے کمرے میں بیڈ پر پڑے گہری نیند سوئے ہوئے تھے کہ فون کی گھنٹی بجی تو انہوں نے ہڑبڑاتے ہوئے آنکھیں کھول دیں۔

کمرے کا دروازہ بند تھا اور کھڑکیوں پر دبیز پردے لٹکے ہوئے تھے اس لئے کمرے میں دن کی روشنی داخل نہیں ہو رہی تھی۔ البتہ کمرے میں ایک زیرو پاور کا بلب روشن تھا جس سے کمرے میں ملگجی سی روشنی پھیلی ہوئی تھی۔

گھنٹی سیل فون کے بجنے کی تھی جو ان کے سرہانے کے نیچے رکھا ہوا تھا۔ سرفراز شیرازی چند لمحے آنکھیں جھپکاتے رہے۔ ان کے دماغ میں ابھی تک نیند کا خمار تھا۔ انہوں نے ایک طویل جماہی لی اور اٹھ کر بیٹھ گئے اور پھر انہوں نے ہاتھ بڑھا کر سرہانے کے پاس رکھا ہوا سیل فون اٹھا لیا۔

ڈسپلے سکرین پر ایک نیا نمبر فلیش ہو رہا تھا۔ سرفراز شیرازی چند لمحے نمبر دیکھتے رہے پھر انہوں نے کال رسیونگ کا بٹن پریس کیا اور فون کان سے لگا لیا۔

”یس“..... انہوں نے نیند بھرے لہجے میں کہا۔

”آپ ابھی تک سو رہے ہیں مسٹر ڈبل ایس“..... دوسری طرف سے ایک مشین سے نکلتی ہوئی آواز سنائی دی۔

”ڈبل ایس۔ کیا مطلب۔ کون ہو تم“..... سرفراز شیرازی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”آپ کا نام سرفراز شیرازی ہے۔ آپ کے نام کے دونوں حرف ایس سے شروع ہوتے ہیں اس لئے میں نے آپ کو ڈبل ایس کہا ہے“..... دوسری طرف سے مشینی لہجے میں کہا گیا۔

”تم ہو کون اور مجھے کال کیوں کی ہے“..... سرفراز شیرازی نے ناگوار لہجے میں کہا۔

”اگر آپ وقت سے پہلے جاگ گئے ہوتے اور آج کا اخبار دیکھ لیا ہوتا تو آپ خود ہی جان جاتے کہ میں کون ہوں اور میں نے آپ کو کیوں کال کی ہے“..... اسی انداز میں کہا گیا۔

”کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں“..... سرفراز شیرازی نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

”مجھ سے بات کرنے سے پہلے اگر آپ ایک بار آج کا اخبار دیکھ لیں تو زیادہ بہتر ہو گا“..... دوسری طرف سے آواز آئی۔

"ایسا کیا ہے اخبار میں"...... سرفراز شیرازی نے پوچھا۔

"پاکیشیا کے ایک نامور اور انتہائی عظیم سائنس دان پروفیسر کاشف جلیل قتل ہو گئے ہیں"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور سرفراز شیرازی بے اختیار چونک پڑے۔

"پروفیسر کاشف جلیل قتل کر دیئے گئے ہیں۔ اوہ۔ لیکن کیسے۔ کس نے کیا ہے انہیں"...... سرفراز شیرازی نے بری طرح سے چونکتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"انہیں میں نے قتل کیا ہے"...... دوسری طرف سے آواز آئی اور سرفراز شیرازی بے اختیار اچھل پڑے۔

"کیا کہا تم نے۔ پروفیسر کاشف جلیل کو تم نے قتل کیا ہے لیکن کیوں اور تم ہو کون"...... سرفراز شیرازی نے تیز تیز بولتے ہوئے کہا۔ ان کے لہجے میں حیرت کے ساتھ انتہائی پریشانی کا عنصر تھا۔

"ٹائم کلر"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ٹائم کلر۔ کیا مطلب"...... سرفراز شیرازی نے چونک کر کہا۔

"بہت جلد آپ کو میرے بارے میں سب کچھ معلوم ہو جائے گا مسٹر ڈبل ایس۔ فی الحال آپ یہ سن لیں کہ میں نے آپ کو خبردار کرنے کے لئے فون کیا ہے۔ میں نے سات افراد کو ہلاک کرنے کا بیڑہ اٹھایا ہے۔ کل رات ٹھیک بارہ بجے میں نے پروفیسر کاشف جلیل کا قتل کیا تھا۔ میری ہٹ لسٹ میں دوسرا نمبر آپ کا ہے۔ آج رات میں آپ کو قتل کروں گا"...... ٹائم کلر نے کہا اور

سرفراز شیرازی کے چہرے پر یکلخت غصے کے تاثرات ابھر آئے۔

"کیا بکواس ہے"...... سرفراز شیرازی نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"یہ بکواس نہیں ہے مسٹر ڈبل ایس۔ اب آپ میری بات دھیان سے سنیں۔ آپ کی طرح پروفیسر کاشف جلیل نے بھی میری باتوں کو سیریس نہیں لیا تھا۔ وہ یہی سمجھ رہے تھے جیسے میں ان سے مذاق کر رہا ہوں یا انہیں ڈرانے کے لئے یہ سب کہہ رہا ہوں۔ جبکہ ایسا نہیں تھا۔ میں نے انہیں خبردار بھی کیا تھا اور میں نے انہیں مشورہ دیا تھا کہ وہ مجھ سے بچنے کے لئے اپنی حفاظت کا جو انتظام کرنا چاہیں کر سکتے ہیں اور اگر چاہیں تو کسی ایسی جگہ پر جا کر چھپ بھی سکتے ہیں جہاں ان کے خیال کے مطابق میں ان تک نہ پہنچ سکوں۔ لیکن انہوں نے میری کسی بات پر عمل نہیں کیا تھا۔ وہ ایک سائنس دان تھے انہوں نے رہائش گاہ میں اپنی حفاظت کا انتظام کر رکھا تھا لیکن وہ حفاظتی انتظامات ان کے لئے انتہائی ناکافی تھے اس لئے مجھے ان تک پہنچنے اور انہیں ہلاک کرنے میں کوئی دقت نہیں ہوئی تھی اور آپ تو سائنس دان بھی نہیں ہیں۔ آپ کی حفاظت کے لئے سرکاری طور پر چند گارڈز ضرور موجود ہیں جن میں سے دو آپ کی رہائش گاہ کے باہر موجود رہتے ہیں اور باقی رہائش گاہ کے اندر۔ لیکن ان میں اتنی صلاحیتیں نہیں ہیں کہ وہ مجھے آپ کی رہائش گاہ میں داخل ہونے سے روک سکیں۔ میں ان کی موجودگی میں آسانی سے آپ کی رہائش گاہ میں داخل بھی ہو سکتا

ہوں اور آپ کو ہلاک بھی کر سکتا ہوں۔ پروفیسر کاشف جلیل کو میں نے رات ٹھیک بارہ بجے ہلاک کیا تھا۔ آپ کی موت کا وقت رات ایک بجے کا ہے۔ رات ٹھیک ایک بجے میں قضاء بن کر آپ کے سر پر پہنچ جاؤں گا پھر آپ کو مجھ سے کوئی نہیں بچا سکے گا۔ ابھی رات ہونے میں بہت وقت ہے اس لئے میں آپ کو ہمدردانہ طور پر مشورہ دے رہا ہوں کہ آپ پروفیسر کاشف جلیل کی طرح میری ان باتوں کو جھوٹ اور مذاق نہ سمجھیں اور اپنی حفاظت کا انتہائی فول پروف اور ٹف انتظام ضرور کر لیں اور آپ چاہیں تو مجھ سے بچنے کے لئے کہیں بھی جا کر چھپ سکتے ہیں۔ رات ایک بجے تک آپ مجھ سے بچنے کے لئے جو کر سکتے ہیں کر لیں۔ تاکہ بعد میں لوگ یہ نہ کہیں کہ میں نے آپ کو خبردار نہیں کیا تھا“...... دوسری طرف سے ٹائم کلر نے مسلسل بولتے ہوئے کہا اور سرفراز شیرازی غصے سے ہونٹ بھینچ کر رہ گیا۔

”میں فضول باتیں سننے کا عادی نہیں ہوں سمجھے تم“...... سرفراز شیرازی نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”یہ فضول باتیں نہیں ہیں مسٹر ڈبل ایس۔ مجھے ایک بات اور بھی کہنی ہے آپ سے“...... دوسری طرف سے ٹائم کلر نے جیسے ان کی بات ان سنی کرتے ہوئے کہا۔

”بکو“...... سرفراز شیرازی نے غرا کر کہا۔

”آپ وزارت سائنس کے جس عہدے پر فائز ہیں وہ بہت

اہمیت کا حامل ہے۔ تمام لیبارٹریوں کے سائنس دانوں کی ایجادات کے بارے میں جو بھی فائلیں بنائی جاتی ہیں وہ فائلیں آپ کی توسط سے وزارت سائنس کو بھیجی جاتی ہیں اور ان تمام فائلوں کا ریکارڈ آپ کے پاس ہوتا ہے۔ آپ اپنے سرکاری عہدے کے تحت ان فائلوں کا صرف ریکارڈ ہی اپنے پاس رکھ سکتے ہیں کہ کون سی فائل کس لیبارٹری سے متعلق ہے اور کس سائنس دان نے بھیجی ہے اس کے علاوہ آپ کے پاس فائلوں کی نقول رکھنے کا کوئی اختیار نہیں ہے جبکہ میرے علم کے مطابق آپ کے پاس جو بھی فائل آتی ہے آپ اس کی ایک کاپی بنا کر اپنے پاس رکھ لیتے ہیں“...... دوسری طرف سے ٹائم کلر نے کہا اور سرفراز شیرازی کے چہرے پر ایک رنگ سا آ کر گزر گیا۔

”یہ۔ یہ تم کیا بکواس کر رہے ہو۔ تم۔ تم“...... سرفراز شیرازی نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”میں بکواس نہیں کر رہا ہوں مسٹر ڈبل ایس۔ میرے پاس آپ کے اس جرم کا ثبوت بھی موجود ہے اور میں یہ بھی جانتا ہوں کہ آپ ان فائلوں کی نقول کن کن ممالک کو فروخت کرتے ہیں اور اس وقت آپ کے پاس کون کون سی فائلوں کی نقول موجود ہیں اور وہ کہاں ہیں“...... ٹائم کلر نے غرا کر کہا۔

”شٹ اپ یو نانسنس۔ تم مجھ پر جھوٹا الزام عائد کر رہے ہو۔ تم جو کوئی بھی ہو میرے سامنے آ کر بات کرو پھر میں تمہیں بتاؤں گا

کہ کون کس کی موت بنتا ہے۔ میں تمہارے ٹکڑے اڑا دوں گا۔ نانسنس''...... سرفراز شیرازی نے غصے سے چیختے ہوئے کہا لیکن ان کے لہجے میں کھوکھلا پن صاف محسوس ہو رہا تھا جو اس بات کا ثبوت تھا کہ ٹائم کلر نے ان سے جو کہا تھا وہ غلط نہیں ہے۔

''اس کے لئے آپ کو رات ایک بجے کا انتظار کرنا پڑے گا۔ رہی بات الزام کی تو یہ الزام نہیں ہے۔ آپ کہیں تو میں آپ کو ان غیر ملکی ایجنٹوں کے نام بھی بتا سکتا ہوں جنہیں آپ نے بڑے اور بھاری معاوضوں پر فائلیں فروخت کی ہیں۔ مجھے ان تمام فائلوں کا بھی پتہ ہے اور میں یہ بھی جانتا ہوں کہ آپ نے زیرو لیبارٹری کی ایک اہم ترین فائل ایکس ایکس ون کی بھی ایک کاپی ایک ایکریمی ایجنٹ ڈان کارلوس کو دینے کا وعدہ کر رکھا ہے اور اس سلسلے میں آپ اس سے خطیر معاوضہ بھی ایڈوانس لے چکے ہیں۔ میری انفارمیشن کے مطابق وہ فائل آج کسی وقت آپ نے ڈان کارلوس کے حوالے کرنی ہے۔ اس فائل کی اہمیت اتنی ہے کہ اگر فائل کی نقل ایکریمیا کے پاس چلی گئی تو ایکریمیا کو زیرو لیبارٹری میں ہونے والی ایک ایک ایجاد کا علم ہو جائے گا اور انہیں یہ بھی معلوم ہو جائے گا کہ لیبارٹری ملک کے کس حصے میں ہے اور اس لیبارٹری میں کہاں کہاں خفیہ راستے ہیں جن سے وہ اپنے ایجنٹ داخل کرا کے لیبارٹری کو کبھی بھی ختم کر سکتے ہیں۔ اس لئے میرا آپ کو مشورہ ہے کہ آپ اس ٹاپ سیکرٹ فائل کو ایکریمی ایجنٹ کے حوالے

کرنے کا پروگرام مؤخر کر دیں یہ آپ کے حق میں بھی اچھا ہو گا اور ملک کے حق میں بھی۔ آج رات موت آپ کا مقدر ہے لیکن اگر آپ نے فائل ایکریمی ایجنٹ کے حوالے نہ کی تو میں آپ کی موت آسان کر دوں گا ورنہ آپ کا جو حشر ہو گا اس کا آپ تصور بھی نہیں کر سکتے ہیں''...... دوسری طرف سے ٹائم کلر نے غراتے ہوئے کہا۔ اس کی باتیں سنتے ہوئے سرفراز شیرازی کا چہرہ غصے اور پریشانی سے بگڑتا جا رہا تھا۔ اس سے پہلے کہ ٹائم کلر کچھ اور کہتا سرفراز شیرازی نے سیل فون کان سے ہٹایا اور سکرین پر موجود نمبر دیکھنے لگے اور پھر انہوں نے سیل فون کا بٹن پریس کر کے کال ڈراپ کر دی۔

''ہونہہ۔ مجھے دھمکی دے رہا ہے نانسنس۔ جانتا نہیں کہ میں کون ہوں۔ میں کسی کی گیدڑ بھبکیوں میں آنے والا نہیں ہوں۔ دیکھتا ہوں کہ کون مجھے ہلاک کرتا ہے اور کیسے ہلاک کرتا ہے''۔ سرفراز شیرازی نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور انہوں نے سیل فون زور سے بیڈ پر پٹخ دیا۔ اسی لمحے کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک نوجوان تیز تیز چلتا ہوا اندر آ گیا۔ اس نوجوان کے چہرے پر ہوائیاں اڑ رہی تھیں اور اس کے ہاتھ میں ایک نیوز پیپر تھا۔

''ڈیڈی۔ ڈیڈی''...... نوجوان نے اندر آتے ہی تیز تیز لہجے میں کہا۔

''کیا بات ہے۔ کیوں آئے ہو اور تم اس قدر بوکھلائے ہوئے

کیوں ہو نوازش"...... سرفراز شیرازی نے چونک کر کہا۔

"وہ ڈیڈی۔ آج کا اخبار۔ اس اخبار میں پروفیسر کاشف جلیل کی ہلاکت کی خبر چھپی ہے اور"...... آنے والے نوجوان نے کہا جو سرفراز شیرازی کا بیٹا نوازش تھا۔

"اوہ۔ ہاں دکھاؤ مجھے"...... سرفراز شیرازی نے کہا تو نوجوان نے اخبار اس کی طرف بڑھا دیا۔ سرفراز شیرازی نے اخبار کھول کر بیڈ پر پھیلانا شروع کر دیا۔

"میں کھڑکیوں سے پردے ہٹا دوں"...... نوازش نے کہا تو سرفراز شیرازی نے اثبات میں سر ہلا دیا تو نوازش تیزی سے کھڑکیوں کی طرف بڑھا اور اس نے کھڑکیوں سے پردے ہٹانے شروع کر دیئے۔ پردے ہٹتے ہی کمرے میں دن کی روشنی بھر گئی اور سرفراز شیرازی اخبار دیکھنے لگے۔ شہ سرخی پڑھتے ہی انہوں نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے پھر وہ پروفیسر کاشف جلیل کی ہلاکت کی خبر کی تفصیل پڑھنے لگے۔ اس خبر کی تفصیل کے بعد انہوں نے دوسری خبر کی طرف توجہ دی جس میں ٹائم کلر نے نہ صرف پروفیسر کاشف جلیل کی ہلاکت کی ذمہ داری قبول کی تھی بلکہ یہ بھی کہا تھا کہ ان کا اگلا شکار کون ہو گا اور ان کے لئے ڈیتھ کوڈ کے تحت ایک نمبر لکھا گیا تھا۔ دونوں خبریں پڑھ کر سرفراز شیرازی نے اخبار کو لپیٹ کر بڑے غصیلے انداز میں ایک طرف پھینک دیا۔ ان کا بیٹا بدستور پریشان سی صورت بنائے ان کے پاس کھڑا تھا۔

"ڈیڈی تھوڑی دیر پہلے سنٹرل انٹیلی جنس کے ڈائریکٹر جنرل سر عبدالرحمٰن کا فون آیا تھا وہ کافی دیر سے آپ کے سیل فون پر کال کرنے کی کوشش کر رہے تھے لیکن انہیں آپ کا نمبر مصروف تھا، شاید آپ کسی سے بات کر رہے تھے۔ اس لئے انہوں نے گھر کے نمبر پر کال کی تھی"...... نوازش نے کہا۔

"اوہ۔ کیا کہہ رہے تھے وہ"...... سرفراز شیرازی نے چونک کر پوچھا۔

"انہوں نے کہا تھا کہ وہ یہاں آ رہے ہیں۔ جب تک وہ نہ آئیں آپ گھر پر ہی رہیں انہیں آپ سے بہت ضروری بات کرنی ہے"...... نوازش نے کہا۔

"کیا بات کرنی ہے"...... سرفراز شیرازی نے پوچھا۔

"پتہ نہیں۔ ہو سکتا ہے انہوں نے بھی اخباری خبر پڑھ لی ہو اور وہ اسی سلسلے میں آپ سے بات کرنا چاہتے ہوں"...... نوازش نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تم باہر جا کر انہیں ریسیو کرو اور انہیں گیسٹ روم میں بٹھاؤ۔ جب وہ آ جائیں تو مجھے بتا دینا تب تک میں فریش ہو جاتا ہوں"...... سرفراز شیرازی نے کہا تو نوازش نے اثبات میں سر ہلا دیا اور کمرے سے نکلتا چلا گیا۔ سرفراز شیرازی چند لمحے پریشانی کے عالم میں ہونٹ بھینچ کر ٹائم کلر کے بارے میں سوچتے رہے کہ کہیں ٹائم کلر نے فائلوں کے حوالے سے ان سے جو باتیں کی تھیں

وہ باتیں اس نے سر عبدالرحمٰن یا کسی متعلقہ حکام کو نہ بتا دی ہوں وہ کافی دیر تک سوچتے رہے پھر اس نے سر جھٹکا اور بستر سے اٹھ کر نیچے آ گئے اور پلنگ کے پاس پڑے ہوئے سلیپر پہن کر کمرے کے دروازے کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ کچھ دیر بعد وہ فریش ہو کر گیسٹ روم میں پہنچے تو سر عبدالرحمٰن اور سوپر فیاض وہاں ان کا ویٹ کر رہے تھے۔ انہیں دیکھ کر ایک لمحے کے لئے سرفراز شیرازی کے چہرے پر پریشانی اور گھبراہٹ کے تاثرات نمودار ہوئے لیکن انہوں نے جلد ہی خود پر قابو پا لیا اور وہ سر عبدالرحمٰن اور سوپر فیاض سے نہایت پر تپاک انداز میں ملے۔

''آپ کو یہ معلوم تو ہو گیا ہو گا کہ ہم یہاں کس سلسلے میں آئے ہیں''...... سر عبدالرحمٰن نے سلسلہ کلام جاری کرتے ہوئے کہا۔

''جی ہاں۔ میں نے آج کا اخبار دیکھ لیا ہے''...... سرفراز شیرازی نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

''کیا آپ کو بھی پروفیسر کاشف جلیل کی طرح کوئی ڈیتھ لیٹر موصول ہوا ہے''...... سر عبدالرحمٰن نے ان کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''ڈیتھ لیٹر۔ نہیں۔ مجھے کوئی ڈیتھ لیٹر نہیں ملا ہے''...... سرفراز شیرازی نے کہا ان کے لہجے میں حیرت کا عنصر تھا۔

''کیا ٹائم کلر کی طرف سے آپ کو کوئی کال موصول ہوئی ہے۔ میرا مطلب ہے سیل فون پر یا پھر آپ کے گھر کے نمبر پر''...... سر

عبدالرحمٰن نے پوچھا۔ اس سوال پر ایک لمحے کے لئے سرفراز شیرازی کے چہرہ پر پریشانی کے تاثرات نمودار ہوئے لیکن انہوں نے فوراً ہی خود کو سنبھال لیا۔

''جی ہاں۔ مجھے کال آئی تھی''...... سرفراز شیرازی نے کہا اور سر عبدالرحمٰن بلکہ سوپر فیاض بھی چونک پڑا۔

''اوہ۔ کیا کہا تھا اس نے اور اس نے آپ کو کس نمبر سے کال کی تھی''...... سوپر فیاض نے پوچھا۔ سر عبدالرحمٰن نے اسے گھور کر دیکھا تو وہ خاموش ہو گیا۔

''ٹائم کلر نے مجھے اسی طرح دھمکیاں دی ہیں جیسی اس نے پروفیسر کاشف جلیل صاحب کو دی تھیں۔ اس نے کہا ہے کہ وہ مجھے رات ایک بجے ہلاک کر دے گا۔ اس وقت تک میں اپنی حفاظت کا جو انتظام کرنا چاہوں کر سکتا ہوں کہیں بھی جا کر چھپ سکتا ہوں لیکن وہ ٹھیک ایک بجے میرے سر پر موت بن کر پہنچ جائے گا اور مجھے اس سے کوئی نہیں بچا سکے گا''...... سرفراز شیرازی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اور کیا کہا تھا اس نے''...... سر عبدالرحمٰن نے پوچھا۔

''بس یہی سب کہا تھا''...... سرفراز شیرازی نے بات ٹالتے ہوئے کہا۔ وہ انہیں فائل کے نقول کے حوالے سے ہونے والی باتیں نہیں بتانا چاہتا تھا۔

''کیا اس نے آپ کو کوڈ کے بارے میں کوئی تفصیل نہیں بتائی

کہ اس کوڈ کا کیا مطلب ہوسکتا ہے''...... سر عبدالرحمٰن نے پوچھا۔

''نہیں۔ کوڈ کے بارے میں اس نے کوئی بات نہیں کی تھی''...... سرفراز شیرازی نے کہا۔

''کیا اس نے آپ کو آپ کے کسی جرم کے بارے میں بھی بتایا تھا''...... سر عبدالرحمٰن نے ان کی طرف تیز نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''جرم۔ کون سا جرم''...... سرفراز شیرازی نے بری طرح سے چونکتے ہوئے کہا سر عبدالرحمٰن انہیں جن نظروں سے گھور رہے تھے انہیں یوں لگ رہا تھا جیسے وہ سب کچھ جانتے ہوں۔

''پروفیسر کاشف جلیل صاحب کو ٹائم کلر نے بتایا تھا کہ وہ ان دنوں اپنی جو نئی ایجاد کر رہے ہیں وہ پاکیشیا کے لئے نہیں بلکہ کافرستان کے لئے ہے اور ایسا کر کے وہ نہ صرف ملک بلکہ اپنی قوم کے ساتھ بھی غداری کر رہے ہیں اسی لئے ٹائم کلر نے انہیں ہلاک کیا تھا۔ کیا اس نے آپ کو فون کر کے یہ نہیں بتایا تھا کہ وہ آپ کو آپ کے کس جرم کی سزا دینا چاہتا ہے''...... سر عبدالرحمٰن نے انہیں انہی نظروں سے گھورتے ہوئے کہا جیسے وہ سرفراز شیرازی کی آنکھیں پڑھنے کی کوشش کر رہے ہوں۔

''اوہ نہیں۔ اس نے ایسا کچھ نہیں کہا تھا۔ وہ تو بس یہی کہہ رہا تھا کہ اس نے سات افراد کو ہلاک کرنے کا بیڑہ اٹھا رکھا ہے اور ان سات افراد میں میرا نام بھی شامل ہے۔ وہ کون ہے اور یہ سب

کیوں کر رہا ہے اس بارے میں اس نے مجھے کچھ نہیں بتایا تھا''...... سرفراز شیرازی نے کہا۔

''حیرت ہے اگر اس نے آپ کو آپ کے جرم کے بارے میں نہیں بتایا تو وہ آپ کو کس بات کی سزا دے رہا ہے۔ میرا مطلب ہے کہ وہ آپ کو کیوں ہلاک کرنا چاہتا ہے''...... سر عبدالرحمٰن نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

''میں نہیں جانتا''...... سرفراز شیرازی نے منہ بنا کر کہا۔

''جانتے نہیں یا پھر آپ مجھے کچھ بتانا نہیں چاہتے ہیں''...... سر عبدالرحمٰن نے ان کی طرف چبھتی ہوئی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا اور سرفراز شیرازی انہیں گھور کر رہ گئے۔

''نہیں۔ میں آپ کو بتا چکا ہوں میری ٹائم کلر سے زیادہ بات نہیں ہوئی تھی''...... سرفراز شیرازی نے کرخت لہجے میں کہا اور سر عبدالرحمٰن ایک طویل سانس لے کر رہ گئے۔

''ٹائم کلر نے آپ سے جس نمبر پر بات کی تھی وہ نمبر مجھے دیں''...... سر عبدالرحمٰن نے کہا تو سرفراز شیرازی نے جیب سے سیل فون نکالا اور اسے آن کر کے کال ریسیونگ آپشن کھول کر اس میں موجود اس نمبر کے بارے میں بتا دیا جس سے ٹائم کلر نے ان سے بات کی تھی۔ سوپر فیاض نے جیب سے ایک نوٹ بک نکالی اور وہ نمبر نوٹ کر لیا۔

''میں آپ سے ایک بار پھر کہہ رہا ہوں کہ اگر ٹائم کلر نے

Downloaded from https://paksociety.com

آپ سے کوئی مزید بات کی ہے تو اس کے بارے میں مجھے بتا دیں۔ اس میں آپ کی ہی بہتری ہے۔ ہو سکتا ہے کہ ہمیں ان کے خلاف کوئی کلیو مل جائے اور ہم اس سے واقعی آپ کی جان بچا سکیں''...... سر عبدالرحمٰن نے انہیں ایک بار پھر سمجھانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ میں نے کہا ہے نا کہ میری اس نے مجھ سے کوئی مزید بات نہیں کی ہے''...... سرفراز شیرازی نے ناگوار لہجے میں کہا تو سر عبدالرحمٰن ایک طویل سانس لے کر رہ گئے۔

''فیاض''...... سر عبدالرحمٰن نے سوپر فیاض سے مخاطب ہو کر کہا۔

''یس سر''...... سوپر فیاض نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''بم اسکواڈ ٹیم بلا کر سارے گھر کی سرچنگ کراؤ۔ سرفراز شیرازی صاحب اور ان کے اہل خانہ کو ایک کمرے میں جبکہ ان کے ملازمین کو دوسری جگہ منتقل کر دو۔ ان سے کوئی ملنے کے لئے نہیں آنا چاہئے اور ان سب کے سیل فونز اپنے قبضے میں لے لو۔ گھر میں بھی کوئی کال آئے تو اسے سرفراز شیرازی اور ان کے گھر کا کوئی فرد رسیو نہیں کرے گا۔ تم سمجھ رہے ہو نا کہ میں کیا کہہ رہا ہوں''...... سر عبدالرحمٰن نے کہا۔

''یس سر میں سمجھ رہا ہوں سر''...... سوپر فیاض نے اسی طرح مؤدبانہ لہجے میں کہا جبکہ سر عبدالرحمٰن کے احکامات سن کر سرفراز شیرازی کے چہرے پر ناگواری کے تاثرات نمایاں ہو گئے تھے۔

''یہ سب آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ مجھے کسی پروٹیکشن کی ضرورت نہیں ہے۔ میں اپنی حفاظت خود کر سکتا ہوں''...... سرفراز شیرازی نے کہا۔

''گھر کے تمام حصوں میں اپنے آدمی تعینات کر دو اور گھر کے باہر بھی۔ اس طرف کسی کو بھی نہیں آنا چاہئے''...... سر عبدالرحمٰن نے جیسے سرفراز شیرازی کی بات سنے بغیر کہا۔

''میں کہہ رہا ہوں کہ آپ میرے معاملات میں بے جا مداخلت نہ کریں مجھے آپ کی اور آپ کی فورس کی کوئی ضرورت نہیں ہے''...... سرفراز شیرازی نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''ضرورت ہے جناب۔ آپ کی حفاظت کی ذمہ داری مجھ پر ہے اور اس کے لئے مجھے چیف پرائم منسٹر نے خصوصی طور پر کال کی تھی اور مجھ سے کہا تھا کہ میں آپ کی حفاظت کے جو ممکنہ اقدامات کر سکوں ضرور کروں''...... سر عبدالرحمٰن نے کہا اور پرائم منسٹر کی بات سن کر سرفراز شیرازی خاموش ہو گئے۔

''لیکن''...... سرفراز شیرازی نے کچھ کہنا چاہا۔

''یہ سب کچھ ہم آپ کی حفاظت کے لئے کر رہے ہیں جناب اس لئے آپ ہم سے تعاون کریں اور آپ سے جیسا کہا جا رہا ہے ویسا کرے ورنہ میں جناب پرائم منسٹر صاحب کو کال کر کے صاف کہہ دوں گا کہ آپ ہم سے تعاون کرنے سے گریز کر رہے ہیں''...... سر عبدالرحمٰن نے انتہائی سنجیدگی سے کہا اور سرفراز شیرازی

نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

"ٹھیک ہے آپ نے جو کرنا ہے کریں۔ میں آپ سے تعاون کروں گا"...... سرفراز شیرازی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ویٹس گڈ۔ آج آپ اپنی رہائش گاہ سے باہر نہیں جائیں گے اور اپنا سیل فون بھی مجھے دے دیں"...... سر عبدالرحمٰن نے کہا اور سرفراز شیرازی نے انہیں گھورتے ہوئے سیل فون ان کی جانب بڑھا دیا۔

"تم ابھی تک یہیں کھڑے ہو نانسنس۔ سنا نہیں میں نے تم سے کیا کہا ہے"...... سوپر فیاض کو وہاں کھڑے دیکھ کر سر عبدالرحمٰن نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"ویس سر۔ میں جا رہا ہوں سر"...... سر عبدالرحمٰن کو غصے میں دیکھ کر سوپر فیاض نے بوکھلاتے ہوئے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا وہاں سے نکلتا چلا گیا۔

"آپ بھی اپنے اہل خانہ سے جا کر کہہ دیں کہ وہ ہمارے ساتھ تعاون کریں"...... سر عبدالرحمٰن نے سرفراز شیرازی سے کہا اور سرفراز شیرازی انہیں تیز نظروں سے گھورتے ہوئے وہاں سے نکلتے چلے گئے۔

"آخر یہ گیارہ، سترہ اور ٹیٹرا زیرو اور ایک، چھبیس، زیرو ون اور ڈبل زیرو کا کیا مطلب ہو سکتا ہے۔ سارے نمبر الگ الگ ہیں جنہیں ایک فگر کے طور پر تو نہیں پڑھا جا سکتا ہے۔ سپیس ہونے کی وجہ سے ہم اسے کم از کم فگر کے طور پر نہیں پڑھ سکتے پھر بھی ہم ان نمبروں کو فگر کے طور پر بھی دیکھیں تو اس کا کوئی مطلب سامنے نہیں آ رہا ہے اور یہ نمبر کوئی فون نمبر بھی نہیں ہو سکتا کیونکہ ان نمبروں کے تحت فون کے نمبر سیریز شروع ہی نہیں ہوتے ہیں۔ بلکہ ایسے نمبر کسی ملک کے بھی نہیں ہیں اور ٹائم کلر نے کہا ہے کہ انہی نمبروں میں اس کا نام اصل نام چھپا ہوا ہے"...... عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔ وہ اس وقت دانش منزل میں تھا۔

سلیمان کے نہ ہونے کی وجہ سے اس نے ناشتہ بلیک زیرو کے پاس آ کر اس کے ساتھ ہی کیا تھا اور پھر وہ دانش منزل میں بھی

ایک کاغذ قلم سنبھال کر بیٹھ گیا تھا اس نے وہ تمام نمبرز ایک کاغذ پر لکھ لئے تھے اور پھر ان پر کافی دیر سے مغز ماری کرنے کی کوشش کر رہا تھا لیکن اسے ان نمبرز کی اسے کوئی سمجھ نہیں آ رہی تھی۔ اس دوران وہ بلیک زیرو سے ناشتے سے الگ دو کپ چائے بنوا کر بھی پی گیا تھا۔ اس کے سامنے کاغذوں کا ڈھیر سا لگ گیا تھا جن پر اس نے مختلف زاویوں اور پہلوؤں سے ان نمبرز کو کسی کوڈ کی طرح ڈی کوڈ کرنے کی کوششیں کی تھیں۔

"ناشتے سے دو کپ زائد چائے پینے کے باوجود آپ کے دماغ کی بیٹری ابھی چارج نہیں ہوئی ہے شاید"...... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جس قدر میں نے ان نمبروں پر دماغ خرچ کیا ہے اگر میرے دماغ کی ڈبل بیٹریاں بھی ہوتیں تو وہ بھی فیل ہو جاتیں تم محض بیٹریاں چارج ہونے کی بات کر رہے ہو"...... عمران نے کراہ کر کہا اور بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

"میں نے بھی ان نمبروں پر بہت سر ماری کی ہے لیکن مجھے بھی کچھ سمجھ میں نہیں آیا تھا"...... بلیک زیرو نے کہا۔

سمجھ میں کیا خاک آئے گا۔ گنتی ہے جو الٹ پلٹ کر لکھ دی گئی ہے۔ ایسا لگ رہا ہے جیسے میں نے پھر سے پرائمری سکول میں داخلہ لے لیا ہو اور پھر سے گنتی سیکھنے کی کوشش کر رہا ہوں بس فرق یہ ہے کہ مجھے ایک دو تین کی بجائے الٹی سیدھی گنتی گننی پڑ رہی

ہے"...... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

"ان نمبرنگ کوڈز کو سمجھنے کے لئے تو کسی شیطان کا دماغ ہی کام کر سکتا ہے"...... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"لگتا تو ایسا ہی ہے۔ اب میں شیطانی دماغ کہاں سے لاؤں جو مجھے ان نمبروں کا مطلب سمجھا سکے اور مجھے معلوم ہو سکے کہ آخر یہ موصوف ٹائم کلر صاحب ہیں کون"...... عمران نے کہا۔

"وہ جو بھی ہے بہت چالاک اور انتہائی ذہین ہے۔ اس نے جس چالاکی اور ذہانت سے پروفیسر کاشف جلیل صاحب کو ہلاک کیا ہے مجھے تو اب تک یقین نہیں ہو رہا کہ وہ پروفیسر صاحب کے مخصوص کمرے تک پہنچ کیسے گیا تھا اور اس نے وہاں ایسا کون سا بم لگایا تھا جو اس قدر حفاظتی سسٹم ہونے کے باوجود بلاسٹ ہو گیا تھا اور پروفیسر صاحب ہلاک ہو گئے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"چالاک اور ذہین ہونے کے ساتھ ساتھ وہ نہایت شاطر بھی ہے اس نے جس طرح ہمیں اور پاکیشیا کی دوسری سروسز کو چیلنج کیا ہے اس سے صاف لگ رہا ہے کہ وہ ایک کھیل، کھیل رہا ہے۔ ایسا کھیل جس کی اس نے بہت عرصہ پہلے سے پلاننگ کر رکھی تھی۔ اسی لئے وہ ہلاک کرنے والے شخص کے بارے میں پہلے سے بتا دیتا ہے اور اسے یہ بھی مشورہ دے دیتا ہے کہ وہ اپنی حفاظت کے لئے جو کچھ کر سکتا ہے کر لے۔ چاہے اس کا شکار کہیں بھی جا کر چھپ جائے لیکن وہ اسے تلاش کر لے گا اور اسے ہر حال میں

بلاک کر دے گا۔ ایسے لوگ انتہائی شاطر اور بے حد خطرناک ہوتے ہیں اور ان تک پہنچنا واقعی مشکل ہی نہیں بعض اوقات ناممکن بھی ہو جاتا ہے۔ ٹائم کلر ایک سیریل کلر کے طور پر کام کر رہا ہے اور یہ ایسا سیریل کلر ہے جس میں خود اعتمادی بہت زیادہ ہے اور ایسے خود اعتماد لوگ وہ سب کر جاتے ہیں جو کچھ انہیں کرنا ہوتا ہے اور انہیں خطرناک ترین افراد میں شمار کیا جاتا ہے''۔ عمران نے کہا۔

''ہاں۔ لیکن یہ بھی تو ہے کہ اوور کانفیڈنس افراد جب بھی گرتے ہیں تو وہ ہمیشہ منہ کے بل ہی گرتے ہیں''...... بلیک زیرو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''وہ تو جب گرے گا تب گرے گا۔ ہمیں یہ سوچنا ہے کہ ہم اس اوور کانفیڈنس کے حامل مجرم سے اس کے اگلے شکاروں کو کیسے بچائیں۔ اس نے ایک دو نہیں بلکہ سات افراد کو ہلاک کرنے ارادہ کیا ہے۔ وہ بھی دنوں اور وقت کے حساب سے صرف یہ ہی نہیں۔ پروفیسر کاشف جلیل سے ٹائم کلر نے جو بات چیت کی تھی اس نے پروفیسر صاحب کو بتایا تھا کہ ابھی اس نے فرسٹ سیشن کے تحت سات افراد کو چنا ہے جبکہ اس کے پاس ایسے بہت سے افراد کی لسٹیں موجود ہیں جنہیں وہ اس سیشن کے بعد یا دوسرے مرحلوں میں ہلاک کرے گا۔ فرسٹ سیشن میں اس کا پہلا شکار پروفیسر کاشف جلیل تھے اور اب اس کا دوسرا شکار سرفراز شیرازی ہے کل نہ جانے کون ہو گا اور اس کے بعد کون کون ہو گا''...... عمران نے

سنجیدگی سے کہا۔

''اس نے اپنے پیچھے کوئی کلیو بھی نہیں چھوڑا ہے۔ آخر اس کے بارے میں پتہ چلے گا کیسے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''اس نے اپنے بارے میں کلیو تو دیا ہے جو اس عجیب وغریب کوڈ کی شکل میں ہے اور جسے ہم سمجھ نہیں پا رہے ہیں۔ یہ بھی تو ممکن ہے کہ یہ کوڈ اس نے ہمیں الجھائے رکھنے کے لئے جاری کئے ہوں۔ یہ فیک نمبرز بھی ہو سکتے ہیں تاکہ ہم ان میں الجھے رہ جائیں اور وہ آسانی سے اپنا کام کرتا رہے''...... عمران نے سامنے پڑے ہوئے کاغذ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''اوہ ہاں۔ ایسا بھی ہو سکتا ہے۔ تو کیا آپ کے خیال میں وہ آج بھی اپنے مقصد میں کامیاب ہو جائے گا اور سرفراز شیرازی اس کے ہاتھوں مارا جائے گا''...... بلیک زیرو نے کہا

''کوشش کرتے ہیں کہ سرفراز شیرازی کسی طرح سے بچ جائیں۔ باقی ان کی قسمت''...... عمران نے سرد آہ بھر کر کہا اور بلیک زیرو حیرت سے اس کی شکل دیکھنے لگا جیسے اسے عمران کے اس طرح شکستہ انداز کی سمجھ نہ آئی ہو۔

''آپ کہیں تو میں سرفراز شیرازی کی حفاظت کے لئے ممبران کو بھیج دوں''...... بلیک زیرو نے چند لمحے توقف کے بعد کہا۔

''سرفراز شیرازی کی حفاظت کا انتظام کرنے اب تک ڈیڈی یا تو وہاں خود پہنچ گئے ہوں گے یا پھر انہوں نے سوپر فیاض کو وہاں بھیج

دیا ہو گا۔ لیکن پھر بھی ہمیں اس معاملے کو اور زیادہ سنجیدگی سے لینا ہو گا۔ دو چار ممبران کو سرفراز شیرازی کی حفاظت کے لئے بھیج دو اور باقی سب سے کہو کہ وہ سرفراز شیرازی کے آفس کی چیکنگ کریں تاکہ یہ معلوم ہو سکے کہ ٹائم کلر نے پروفیسر کاشف جلیل کے بعد دوسرے نمبر پر سرفراز شیرازی کو ہلاک کرنے کے لئے کیوں چنا ہے اور سرفراز شیرازی نے ایسا کون سا جرم کیا ہے کہ ٹائم کلر اسے موت کی سزا دینا چاہتا ہے''...... عمران نے کہا۔

''کیا مطلب۔ کیا آپ کے خیال میں سرفراز شیرازی کسی جرم میں ملوث ہو سکتا ہے''...... بلیک زیرو نے چونک کر کہا۔

''ٹائم کلر کا تو یہی کہنا ہے کہ اس نے ان سات افراد کو ہلاک کرنے کا ٹھیکہ لیا ہے جو ملک و قوم کے مجرم ہیں اور جن پر ملک کے قانون کے تحت آسانی سے ہاتھ نہیں ڈالا جا سکتا۔ پروفیسر صاحب کو بھی تو اس نے غدار کہا تھا کہ وہ اپنی نئی ایجاد کافرستان کے لئے بنا رہے ہیں۔ اسی طرح اس نے سرفراز شیرازی کو بھی یقیناً بتایا ہو گا کہ وہ انہیں کس جرم کی سزا کے طور پر ہلاک کرنا چاہتا ہے۔ ہمارے لئے یہ جاننا بہت ضروری ہے کہ سرفراز شیرازی کیا ہیں اور ٹائم کلر نے ان کے کھاتے میں کون سا جرم ڈالا ہے اس کا پتہ لگانے کے لئے ممبران اپنے طور پر کام کریں اور یہ بھی معلوم کرنے کی کوشش کریں کہ سرفراز شیرازی کا بیک گراؤنڈ کیا ہے اور ان کا کن کن افراد سے ملنا جلنا ہے''...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو

نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''پروفیسر صاحب کے بارے میں تو میں اب بھی یہی کہوں گا کہ ٹائم کلر کو ان کے بارے میں بہت بڑی غلط فہمی ہوئی تھی۔ پروفیسر صاحب ملک سے غداری اور خاص طور پر اپنی ایجاد کافرستان کے حوالے کرنے کا تو کبھی خواب میں بھی نہیں سوچ سکتے تھے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''یہ سب میں خود معلوم کروں گا کہ ٹائم کلر نے پروفیسر صاحب پر اس قدر گھناؤنا الزام کیوں لگا تھا۔ مجھے صرف ایک بات کی الجھن ہے''...... عمران نے کہا۔

''کیا الجھن ہے''...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

''یہی کہ پروفیسر صاحب ان دنوں کس ایجاد میں مصروف تھے اس کے بارے میں کوئی نہیں جانتا۔ میری سر داور سے بھی بات ہوئی تھی انہوں نے مجھے بتایا ہے کہ کچھ عرصے سے پروفیسر صاحب ان سے دور دور رہنے کی کوشش کر رہے تھے۔ وہ کسی سرپرائز ایجاد میں ضرور مصروف تھے لیکن ان کی ایجاد کس نوعیت کی تھی اور وہ کیا کر رہے تھے اس سلسلے میں انہوں نے سر داور سے بھی اس بار کوئی بات نہیں کی تھی ورنہ وہ اپنی ہر ایجاد کے بارے میں کسی نہ کسی طور پر سر داور سے ضرور بات کرتے تھے''...... عمران نے کہا۔

''آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں۔ واقعی اس بار پروفیسر کاشف جلیل صاحب نے اپنی نئی ایجاد کے بارے میں بے حد خاموشی اختیار کر

رکھی تھی اس سلسلے میں انہوں نے وزارت سائنس سے بھی کوئی معاونت حاصل نہیں کی تھی اور نہ ہی اپنی کسی ایجاد کے بارے میں متعلقہ ادارے سے اجازت لی تھی''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''میرے لئے سب سے پہلے یہ جاننا بے حد اہم ہے کہ پروفیسر صاحب کی نئی ایجاد تھی کیا اور وہ اس میں کس حد تک کام کر چکے ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ پروفیسر صاحب کی ایجاد غلط ہاتھوں میں چلی جائے اور ان کی صاف پیشانی پر سچ مچ غداری کا دھبہ لگ جائے''...... عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

''پروفیسر صاحب اپنی رہائش گاہ کے نیچے موجود اپنی ذاتی لیبارٹری میں کام کرتے تھے وہاں سے ہی آپ کو پتہ لگ سکتا ہے کہ وہ ان دنوں کس ایجاد میں مصروف تھے اور ان کی ایجاد کس نوعیت اور کس قسم کی تھی''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''ہاں۔ میں اب وہیں جانے کا سوچ رہا ہوں۔ کیا تم نے لیبارٹری چیک کی تھی''...... عمران نے پوچھا۔

''نہیں۔ پروفیسر صاحب نے لیبارٹری سے باہر آ کر لیبارٹری کے تمام داخلی راستے سیلڈ کر دیئے تھے۔ ان راستوں کو کیسے کھولنا ہے اور لیبارٹری میں کیسے جانا ہے اس کے بارے میں وہی بہتر جانتے تھے اس لئے میں وہاں نہیں جا سکا تھا۔ ویسے بھی سر سلطان نے مجھے منع کر دیا تھا وہ چاہتے تھے کہ پروفیسر صاحب کی لیبارٹری کی چیکنگ آپ کریں''...... بلیک زیرو نے کہا تو عمران نے اثبات

میں سر ہلا دیا۔

''اوکے۔ میں دیکھ لوں گا۔ تم ممبران کو کال کر کے اپنے کام پر لگا دو اور سر سلطان سے بات کر کے ایکسٹو کے توسط سے فور سٹارز کو سرفراز شیرازی کے گھر بھی بھیج دو تاکہ وہ سرفراز شیرازی کی نگرانی کر سکیں۔ سر سلطان سے کہو گے تو وہ خود ہی ڈیڈی سے بات کر لیں گے ورنہ شاید ڈیڈی اپنی موجودگی میں کسی اور کو وہاں برداشت نہ کریں۔ اس بار ہمیں سرفراز شیرازی کو ہر حال میں ٹائم کلر کے ہاتھوں ہلاک ہونے سے بچانا ہے۔ ممبران سے کہنا کہ وہ اپنی تمام تر تیاری کر کے جائیں''...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور جولیا کو کال کرنے لگا۔ عمران ایک بار پھر سامنے پڑے ہوئے کاغذ پر جھک گیا اور ان مخصوص نمبرز کو غور سے دیکھنے لگا اس نے کاغذ پر ان سارے نمبروں کو تبدیل کر کر کے چیک کیا تھا لیکن کوئی بات نہیں بن سکی تھی۔ وہ کچھ دیر پھر ان نمبرز کو چیک کر کے کوئی نتیجہ نکالنے کی کوشش کرتا رہا لیکن جب کوئی بات نہ بنی تو اس نے جھلا کر نوٹ پیڈ ایک طرف کیا اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس نے بلیک زیرو کو چند ہدایات دیں اور پھر وہ دانش منزل سے نکلتا چلا گیا۔

اگلے آدھے گھنٹے کے بعد وہ پروفیسر کاشف جلیل کی رہائش گاہ میں داخل ہو رہا تھا جہاں اب بوڑھے رحمت بابا اکیلے تھے۔ پروفیسر کاشف جلیل کی ناگہانی موت نے رحمت بابا پر گہرا اثر ڈالا

تھا وہ بے حد افسردہ اور پریشان تھے۔ ان کی آنکھیں سرخ اور سوجی ہوئی تھیں جیسے وہ رات بھر روتے رہے ہوں۔ عمران کو دیکھ کر وہ اس کے گلے لگ گئے اور ننھے بچوں کی طرح پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے۔ انہیں روتا دیکھ کر عمران کا بھی دل بھر آیا تھا۔ وہ رحمت بابا کو دلاسا دینا چاہتا تھا لیکن پروفیسر کاشف جلیل کا شفیق اور محبت بھرا چہرہ اس کی آنکھوں کے سامنے آ گیا اور اس کی آنکھوں سے بھی بے اختیار آنسو چھلک اٹھے۔

''بس رحمت بابا بس۔ پروفیسر صاحب کی ناگہانی موت نے مجھے بھی بے حد صدمہ پہنچا ہے لیکن کیا کیا جا سکتا ہے۔ جو انسان اس دنیا میں آتا ہے اسے ایک نہ ایک دن تو خالق حقیقی کے پاس واپس جانا ہی پڑتا ہے۔ یہ ایسا مرحلہ ہوتا ہے جس پر کسی کا بھی زور نہیں چل سکتا۔ ہم ایک محبت کرنے والے اور انتہائی مہربان انسان سے محروم ہو گئے ہیں جس کا ازالہ تو نہیں کیا جا سکتا ہے لیکن رونے کی بجائے ہم ان کی مغفرت اور ان کی درجات کی بلندی کے لئے دعا تو کر سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان جیسے عظیم اور محب وطن، نیک اور شریف انسان کو اپنی جوار رحمت میں جگہ دے اور ان کے تمام کردہ اور ناکردہ گناہوں کو معاف کرے''...... عمران نے رحمت بابا کے کاندھے پر محبت سے ہاتھ مارتے ہوئے درد بھرے لہجے میں کہا۔

''آمین''...... رحمت بابا نے ہچکیاں لیتے ہوئے کہا اور عمران سے الگ ہو گیا۔ اس کا چہرہ آنسوؤں سے بھرا ہوا تھا اور وہ روتے

ہوئے بری طرح سے لرز رہا تھا۔ اس کا رنگ زرد ہو رہا تھا جیسے اس نے کئی گھنٹوں سے کچھ کھایا پیا نہ ہو۔

''لگتا ہے آپ نے رات سے کچھ نہیں کھایا ہے''...... عمران نے ان کا مرجھایا ہوا چہرہ دیکھتے ہوئے کہا۔

''میرا بیٹا ہلاک ہو گیا ہے عمران بیٹا۔ میں جب بھی کچھ بناتا تھا پہلے میرا بیٹا کھاتا تھا اور اس کے بعد میں کھاتا تھا۔ اب جب وہی نہیں رہا ہے تو میں بوڑھا بھلا اپنے لئے کیا بناؤں گا اور کیا کھاؤں گا''...... رحمت بابا نے دکھ بھرے لہجے میں کہا۔

''زندگی اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی ایک عظیم نعمت ہے رحمت بابا۔ جب تک ہمارے سانس باقی ہیں ہمیں زندگی کی حفاظت کرنی پڑتی ہے۔ آج اگر پروفیسر صاحب گئے ہیں تو کل ہمیں بھی وہیں جانا ہے لیکن جب تک ہمارا وقت نہیں آ جاتا ہمیں ہر حال میں زندہ رہنا چاہئے اور اللہ کی دی ہوئی نعمتوں پر شکر بجا لانا چاہئے۔ آپ بزرگ انسان ہیں۔ بھوکا پیاسا رہنا آپ کی صحت کے لئے اچھا نہیں ہو گا اس لئے اپنے لئے بھی کچھ بنائیں اور میرے لئے بھی کچھ بنا لائیں تب تک میں پروفیسر صاحب کی لیبارٹری کا ایک چکر لگا لیتا ہوں''...... عمران نے کہا۔

''نہیں بیٹا۔ مجھے بھوک نہیں ہے''...... رحمت بابا نے دکھی انداز میں کہا۔

''دیکھ لیں رحمت بابا۔ آپ پروفیسر صاحب کو اپنا بیٹا کہتے تھے

تو پروفیسر صاحب مجھے اپنا بیٹا مانتے تھے۔ اس لئے مجھے یقین ہے کہ آپ اپنے بیٹے کے بیٹے کی بات رد نہیں کریں گے اور اس کے لئے اور میرے لئے کچھ نہ کچھ ضرور بنائیں گے''...... عمران نے ان کے کاندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے بیٹا۔ میں بناتا ہوں۔ ابھی بنا لاتا ہوں''...... رحمت بابا نے صافے سے اپنے آنسو پونچھتے ہوئے کہا اور وہ مڑ کر کچن کی طرف چلے گئے جبکہ عمران رہائش گاہ کے ایک خفیہ حصے کی طرف بڑھ گیا۔ وہ چونکہ اکثر یہاں آتا رہتا تھا اور پروفیسر کاشف جلیل نے واقعی عمران کو اپنے بیٹے کا درجہ دے رکھا تھا اس لئے انہوں نے عمران کو اپنی لیبارٹری کے تمام خفیہ راستوں کے بارے میں اور ان راستوں کو کھولنے کے بارے میں بتا رکھا تھا۔

لیبارٹری کی طرف بڑھتے ہوئے عمران دل ہی دل میں یہ دعا مانگ رہا تھا کہ ٹائم کلر اس سے پہلے کہیں لیبارٹری میں نہ پہنچ گیا ہو۔ اگر ایسا ہو گیا ہوتا تو پروفیسر صاحب کی نئی ایجاد کا وہاں ہونا ممکن نہیں تھا اور اس ایجاد کے نہ ہونے کی وجہ سے عمران یہ کبھی نہیں جان سکتا تھا کہ پروفیسر صاحب ان دنوں کس قسم کی ایجاد کر رہے تھے۔

لیبارٹری کا ایک خفیہ راستہ کھول کر وہ لیبارٹری میں داخل ہوا تو وہ ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔ لیبارٹری تہس نہس ہو چکی تھی۔ وہاں ہر چیز ٹوٹ پھوٹ کر بکھری ہوئی تھی۔ یوں لگ رہا تھا جیسے

کسی نے لیبارٹری کے تمام حصوں میں لیزر بلاسٹر فائر کئے ہوں جن سے لیبارٹری کا ایک ایک حصہ تباہ ہو گیا ہو۔ باقی کی رہی سہی کسر لیزر بلاسٹر کی ہیٹ نے پوری کر دی تھی جس سے وہاں ٹوٹی اور بکھری ہوئی چیزیں بھی پگھل چکی تھیں۔

لیبارٹری چونکہ انڈر گراؤنڈ تھی اور پروفیسر کاشف جلیل نے چونکہ لیبارٹری ساؤنڈ پروف بنا رکھی تھی اس لئے کسی کو وہاں ہونے والی واردات کا علم نہ ہوا تھا اور لیزر بلاسٹر کی ہیٹ نے پھیل کر وہاں ہر چیز موم کی طرح پگھلا دی تھی اور کسی کو اس کا ابھی علم نہیں ہوا تھا۔

عمران جلی ہوئی لیبارٹری کے ایک ایک حصے کا نہایت باریک بینی سے جائزہ لینے لگا لیکن اسے بھلا وہاں سے کیا مل سکتا تھا۔ لیبارٹری میں بیرونی حصے سے اندر آنے کا ایک اور خفیہ راستہ تھا جو کھلا ہوا تھا اور اس راستے کے کھلے ہونے کا مطلب تھا کہ جو بھی اس لیبارٹری میں آیا تھا وہ لیبارٹری تباہ کر کے وہاں سے نکل کر گیا تھا کیونکہ وہ راستہ صرف اندر سے ہی کھولا جا سکتا تھا اسے باہر سے کھولنے کا کوئی سسٹم موجود نہیں تھا۔ عمران پریشانی کے عالم میں سوچنے لگا کہ یہ راستہ کیسے کھلا رہ سکتا ہے۔ پروفیسر صاحب انتہائی ذمہ دار انسان تھے وہ جب تک لیبارٹری میں کام کرتے تھے لیبارٹری سیف رہتی تھی اور وہ جب لیبارٹری سے باہر جاتے تھے تو لیبارٹری کو مکمل طور پر سیلڈ کر دیتے تھے تا کہ ان کی غیر موجودگی میں کوئی لیبارٹری میں داخل نہ ہو سکے۔ وہ خاص طور پر لیبارٹری

کے تمام داخلی راستوں پر توجہ دیتے تھے اور چونکہ پروفیسر صاحب رہائش گاہ سے ہی لیبارٹری میں آتے جاتے تھے اس لئے انہیں بیرونی راستہ کھولنے کی کبھی ضرورت ہی پیش نہیں آئی تھی۔ یہ راستہ انہوں نے ایمرجنسی تھرو آؤٹ کے لئے بنایا ہوا تھا۔ عمران اس کھلے ہوئے راستے کو دیکھ کر پریشان ہو گیا تھا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ کیا یہ راستہ پروفیسر کاشف جلیل نے کھولا تھا یا پھر انہیں ہلاک کرنے والا لیبارٹری میں آیا تھا اور پھر وہ لیبارٹری کو تباہ کر کے وہاں سے نکل گیا تھا۔ کسی دوسرے کا لیبارٹری میں آنے کا مطلب تھا کہ وہ اس لیبارٹری میں داخل ہونے والے راستوں کا علم رکھتا تھا اور وہ پہلے بھی یہاں آ چکا تھا۔ لیکن کسی دوسرے کا لیبارٹری میں داخل ہونے اور اس خفیہ راستے کو کھول کر لیبارٹری سے نکلنے کی بات عمران کو ہضم نہیں ہو رہی تھی۔ ان تمام راستوں کے بارے میں یا تو پروفیسر کاشف جلیل جانتے تھے یا پھر عمران۔ ان راستوں کے بارے میں پروفیسر کاشف جلیل نے رحمت بابا کو بھی نہیں بتایا تھا اس لئے لیبارٹری کی تباہی اور کھلے ہوئے خفیہ راستے کی وجہ سے عمران کی پیشانی پر لاتعداد شکنیں پھیل گئی تھیں۔ وہ کچھ دیر لیبارٹری کا جائزہ لیتا رہا پھر وہ اس کھلے ہوئے راستے سے باہر آ گیا۔ دوسری طرف چند خالی پلاٹس تھے جہاں بڑی اور گھنی جھاڑیاں اُگی ہوئی تھیں۔ عمران ان جھاڑیوں کی چھان بین کرنے لگا۔ وہاں کسی کے قدموں کے نشان نہیں تھے۔ جو بھی اس راستے سے باہر گیا تھا

وہ واقعی بے حد ہوشیار تھا وہ اپنے پیچھے کوئی نشان چھوڑ کر نہیں گیا تھا۔ عمران جھاڑیوں کا جائزہ لے رہا تھا کہ اچانک اسے ایک جھاڑی کے پاس ایک چمکتی ہوئی چیز دکھائی دی۔ وہ تیزی سے آگے بڑھا اور اس جھاڑی کے پاس آ کر رک گیا اور پھر اس نے جھک کر وہ چمکتی ہوئی چیز اٹھا لی۔ وہ ایک سونے کی انگوٹھی تھی۔ ایسی انگوٹھی جس پر سرخ رنگ کا چھوٹا سا نگینہ جڑا ہوا تھا۔ عمران حیرت سے انگوٹھی دیکھنے لگا۔ عمران نے انگوٹھی غور سے دیکھی تو اسے انگوٹھی کے نچلے حصے میں انگریزی میں آر ڈی اور نمبر سکس لکھا ہوا دکھائی دیا۔

”آر ڈی سکس۔ اس کا کیا مطلب ہو سکتا ہے اور یہ انگوٹھی کس کی ہے۔ اس قدر قیمتی انگوٹھی کوئی یہاں گرا کر کیسے جا سکتا ہے“...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا وہ چند لمحے وہیں کھڑا رہا اور پھر وہ خفیہ راستے سے واپس لیبارٹری میں آ گیا۔ اس نے ایک بار پھر لیبارٹری کی چیکنگ کی لیکن وہاں اس کے مطلب کی کوئی چیز نہیں تھی۔ عمران نے بیرونی طرف کھلنے والا خفیہ راستہ بند کیا اور پھر وہ دوسرے راستے سے ہوتا ہوا اوپر والی رہائش گاہ میں آ گیا۔ اس وقت تک رحمت بابا ناشتہ بنا چکا تھا اور اس نے ناشتہ باہر لان میں ہی رکھا ہوا تھا اور عمران کا انتظار کر رہا تھا۔

”آؤ عمران بیٹا۔ میں نے ناشتہ تیار کر لیا ہے“...... عمران کو واپس آتے دیکھ کر رحمت بابا نے کہا تو عمران سر ہلا کر آگے بڑھا

اور ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔

"آپ بھی بیٹھیں"...... عمران نے کہا تو رحمت بابا اس کے سامنے دوسری کرسی پر بیٹھ گیا۔

"میں تو صرف چائے لوں گا آپ اطمینان سے ناشتہ کریں پھر میں آپ سے چند ضروری باتیں کروں گا"...... عمران نے کہا۔

"ارے۔ لیکن بیٹا۔ تم نے تو کہا تھا کہ تم میرے ساتھ ناشتہ کرو گے"...... رحمت بابا نے کہا۔

"میں نے آپ کا ساتھ دینے کا کہا تھا اور چائے پی کر میں آپ کا ساتھ دوں گا جب تک آپ ناشتہ نہیں کر لیں گے تب تک میں چائے کا کپ ہاتھ سے نہیں چھوڑوں گا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو رحمت بابا دھیرے سے مسکرا دیئے۔ انہوں نے چائے کا کپ عمران کی جانب بڑھا دیا جسے عمران نے اٹھایا اور چائے کے سپ لینے لگا۔ رحمت بابا خاموشی سے ناشتہ کرنے میں مصروف ہو گئے۔ عمران نے نفسیاتی طور پر رحمت بابا کو مجبور کرنے کے لئے کہا تھا کہ وہ اپنے ساتھ ساتھ اس کے لئے بھی کچھ بنا لائیں۔ پروفیسر کاشف جلیل کی ہلاکت کی وجہ سے ان کی حالت بگڑی ہوئی تھی اور بھوکا پیاسا ہونے کی وجہ سے ان کا رنگ بھی زرد ہو رہا تھا اس لئے عمران نے انہیں نفسیاتی طور پر کچھ بنا کر کھانے کے لئے کہا تھا اور وہ اپنے مقصد میں کامیاب رہا تھا۔

"رحمت بابا۔ میں آپ سے چند ضروری باتیں پوچھنا چاہتا

ہوں۔ کیا آپ مجھے جواب دیں گے"...... عمران نے ان کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"ضرور۔ کیوں نہیں"...... رحمت بابا نے جواب دیا وہ اپنا ناشتہ مکمل کر چکے تھے۔

"یہ بتائیں کہ پچھلے دنوں پروفیسر صاحب سے یہاں کون کون ملنے کے لئے آیا تھا"...... عمران نے پوچھا۔

"پچھلے دنوں میں تو کیا پچھلے دو ماہ سے پروفیسر صاحب سے یہاں کوئی ملنے کے لئے نہیں آیا تھا"...... رحمت بابا نے جواب دیا۔

"کیا پروفیسر صاحب بھی کسی سے ملنے کے لئے باہر نہیں گئے تھے"...... عمران نے پوچھا۔

"نہیں۔ ان کا زیادہ وقت لیبارٹری میں ہی گزرتا تھا وہ دو اڑھائی ماہ سے کہیں نہیں جا رہے تھے"...... رحمت بابا نے کہا۔

"پروفیسر صاحب آپ کے بہت کلوز تھے کیا انہوں نے کبھی آپ سے ذکر کیا تھا کہ وہ ان دنوں کس نئی ایجاد پر کام کر رہے تھے"...... عمران نے پوچھا۔

"نہیں۔ میں پڑھا لکھا ضرور ہوں لیکن پروفیسر صاحب نے آج تک مجھے اپنی کسی بھی ایجاد کے بارے میں کچھ نہیں بتایا تھا اور نہ ہی میں نے خود کبھی ان کے کاموں میں کوئی دلچسپی لی تھی"۔ رحمت بابا نے کہا۔

"پروفیسر صاحب کے لئے آپ کھانا اور چائے پانی لیبارٹری میں ہی لے جاتے تھے۔ لیبارٹری میں جانے کے لئے آپ کون سا راستہ استعمال کرتے تھے"...... عمران نے ان کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"وسطی کمرے کے کونے میں ایک چھوٹی لفٹ ہے۔ میں اسی لفٹ سے لیبارٹری میں جاتا تھا اور وہ بھی تب جب پروفیسر صاحب کو کسی چیز کی ضرورت ہوتی تھی۔ چائے پانی اور کھانے کے لئے وہ مجھے انٹرکام پر بتا دیتے تھے اور پھر میں لفٹ میں چلا جاتا تھا جسے پروفیسر صاحب خود ہی کنٹرول کرتے تھے اور میں لیبارٹری میں داخل ہو جاتا تھا"...... رحمت بابا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا آپ کو معلوم ہے کہ لیبارٹری میں جانے کے لئے کتنے راستے ہیں اور کہاں کہاں ہیں"...... عمران نے پوچھا۔

"نہیں۔ لفٹ والے راستے کے سوا میں دوسرے کسی راستے کے بارے میں نہیں جانتا"...... رحمت بابا نے انکار میں سر ہلا کر کہا۔

"لیبارٹری میں آپ نے یہ نہیں دیکھا تھا کہ پروفیسر صاحب کیا کرتے تھے۔ وہ جس ایجاد میں مصروف تھے اس کے لئے وہ کچھ نہ کچھ تو کرتے ہوئے آپ کو نظر آئے ہوں گے"...... عمران نے کہا۔

"نہیں عمران بیٹا۔ میں جس لفٹ سے نیچے جاتا تھا وہ لیبارٹری کے ایک چھوٹے سے کمرے میں کھلتی تھی جہاں پروفیسر صاحب کچھ

دیر کے لئے ریسٹ کرتے تھے۔ کھانا وغیرہ بھی وہ اسی روم میں کھاتے تھے۔ میں ان کے مین لیبارٹری میں کبھی نہیں گیا تھا اس لئے میں یہ نہیں جانتا کہ وہ کیا کر رہے تھے اور کون سی ایجاد میں مصروف تھے"...... رحمت بابا نے جواب دیتے ہوئے کہا تو عمران ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔

"آخری مرتبہ آپ کب لیبارٹری میں گئے تھے"...... عمران نے پوچھا۔

"کل دوپہر کے وقت میں کھانا دینے کے لئے وہاں گیا تھا اور چونکہ سنڈے کے روز پروفیسر صاحب پانچ بجے تک اپنا کام ختم کر لیتے ہیں اس لئے شام کی چائے انہوں نے میرے ساتھ لان میں ہی پی تھی"...... رحمت بابا نے کہا۔

"ٹائم کلر کا خط ملنے سے پہلے پروفیسر صاحب کسی بات سے پریشان تھے"...... عمران نے پوچھا۔

"وہ جب بھی کسی سائنسی کام میں مصروف ہوتے سنجیدہ ہی رہتے تھے اور ان کی سنجیدگی سے ہی لگتا تھا جیسے وہ پریشان ہوں اب وہ کس بات سے پریشان رہتے تھے۔ میں اس کے بارے میں کوئی اندازہ نہیں لگا سکتا تھا"...... رحمت بابا نے کہا۔

"کوئی ایسی خاص بات جو ان دنوں آپ نے رہائش گاہ میں نوٹ کی ہو"...... عمران نے ان کی جانب اسی طرح تیز نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں"...... رحمت بابا نے پوچھا۔

"میرا مطلب ہے کیا آپ کو ایسا تو محسوس نہیں ہوا تھا جیسے رہائش گاہ میں آپ اور پروفیسر صاحب کے ساتھ ساتھ کوئی تیسرا بھی موجود رہا ہو"...... عمران نے کہا۔

"اوہ۔ نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ میں برسوں سے اس رہائش گاہ میں رہ رہا ہوں۔ اس رہائش گاہ کے کسی حصے میں ایک بلی بھی کودتی ہے تو مجھے اس کا بھی پتہ لگ جاتا ہے۔ اگر یہاں کوئی تیسرا شخص آیا ہوتا تو مجھے اس کا احساس ضرور ہو گیا ہوتا"۔ رحمت بابا نے کہا۔

"تب پھر ٹائم کلر کی آمد کا آپ کو پتہ کیوں نہیں چلا۔ وہ یہاں آیا بھی اور اس نے پروفیسر صاحب کے ہارڈ روم میں بم بھی لگا دیا تھا اور پھر وہ یہاں سے نکل بھی گیا تھا"...... عمران نے ان کی جانب چبھتی ہوئی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"اس بات پر میں بھی حیران ہوں۔ خاص طور پر مجھے ہارڈ روم کے بارے میں سوچ کر حیرانی ہوتی ہے۔ ہارڈ روم میں پروفیسر صاحب کے سوا کوئی نہیں جا سکتا تھا۔ میں برسوں سے یہاں ہوں لیکن میں نے بھی کبھی ہارڈ روم میں جھانک کر نہیں دیکھا کہ وہاں کیا ہے۔ پھر نجانے ٹائم کلر وہاں کیسے پہنچ گیا تھا"...... رحمت بابا نے کہا۔

"اگر آپ کبھی ہارڈ روم میں نہیں گئے تو اس کمرے کی صفائی

ستھرائی کون کرتا تھا"...... عمران نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"اس کے لئے پروفیسر صاحب نے ایک مشینی روبوٹ بنا رکھا ہے جو ان کے ہارڈ روم کی مکمل صفائی کرتا تھا"...... رحمت بابا نے جواب دیا۔

"اوہ۔ اب وہ روبوٹ کہاں ہے"...... عمران نے چونک کر کہا۔

"وہ بھی پروفیسر صاحب کے کمرے میں ہونے کی وجہ سے بم سے تباہ ہو گیا ہے"...... رحمت بابا نے کہا۔

"کیا آپ نے وہ روبوٹ دیکھا ہے اور کیا وہ پروفیسر صاحب کے کمرے کی صفائی کر کے باہر بھی آتا تھا"...... عمران نے پوچھا۔

"ہاں۔ میرے ساتھ ساتھ روبوٹ پوری رہائش گاہ کی صفائی کرتا تھا اور سارا کام کرنے کے بعد واپس ہارڈ روم میں چلا جاتا تھا"...... رحمت بابا نے جواب دیا اور عمران ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔

"کیا یہ ممکن ہے کہ روبوٹ صفائی ستھرائی کے لئے ہارڈ روم سے باہر آیا ہو اور کسی نے اس روبوٹ میں بم لگا دیا ہو اور روبوٹ جب واپس کمرے میں گیا ہو تو اس میں لگا ہوا بم ریموٹ کنٹرول سے ٹھیک وقت پر بلاسٹ کر دیا گیا ہو"...... عمران نے پوچھا۔

"اوہ ہاں۔ بالکل ایسا ممکن ہے۔ کیونکہ روبوٹ گرد اور کچرا اٹھا کر باہر لے جاتا تھا اور اسے کچرے دان میں پھینک کر واپس آتا تھا ہو سکتا ہے باہر کسی نے اس روبوٹ کو دیکھ لیا ہو اور بم اس کے

ساتھ لگا دیا ہو"...... رحمت بابا نے چونکتے ہوئے کہا۔

"اس ڈیتھ کوڈ کے بارے میں آپ کیا کہیں گے کیا پروفیسر صاحب نے ٹائم کلر سے اس کوڈ کے بارے میں پوچھا تھا"۔ عمران نے کہا۔

"ہاں پوچھا تھا لیکن ٹائم کلر نے کوئی جواب نہیں دیا تھا"۔ رحمت بابا نے جواب دیا۔ عمران چند لمحے سوچتا رہا پھر اس نے جیب سے وہ رنگ نکالی جو اسے باہر جھاڑیوں سے ملی تھی۔

"کیا اس رنگ کو آپ پہچان سکتے ہیں"...... عمران نے کہا تو رحمت بابا غور سے رنگ دیکھنے لگے۔ انہوں نے عمران سے رنگ لی اور اسے الٹ پلٹ کر دیکھنے لگے۔

"نہیں۔ یہ رنگ میں نے پہلے کبھی نہیں دیکھی"...... رحمت بابا نے رنگ عمران کو واپس کرتے ہوئے کہا۔

"مطلب یہ کہ یہ رنگ پروفیسر صاحب کی نہیں ہے"...... عمران نے کہا۔

"نہیں۔ پروفیسر صاحب گولڈ پسند نہیں کرتے تھے وہ رنگ ضرور پہنتے تھے لیکن وہ چاندی کی ہوتی تھی"...... رحمت بابا نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا کر رنگ دوبارہ جیب میں ڈال لی۔ اس نے رحمت بابا سے مزید سوالات پوچھے جن کے جواب رحمت بابا نے نہایت اطمینان اور تسلی بخش طور پر دیئے تھے۔ ان سے سب کچھ پوچھنے کے بعد عمران پروفیسر کاشف جلیل کے اس ہارڈ روم

میں گیا جہاں پروفیسر صاحب کو بم سے ہلاک کیا گیا تھا۔

کمرہ مکمل طور پر تباہ ہو چکا تھا وہاں بھی آگ نے تقریباً ہر چیز جلا کر راکھ بنا دی تھی۔ دوسری چیزوں کے ساتھ وہاں ایک روبوٹ کے ٹکڑے بھی بکھرے ہوئے تھے۔ جس طرح سے روبوٹ کے ٹکڑے بکھرے ہوئے تھے انہیں دیکھ کر واقعی ایسا لگ رہا تھا جیسے روبوٹ ہی اس کمرے میں دھماکے سے پھٹ گیا ہو اور اس کے پھٹنے سے ہی پروفیسر کاشف جلیل کی ہلاکت ہوئی ہو۔

کوٹھی اور لیبارٹری کی چیکنگ کے دوران عمران کو گولڈن رنگ کے سوا کچھ نہیں ملا تھا۔ ٹائم کلر نے واقعی اپنا کام انتہائی ذہانت اور اس خوبی سے کیا تھا کہ وہ اپنے پیچھے ایک معمولی سا بھی کلیو چھوڑ کر نہیں گیا تھا۔ عمران الجھا ہوا ذہن لے کر وہاں سے نکل آیا۔ وہ اپنی سپورٹس کار میں واپس دانش منزل کی طرف جا رہا تھا۔ اس کے دماغ میں ہلچل سی مچی ہوئی تھی۔ لیبارٹری کو جس انداز میں تباہ کیا گیا تھا اس کا مطلب صاف تھا کہ ٹائم کلر نے پروفیسر کاشف جلیل کو ہی ہلاک نہیں کیا تھا بلکہ ان کی لیبارٹری میں داخل ہو کر وہاں سے ان کی ایجاد بھی حاصل کر لی تھی اور اس ایجاد کا فارمولا بھی۔ فارمولا اور ایجاد حاصل کرنے کے بعد اس نے لیبارٹری مکمل طور پر تباہ کر دی تھی تاکہ کسی کو یہ علم نہ ہو سکے کہ اس لیبارٹری میں پچھلے چند ماہ کے دوران پروفیسر کاشف جلیل کس چیز کی ایجاد میں مصروف تھے۔

پروفیسر کاشف جلیل کی رہائش گاہ اور لیبارٹری میں عمران کو ٹائم کلر کے خلاف کوئی ثبوت نہیں ملا تھا۔ صرف ایک رنگ ہی تھا جو اسے باہر جھاڑیوں سے ملا تھا لیکن اس رنگ سے وہ بھلا کیا فائدہ اٹھا سکتا تھا۔ عمران ان تمام محرکات کا مختلف پہلوؤں سے جائزہ لے رہا تھا لیکن معاملہ سلجھنے کی بجائے الجھتا ہی چلا جا رہا تھا۔ اسے سب سے زیادہ اس بات کی حیرانی تھی کہ ٹائم کلر، پروفیسر کاشف جلیل کی لیبارٹری میں کیسے داخل ہوا تھا اور وہ دوسرا خفیہ راستہ کھول کر کیسے نکل گیا تھا۔ ان باتوں پر غور کرتے ہوئے عمران کو ایسا لگ رہا تھا جیسے ٹائم کلر اس لیبارٹری کے بارے میں پہلے سے ہی سب کچھ جانتا ہو یا پروفیسر کاشف جلیل نے کسی کو لیبارٹری اور خفیہ راستوں کے بارے میں پہلے سے ہی بتا رکھا ہو۔ لیکن وہ کون ہو سکتا تھا۔ عمران جہاں تک پروفیسر کاشف جلیل کو جانتا تھا وہ بے حد شکی مزاج آدمی تھے یہ عمران ہی تھا جس پر وہ حد سے زیادہ اعتماد کرتے تھے اور انہوں نے عمران کو اپنی لیبارٹری کے بارے میں مکمل تفصیلات بتا رکھی تھیں ورنہ وہ اپنے سائے سے بھی بدکنے والے انسان تھے اور انہوں نے لیبارٹری میں اپنا ایک بھی اسسٹنٹ نہیں رکھا ہوا تھا پھر کسی انجان آدمی کا لیبارٹری میں داخل ہونا وہاں تباہی پھیلانا اور پھر خاموشی سے وہاں سے نکل جانا واقعی انتہائی حیران کن بات تھی۔ عمران جوں جوں یہ سب سوچتا جا رہا تھا الجھتا جا رہا تھا۔ اس کے پاس ٹائم کلر کے حوالے سے ایک ہی کلیو موجود

تھا جو آج کے اخبارات میں ایک کوڈ کی شکل میں شائع ہوا تھا لیکن عمران بھی اس کوڈ کو حل کرنے میں ناکام ہو گیا تھا۔ دوسرا عمران کو لیبارٹری کے باہر وہ گولڈن رنگ ملی تھی جس میں سرخ نگینہ جڑا ہوا تھا اور اس رنگ پر آر ڈی سکس لکھا ہوا تھا۔ لیکن یہ ضروری تو نہیں تھا کہ وہ رنگ اسی مجرم کا تھا جس نے پروفیسر کاشف جلیل کو ہلاک کیا ہو اور ان کی لیبارٹری میں جا کر وہاں تباہی پھیلائی ہو۔

عمران انہی خیالوں میں گم دانش منزل کی طرف بڑھا جا رہا تھا کہ اچانک اس کی نظر ایک کمرشل پلازہ پر پڑی۔ کمرشل پلازہ دیکھ کر عمران چونک پڑا۔ اسے خیال آیا کہ ٹائیگر اسی کمرشل پلازہ کے فلیٹوں میں رہتا ہے۔ اس نے سوچا کہ اسے ٹائیگر سے مل کر اسے گولڈن رنگ دکھانی چاہئے۔ ہو سکتا ہے کہ وہ اس رنگ کو پہچانتا ہو اور اس رنگ کے ذریعے اسے کوئی ایسا راستہ مل جائے جس پر چل کر وہ پروفیسر کاشف جلیل کے قاتل تک پہنچ سکے یہ سوچ کر اس نے کار پلازہ کے سامنے سڑک کے کنارے پر روک دی اور پھر اس نے جیب سے سیل فون نکالا اور ٹائیگر کو کال کرنے لگا۔

”یس باس۔ ٹائیگر بول رہا ہوں“...... رابطہ ملتے ہی دوسری طرف سے ٹائیگر کی مؤدبانہ آواز سنائی دی اس نے چونکہ عمران کا نمبر اپنے سیل فون میں فیڈ کر رکھا تھا اس لئے اس نے کال رسیو کرتے ہی عمران کو باس کہا تھا۔

”کہاں ہو“...... عمران نے پوچھا۔

''فلیٹ میں ہوں باس۔ خیریت''...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

''میں باہر سڑک پر تمہارا انتظار کر رہا ہوں۔ جلدی آؤ''۔ عمران نے کہا۔

''یس باس۔ میں آ رہا ہوں''...... دوسری طرف سے ٹائیگر کی آواز سنائی دی اور عمران نے اوکے کہہ کر فون بند کر دیا۔ تقریباً دس منٹ بعد ٹائیگر عمارت سے نکل کر باہر آتا دکھائی دیا۔ اس نے دور سے ہی عمران کی کار دیکھ لی تھی وہ تیز تیز چلتا ہوا سڑک کراس کر کے عمران کی کار کی طرف آ گیا۔

''آپ یہاں۔ مجھے فون کر دیتے میں آپ کے پاس آ جاتا''...... سلام و دعا کے بعد ٹائیگر نے کہا۔ عمران کے اشارہ پر وہ اس کی کار میں ساتھ والی سیٹ پر بیٹھ گیا تھا۔

''فون کر کے ہی تو بلایا ہے تمہیں''...... عمران نے کہا تو ٹائیگر بے اختیار مسکرا دیا۔

''یس باس یہ تو ہے''...... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''کہیں جانے کی تیاری کر رہے تھے کیا''...... عمران نے اس کے لباس کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔ ٹائیگر جس قدر جلد نیچے آ گیا تھا اس سے عمران نے اندازہ لگا لیا تھا کہ وہ کہیں جانے کے لئے پہلے سے ہی تیار تھا۔

''یس باس۔ میں ان دنوں فارغ ہوں اس لئے انڈر گراؤنڈ فیلڈ پر توجہ دے رہا ہوں''...... ٹائیگر نے کہا۔

''تمہیں معلوم ہے پروفیسر کاشف جلیل کو ہلاک کر دیا گیا ہے''...... عمران نے کہا اور ٹائیگر بے اختیار چونک پڑا۔

''اوہ۔ کب ہوا یہ سب اور کس نے ہلاک کیا ہے انہیں''۔ ٹائیگر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ وہ پروفیسر کاشف جلیل کو عمران کے استاد کی حیثیت سے جانتا تھا۔ اس نے آج کا اخبار نہیں دیکھا تھا اس لئے اسے پروفیسر کاشف جلیل کی ہلاکت کا علم نہیں ہوا تھا۔

''انہیں ایک سیریل کلر نے ہلاک کیا ہے''...... عمران نے کہا۔

''سیریل کلر نے۔ کیا مطلب''...... ٹائیگر نے چونک کر کہا تو عمران نے اسے ساری تفصیل بتا دی۔

''اوہ تو اب ٹائم کلر سیکرٹری سائنس سرفراز شیرازی کو ہلاک کرنا چاہتا ہے''...... ٹائیگر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''ہاں''...... عمران نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

''لیکن یہ ٹائم کلر ہے کون اور اس نے سات افراد کو ہلاک کرنے کا کیوں کہا ہے''...... ٹائیگر نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

''وہ کوئی سنکی کلر معلوم ہوتا ہے۔ وہ پاکیشیا کے ان زہریلے ناگوں کو ہلاک کرنا چاہتا ہے جو پاکیشیا کو اندر ہی اندر ڈس رہے ہیں اور جو اس کے خیال کے مطابق پاکیشیا کے چھپے ہوئے دشمن ہیں''...... عمران نے کہا۔

''لیکن وہ ایسا کیوں کر رہا ہے۔ مجرم طبقے سے نپٹنے کے لئے

ہمارے ملک میں قانون ہے اسے تو چاہئے تھا کہ وہ ان افراد کی نشاندہی کرتا اور ان کے خلاف ثبوت مہیا کرتا تاکہ ان کے خلاف کارروائی کی جا سکے وہ خود کیوں انہیں ہلاک کر رہا ہے“...... ٹائیگر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”قانون ہاتھ میں لینا شاید اس کا شوق ہے اسی لئے وہ اپنے طور پر گناہ گار افراد کو ہلاک کرنے کے درپے ہو رہا ہے۔ اس نے پروفیسر کاشف جلیل پر بھی غداری کا الزام لگایا ہے اور اس کا کہنا ہے کہ پروفیسر کاشف جلیل اپنی نئی ایجاد دولت کے لئے کافرستان کے لئے بنا رہے تھے“...... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

”اوہ۔ ایسا کیسے ہوسکتا ہے۔ پروفیسر صاحب تو ملک کے انتہائی وفادار اور عظیم انسان تھے وہ بھلا ملک سے غداری کیسے کر سکتے تھے“...... ٹائیگر نے کہا۔

”اس کا جواب تو پروفیسر صاحب جانتے تھے یا پھر ٹائم کلر جانتا ہوگا“...... عمران نے ایک طویل سانس لے کر کہا۔

”تو اب آپ کا کیا پروگرام ہے۔ ٹائم کلر تک پہنچنے کے لئے کوئی راستہ ملا ہے آپ کو“...... ٹائیگر نے پوچھا۔

”راستہ تو نہیں ملا ہاں ایک رنگ ملا ہے۔ اسے ایک نظر دیکھ لو ہوسکتا ہے کہ یہ رنگ ہمیں ٹائم کلر تک یا کسی ایسے شخص تک پہنچا دے جو ٹائم کلر کو جانتا ہو“...... عمران نے کہا اور اس نے جیب سے سرخ نگینے والی انگوٹھی نکال کر ٹائیگر کے سامنے کر دی۔ انگوٹھی پر نظر

پڑتے ہی ٹائیگر بے اختیار چونک پڑا۔

”ریڈ ڈائمنڈ۔ اوہ۔ یہ تو ریڈ ڈائمنڈ ہے۔ یہ رنگ کہاں سے ملی ہے آپ کو“...... ٹائیگر نے حیران ہوتے ہوئے کہا اور عمران سے انگوٹھی لے کر اسے غور سے دیکھنے لگا۔

”لگتا ہے تم اس انگوٹھی کے بارے میں جانتے ہو“...... ٹائیگر کو چونکتے اور حیران ہوتے دیکھ کر عمران نے کہا۔

”یس باس۔ یہ رنگ آر ڈی گروپ کی ہے“...... ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا کر کہا اور عمران بے اختیار چونک پڑا۔

”آر ڈی گروپ۔ اوہ رنگ پر بھی آر ڈی لکھا ہوا ہے اور ایک نمبر سکس بھی“...... عمران نے کہا۔

”یس باس۔ یہ انگوٹھی آر ڈی، میرا مطلب ہے کہ ریڈ ڈائمنڈ گروپ کی مخصوص نشانی ہے۔ اس گروپ کے تمام افراد ایسی ہی رنگز پہنتے ہیں اور گروپ کے افراد کو ان کے نمبروں سے جانا اور پہچانا جاتا ہے۔ شاید یہ انگوٹھی ریڈ ڈائمنڈ گروپ کے کسی سکس نمبر شخص کی ہے“...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

”کہاں ہے یہ گروپ اور اس کا سربراہ کون ہے“...... عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے پوچھا۔

”اس گروپ کا سربراہ میکارلو ہے۔ پرنس میکارلو“...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

”کہاں ملے گا یہ پرنس میکارلو“...... عمران نے پوچھا۔

"پرنس کلب میں۔ وہ پرنس کلب کا مالک بھی ہے اور منیجر بھی"...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

"کیا تم نے اسے دیکھا ہوا ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"یس باس۔ میں اس کے ساتھ کئی مرتبہ کام کر چکا ہوں۔ وہ مجھے اور میں اسے بخوبی جانتا ہوں۔ پرنس میکارلو مجھے بلیک ماسک کے طور پر جانتا ہے اور بلیک ماسک جب بھی اس کے سامنے جاتا ہے وہ خوف سے کانپنا شروع ہو جاتا ہے یہی حال اس کے ساتھیوں کا بھی ہے۔ آر ڈی گروپ کے افراد بھی مجھے دیکھ کر بدک جاتے ہیں"...... ٹائیگر نے کہا۔

"کیوں ایسا کیا کر دیا ہے تم نے کہ پرنس میکارلو اور اس کے ساتھی تم سے اس قدر ڈرتے ہیں"...... عمران نے حیران ہو کر کہا۔

"میں ایک مرتبہ پرنس میکارلو سے ملنے گیا تھا تو مجھے اس تک جانے سے روکنے کی کوشش کی گئی تھی تب میں نے وہاں اچھا خاصا ہنگامہ کھڑا کر دیا تھا اور میرے سامنے جو بھی آیا تھا میں نے اسے اڑا دیا تھا اور پھر میں اس کمرے تک پہنچ گیا تھا جہاں پرنس میکارلو موجود ہوتا ہے۔ اس نے اندر سے دروازہ بند کر رکھا تھا لیکن میں اس کا دروازہ بم سے اڑا کر اس تک پہنچ گیا تھا اور پھر میں نے پرنس میکارلو سے زبردست فائٹ کی تھی۔ وہ خود کو بہت بڑا فائٹر سمجھتا تھا لیکن میرے سامنے اس کی ایک نہیں چلی تھی۔ بلیک ماسک کا غضب اور طاقت دیکھ کر پرنس میکارلو اور اس کے ساتھی بری

طرح سے ڈر گئے تھے اور یہ ڈر اب بھی ان کے دلوں میں باقی ہے اس لئے میں جیسے ہی وہاں جاتا ہوں ان کی گھگھی بندھ جاتی ہے"...... ٹائیگر نے مسکرا کر تفصیل بتاتے ہوئے کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

"پھر تو تم اس کے بارے میں بہت کچھ جانتے ہو گے۔ یہ بتاؤ پروفیسر کاشف جلیل کی ہلاکت میں کیا پرنس میکارلو یا اس کے آر ڈی گروپ کا ہاتھ ہو سکتا ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"اوہ۔ نو باس۔ پرنس میکارلو غیر قانونی دھندے ضرور کرتا ہے، قتل و غارت، غنڈہ گردی، جوا، شراب کے ساتھ ساتھ وہ غیر قانونی اسلحہ کی سمگلنگ بھی کرتا ہے لیکن وہ اس قدر ذہین نہیں ہے کہ کسی کو پری پلاننگ طریقے سے ہلاک کرے۔ وہ اور اس کے ساتھی ڈائریکٹ ایکشن کرنے کے قائل ہیں"...... ٹائیگر نے کہا۔

"تو پھر اس کا رنگ پروفیسر کاشف جلیل کی رہائش گاہ کے باہر کیسے آ گیا"...... عمران نے کہا۔

"اس کا جواب تو پرنس میکارلو سے ہی لینا پڑے گا"...... ٹائیگر نے کہا۔

"کیا اس گروپ کے تمام افراد اسی طرح کے ایک جیسے ہی رنگ پہنتے ہیں"...... عمران نے پوچھا۔

"یس باس"...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

"تب کیسے پتہ چلے گا کہ یہ رنگ پرنس میکارلو کا ہے یا اس کے

کسی ساتھی کا“...... عمران نے کہا۔

”اس کا جواب تو پرنس میکارلو ہی دے سکتا ہے۔ ویسے رنگ پر چھ نمبر لکھا ہے ہوسکتا ہے کہ یہ گروپ کے کسی چھٹے نمبر کے آدمی کی انگوٹھی ہو“...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

”اوہ ہاں۔ یہ ممکن ہے۔ کیا پرنس میکارلو اس وقت کلب میں ملے گا“...... عمران نے پوچھا۔

”یس باس۔ پرنس میکارلو اپنا زیادہ وقت کلب میں ہی گزارتا ہے۔ آپ فکر نہ کریں میں بلیک ماسک بن کر آپ کے ساتھ چلتا ہوں اگر اس معاملے میں اس کا ہاتھ ہوا تو وہ سب کچھ اگل دے گا“...... ٹائیگر نے کہا۔

”تو چلو وہاں چلتے ہیں اور اس سے دو دو ہاتھ کرتے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ پرنس میکارلو کسی طرح ہمیں ٹائم کلر تک پہنچنے کا کوئی راستہ بتا دے“...... عمران نے کہا۔

”یس باس“...... ٹائیگر نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلایا اور کار کا انجن اسٹارٹ کر کے کار آگے بڑھا دی۔

سرفراز شیرازی کے فیملی ممبروں میں اس کے دو بیٹے اور دو بیٹیاں تھیں۔ ان میں سے کسی کی شادی نہیں ہوئی تھی اس لئے وہ ایک ساتھ ہی رہتے تھے۔ اس کی بیوی ایک خانہ دار خاتون تھی جو بے حد سلجھی ہوئی اور نہایت سیدھی سادی تھی۔

سرفراز شیرازی، سر عبدالرحمٰن کے کہنے پر اپنے فیملی ممبران کے ساتھ ایک الگ کمرے میں آگئے تھے اور وہ سب وہیں موجود تھے۔ جبکہ ان کے تمام ملازمین کو ان سے الگ کر دیا گیا تھا۔ جن میں تین ڈرائیور، دو مالی، دو خانساماں اور دو گھریلو عام ملازم شامل تھے۔ ان کے علاوہ چھ سرکاری گارڈز بھی تھے جن میں سے دو گھر کے باہر اور چار گھر کے اندر پہرہ دیتے تھے۔ سر عبدالرحمٰن کے کہنے پر ان گارڈز کو بھی وہاں سے ہٹا دیا گیا تھا اور ان گارڈز کی جگہ انہوں نے اپنے آدمی تعینات کر دیئے تھے۔ اب سرفراز شیرازی کی

کوٹھی کے اندر اور باہر ہر طرف مسلح افراد دکھائی دے رہے تھے۔ ایکسٹو کے حکم پر صدیقی اپنے ساتھیوں کے ساتھ وہاں پہنچ گیا تھا۔ سر عبدالرحمٰن کے ہوتے ہوئے وہاں ایکسٹو نے اپنے آدمیوں کو بھیج دیا تھا اس پر سر عبدالرحمٰن کو غصہ تو بہت آیا تھا لیکن وہ خاموش رہے تھے انہوں نے سوپر فیاض اور اپنے ساتھیوں سے کہہ دیا تھا کہ ایکسٹو کے نمائندے وہاں جو کرنا چاہیں انہیں کرنے دیا جائے ان کے کسی کام میں مداخلت نہ کی جائے اور اگر انہیں کسی بھی قسم کی مدد کی ضرورت ہو تو انہیں فراہم کی جائے۔ ایسا سب کرنے کے لئے انہیں چونکہ سر سلطان نے ہدایات دی تھیں اس لئے سر عبدالرحمٰن اور بھلا کیا کر سکتے تھے۔

صدیقی نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ پوری عمارت کا نہایت باریک بینی سے جائزہ لیا تھا اور رہائش گاہ کے ارد گرد کی بھی چیکنگ کی تھی لیکن انہیں وہاں سے کوئی ایسی چیز نہیں ملی تھی جس سے عمارت کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہوسکتا ہو اور رہائش گاہ کے ارد گرد ایسا کوئی خفیہ راستہ بھی نہیں تھا جہاں سے کوئی غیر متعلق شخص مسلح افراد کی نظروں سے بچ کر اندر آ سکتا ہو۔

''سر عبدالرحمٰن نے یہاں کافی اچھا حفاظت کا بندوبست کیا ہے۔ مجھے نہیں لگتا کہ ٹائم کلر کسی بھی طرح سے یہاں تک پہنچ سکے گا اور اپنے مقصد میں کامیاب ہو سکے گا''...... خاور نے کہا۔ وہ چاروں اس وقت لان میں موجود تھے۔ لان میں باؤنڈری وال کے

گرد چند مسلح افراد کھڑے تھے اور چھت پر بھی چند افراد موجود تھے جو ارد گرد پر نظر رکھے ہوئے تھے۔

''بظاہر تو ایسا ہی لگ رہا ہے''...... چوہان نے کہا اور وہ سب چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگے۔

''کیا مطلب۔ تم نے ایسا کیوں کہا ہے۔ کیا تمہیں ایسا لگ رہا ہے کہ اس قدر حفاظت کے باوجود قاتل یہاں تک پہنچنے میں کامیاب ہو جائے گا''...... صدیقی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''تم شاید بھول رہے ہو۔ ٹائم کلر نے واضح طور پر اعلان کیا ہے کہ اس کا شکار چاہے کسی بھی خفیہ جگہ پر جا کر چھپ جائے یا پھر اپنی حفاظت کا فول پروف بندوبست بھی کر لے تب بھی وہ اس تک ضرور پہنچ جائے گا اور وہ اپنے شکار کو ٹھیک وقت پر ہلاک کر دے گا''...... چوہان نے کہا۔

''لیکن کیسے۔ کیا ٹائم کلر کے پاس عمرو عیار کی سلیمانی ٹوپی ہے کہ وہ ہم سب کی نظروں سے چھپ کر یہاں آئے گا اور سرفراز شیرازی کو ہلاک کر کے یہاں سے نکل جائے گا''...... خاور نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''ہوسکتا ہے ایسا ہی ہو''...... چوہان نے کہا۔

''مطلب یہ کہ وہ یہاں غائب ہو کر آئے گا''...... خاور نے حیران ہو کر کہا۔

''ہونہہ۔ میں ان دقیانوسی باتوں پر یقین نہیں کرتا۔ کوئی انسان

غائب ہو کر بھلا یہاں کیسے آ سکتا ہے“...... نعمانی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”یہ جدید سائنسی دور ہے پیارے۔ یہاں سب کچھ ممکن ہے۔ ٹائم کلر جو کچھ کہہ رہا ہے اور کر رہا ہے وہ سوچ سمجھ کر اور باقاعدہ پلاننگ کے تحت کر رہا ہے۔ پروفیسر کاشف جلیل کو بھی اسی نے ہلاک کیا ہے وہاں بھی سر عبدالرحمٰن اپنی فورس کے ساتھ موجود تھے اور میرے علم میں تو آیا ہے کہ وہاں چیف بھی موجود تھے اور سر سلطان بھی۔ ان سب نے پروفیسر صاحب کی حفاظت کا انتظام کیا تھا لیکن اس کے باوجود ٹائم کلر نے پروفیسر صاحب کو مقررہ وقت پر ہلاک کر دیا تھا۔ تمہارا کیا خیال ہے چیف نے وہاں جا کر پروفیسر صاحب کی رہائش گاہ کی چیکنگ نہیں کی ہو گی“...... چوہان نے کہا۔

”ضرور کی ہو گی۔ چیف چیکنگ نہ کریں یہ بھلا کیسے ممکن ہو سکتا ہے“...... خاور نے کہا۔

”یہاں بھی عمارت مسلح فورس کے گھیرے میں ہے اور ہم بھی پوری عمارت کا سائنسی آلات سے جائزہ لے چکے ہیں لیکن ہمیں یہاں بظاہر کوئی خطرہ نظر نہیں آ رہا ہے۔ لیکن اس کے باوجود میرا دل مطمئن نہیں ہے“...... چوہان نے کہا۔

”کیوں مطمئن نہیں ہے۔ اس کی کوئی وجہ تو ہو گی“...... نعمانی نے کہا۔

”قاتل ہم میں بھی تو موجود ہو سکتا ہے“...... چوہان نے کہا اور وہ تینوں چونک کر حیرت سے اس کی شکل دیکھنے لگے۔

”ہم میں سے۔ کیا مطلب۔ ہم میں کوئی قاتل کیسے ہو سکتا ہے“...... صدیقی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”میں اپنی بات نہیں کر رہا۔ یہاں سر عبدالرحمٰن نے جو فورس تعینات کی ہے کیا قاتل ان میں کسی ایک کا بھیس بدل کر یہاں نہیں آ سکتا“...... چوہان نے اپنی بات پر زور دیتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ تمہارا مطلب ہے کہ ٹائم کلر ان میں سے کسی کا میک اپ کر کے یہاں ہو سکتا ہے“...... صدیقی نے کہا۔

”ہاں۔ اسی لئے تو میں کہہ رہا ہوں کہ یہ جدید اور ایڈوانس سائنسی دور ہے۔ یہاں کچھ بھی ہو سکتا ہے“...... چوہان نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”سر عبدالرحمٰن کے ساتھ کم و بیش تیس افراد موجود ہیں جن میں سے بیس رہائش گاہ کے باہر پہرہ دے رہے ہیں۔ پانچ چھت پر ہیں اور باقی پانچ رہائش گاہ کے مختلف حصوں میں موجود ہیں۔ اگر قاتل ان میں کہیں موجود ہے تو وہ باہر رہنے کی بجائے گھر کے اندر رہنے کو زیادہ ترجیح دے گا تاکہ وہ موقع کا فائدہ اٹھا سکے اور ان میں زیادہ فائدہ ان افراد کو مل سکتا ہے جو ان کمروں کی حفاظت پر مامور ہیں جہاں سرفراز شیرازی اور ان کے اہل خانہ موجود ہیں“...... صدیقی نے کہا۔

"ان میں سے کوئی بھی اس طرف جا سکتا ہے اس لئے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ جو کمروں کی حفاظت کر رہے ہیں ان میں ہی قاتل موجود ہو"...... نعمانی نے کہا۔

"ہمیں یہ بات سر عبدالرحمٰن یا پھر سوپر فیاض کو بتا دینی چاہئے وہ یہاں جنہیں لائے ہیں ان کا بائیو ڈیٹا ان کے پاس ہوگا وہ ایک ایک آدمی کا جائزہ لیں گے تو ہو سکتا ہے کہ ان میں موجود غلط آدمی کا پتہ چل جائے"...... خاور نے کہا۔

"نہیں۔ قتل کرنے کے لئے اگر ٹائم کلر خود یہاں آیا ہے تو وہ پوری تیاری سے آیا ہوگا اس نے ایسا میک اپ کر رکھا ہوگا کہ وہ آسانی سے کسی کی پکڑ میں نہ آ سکے اور اس نے جس کسی کا بھی میک اپ کیا ہوگا اس کی تمام معلومات اس نے پہلے سے حاصل کر لی ہوں گی"...... صدیقی نے کہا۔

"تو پھر کیسے پتہ چلے گا کہ ان میں کوئی غلط آدمی۔ میرا مطلب ہے کہ قاتل موجود ہے"...... نعمانی نے کہا۔

"اس کے لئے ہمیں خود ہی کام کرنا پڑے گا"...... صدیقی نے کہا۔

"تو کیا ہم ان سب کی چیکنگ کریں گے"...... خاور نے کہا۔

"ہاں"...... صدیقی نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

"لیکن ہم سر عبدالرحمٰن کے ساتھیوں کے بارے میں کچھ بھی نہیں جانتے پھر ہمیں کیسے پتہ چلے گا کہ ان میں سے کون سا آدمی

صحیح ہے اور کون سا غلط"...... چوہان نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"خود ہی کہہ رہے ہو کہ جدید اور انتہائی ایڈوانس سائنسی دور ہے اور اب خود ہی اس کی تردید کر رہے ہو"...... صدیقی نے مسکرا کر کہا۔

"کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں"...... چوہان نے حیرت سے کہا۔

"بھلے آدمی سنٹرل انٹیلی جنس سروس کے افراد میک اپ سے نا آشنا ہوتے ہیں۔ انہیں میک اپ کرنے اور میک اپ میں موجود افراد کو پہچاننے کی کوئی تربیت نہیں دی جاتی۔ اگر ان میں سے کوئی میک اپ میں ہوا تو وہ فوراً ہماری نظر میں آ جائے گا اور ہمیں پتہ چل جائے گا کہ وہ انٹیلی جنس سے مطلق نہیں ہے"...... صدیقی نے کہا تو چوہان نے سمجھ جانے والے انداز میں سر ہلا دیا۔

"اس کے لئے تو ہمیں کراس ویژنل گلاسز سے ان تمام افراد کو چیک کرنا پڑے گا"...... نعمانی نے کہا۔

"تو کیا ہوا۔ ابھی ہمارے پاس بہت وقت ہے۔ ہم ان سب کو آسانی سے چیک کر سکتے ہیں۔ کراس ویژنل گلاسز سے ان کے بس چہرے دیکھنے کی دیر ہے ہمیں فوراً پتہ چل جائے گا کہ ان میں کون میک اپ میں ہے اور کون نہیں"...... صدیقی نے کہا۔

"تو ٹھیک ہے۔ یہ کام ہم ابھی کر لیتے ہیں۔ اس کے بعد ہم تمام ملازمین اور سرفراز شیرازی کے اہل خانہ کو بھی چیک کریں گے۔ قاتل ان میں سے بھی تو کسی ایک کی جگہ لے سکتا ہے خاص

طور پر کسی ملازم کی"...... چوہان نے کہا تو ان سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے اور پھر انہوں نے جیبوں سے مخصوص ساخت کے کراس ویژنل گلاسز نکال کر آنکھوں سے لگائے اور پھر وہ انٹیلی جنس کے افراد کو باری باری چیک کرنا شروع ہو گئے۔ سر عبدالرحمن نے انہیں چونکہ ہر طرف جانے کی اجازت دے رکھی تھی اس لئے انہیں کوئی دقت نہیں ہو رہی تھی۔ صدیقی اور چوہان نے رہائش گاہ کے اندر موجود افراد کو چیک کرنے کا پروگرام بنایا تھا اور خاور اور نعمانی کو باہر موجود افراد کو چیک کرنے کے لئے بھیج دیا تھا۔

تقریباً آدھے گھنٹے بعد وہ چاروں ایک بار پھر لان میں موجود تھے۔ انہوں نے نہ صرف انٹیلی جنس کے تمام افراد کے چہرے دیکھ لئے تھے بلکہ تمام ملازمین، گارڈز اور سرفراز شیرازی کے اہل خانہ کے افراد کو بھی دیکھ لیا تھا۔

"ہمارا اندازہ غلط تھا۔ ان میں کوئی میک اپ میں نہیں ہے"...... صدیقی نے کہا۔

"قاتل کے لئے سب سے آسان راستہ یہی تھا کہ وہ اپنے شکار کے کسی قریبی ساتھی یا پھر حفاظت پر مامور ہونے والے افراد میں سے کسی کی جگہ لے لیتا۔ اس کے سوا تو قاتل کا اپنے شکار تک پہنچنے کا کوئی دوسرا ذریعہ نہیں ہو سکتا"...... چوہان نے سوچتے ہوئے انداز میں کہا۔

"یہاں کی سیکورٹی بھی بیحد ٹائٹ اور فول پروف ہے۔ قاتل

کسی بھی راستے سے کوٹھی میں نہیں آ سکتا پھر اس نے یہ دعویٰ کیسے کیا تھا کہ وہ ٹائٹ سیکورٹی ہونے کے باوجود اپنے شکار تک پہنچ جائے گا"...... نعمانی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"پتہ نہیں۔ کچھ نہ کچھ تو ضرور ہے۔ ٹائم کلر نے یہ بھی تو کہا تھا کہ اس کا شکار اگر چاہے تو اس سے بچنے کے لئے کہیں بھی جا کر چھپ سکتا ہے لیکن وہ پھر بھی اس تک پہنچ جائے گا"...... خاور نے کہا۔

"تو پھر سوچو۔ اس کے پاس ایسا کون سا ذریعہ ہو سکتا ہے کہ وہ اس قدر حفاظتی انتظامات کے باوجود یہاں پہنچ جائے"۔ صدیقی نے کہا۔

"پروفیسر کاشف جلیل کو ہلاک کرنے کے لئے اس نے پہلے سے ہی ان کے کمرے میں بم لانچ کر رکھا تھا جسے اس نے کسی ریموٹ کنٹرول سے ٹھیک وقت پر بلاسٹ کر دیا تھا۔ ہو سکتا ہے اس نے یہاں بھی ایسا ہی کوئی انتظام کر رکھا ہو"...... نعمانی نے کہا۔

"نہیں۔ ہم جدید آلات سے کوٹھی کے ایک ایک حصے کو چیک کر چکے ہیں۔ ہمارے پاس سپیشل ڈیٹکٹر اور سائنسی آلات ہیں جن کی مدد سے زمین کی تہوں میں چھپے ہوئے چھوٹے سے چھوٹے دھماکہ خیز مواد کا پتہ چلایا جا سکتا ہے لیکن ان آلات سے بھی یہاں ہمیں کچھ نہیں ملا ہے نہ رہائش گاہ کے اندر اور نہ باہر"...... صدیقی

نے کہا۔

''ٹائم کلر کی اخبارات میں ایک اور بات بھی شائع کی گئی تھی''...... خاور نے کہا۔

''کون سی بات''......نعمانی نے پوچھا۔

''اس نے کہا تھا کہ اس نے پروفیسر کاشف جلیل کو بلاسٹ کر کے ہلاک کیا ہے لیکن وہ سرفراز شیرازی کو دھماکہ خیز مواد سے ہلاک نہیں کرے گا۔ انہیں ہلاک کرنے کے لئے وہ کوئی دوسرا طریقہ استعمال کرے گا۔ اسی طرح وہ باقی جن جن افراد کو ہلاک کرے گا ان سب کی ہلاکتیں وہ مختلف طریقوں اور مختلف انداز میں کرے گا''...... خاور نے کہا۔

''اوہ ہاں۔ تب ہمیں دوسرے زاویئے پر کام کرنا چاہئے''۔ صدیقی نے کہا۔

''کس زاویئے پر''...... چوہان نے پوچھا۔

''ہوسکتا ہے کہ قاتل اس بار سرفراز شیرازی کو کھانے پینے کی چیزوں میں زہر دینے کی کوشش کرے۔ سرفراز شیرازی اپنی رہائش گاہ میں ہیں اور اپنی فیملی کے ساتھ ہیں وہ یہاں جو مرضی کھائیں پئیں انہیں بھلا کیسے روکا جا سکتا ہے''......صدیقی نے کہا۔

''ہاں۔ واقعی اب انہیں کھانے پینے سے بھی روکنا ہوگا۔ وہ سگریٹ نوشی بھی کرتے ہیں اب سے رات ایک بجے تک سگریٹ نوشی سے بھی انہیں روکنا چاہئے''......نعمانی نے کہا۔

''کیا وہ یہ سب مان جائیں گے''...... چوہان نے پوچھا۔

''اگر انہیں اپنی زندگی عزیز ہوگی تو ضرور مان جائیں گے''۔ صدیقی نے کہا۔

''تو پھر آؤ۔ ان سے بات کرتے ہیں''...... چوہان نے کہا اور وہ سب رہائش گاہ کے اندرونی حصے کی طرف بڑھ گئے۔ مختلف راستوں سے گزرتے ہوئے وہ چاروں ایک کمرے کے دروازے کے پاس آ کر رک گئے جہاں دو مسلح افراد موجود تھے۔ سرفراز شیرازی اور ان کے اہل خانہ کا کمرہ اندر سے لاک تھا اور وہ کمرے کا دروازہ تب ہی کھولتے تھے جب صدیقی اور اس کے ساتھی یا سر عبدالرحمٰن یا سوپر فیاض کمرے کے دروازے پر مخصوص انداز میں دستک دیتے تھے۔

ان چاروں کو دیکھ کر مسلح افراد ایک طرف ہٹ گئے تو صدیقی نے آگے بڑھ کر دروازے پر تین بار مخصوص انداز میں دستک دی۔

''کون ہے''......اندر سے پوچھا گیا۔

''میں ہوں جناب صدیقی۔ دروازہ کھولیں''......صدیقی نے تیز آواز میں کہا۔ سرفراز شیرازی اور ان کے اہل خانہ کو ان کے بارے میں یہی بتایا گیا تھا کہ وہ سپیشل سروسز سے ہیں اور صدیقی اور اس کے ساتھیوں نے انہیں اپنے اصلی نام بتانے میں کوئی عار محسوس نہیں کی تھی۔

چند لمحوں بعد سرفراز شیرازی کے بیٹے نوازش نے دروازہ کھولا تو

وہ چاروں اندر آ گئے۔ سرفراز شیرازی اور ان کے گھر والے صوفوں پر بیٹھے تھے اور ان کے سامنے چائے کا سامان پڑا تھا۔ سامان ابھی شاید وہاں لا کر رکھا گیا تھا کیونکہ ابھی کپ خالی اور صاف تھے۔

"ہونہہ۔ آخر مجھے کب تک اس طرح یہاں قید رہنا پڑے گا"...... سرفراز شیرازی نے ان کی جانب دیکھتے ہوئے غصیلے لہجے میں کہا۔

"رات ایک بجے تک جناب"...... خاور نے جواب دیا۔

"ہونہہ۔ تم سب میری رہائش گاہ کی اس قدر حفاظت کر رہے ہو پھر مجھے اور میرے گھر والوں کو ایک کمرے میں کیوں قید کیا گیا ہے کم از کم ہمیں گھر کے اندر گھومنے پھرنے کی اجازت دے دو۔ کہاں ہیں سر عبدالرحمٰن میں خود ان سے بات کرتا ہوں"...... سرفراز شیرازی نے کہا۔

"وہ مصروف ہیں۔ آپ نے اب تک کچھ کھایا پیا تو نہیں ہے"...... صدیقی نے پوچھا۔

"کیوں۔ کیا اب میرے کھانے پینے پر بھی پابندی ہے"۔ سرفراز شیرازی نے چڑ کر کہا۔

"احتیاط بہت ضروری ہے جناب۔ قاتل آپ کو کھانے پینے کی کسی چیز میں زہر بھی تو دے سکتا ہے۔ اس لئے آپ کو بہت احتیاط کی ضرورت ہے"...... نعمانی نے کہا۔

"کیا بکواس ہے۔ یہاں میری فیملی موجود ہے۔ کیا تم یہ کہنا

چاہتے ہو کہ ان میں سے کوئی مجھے زہر دے کر ہلاک کر سکتا ہے"...... سرفراز شیرازی نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"وقت کی نزاکت کا احساس کریں جناب۔ یہاں کچھ بھی ہو سکتا ہے"...... چوہان نے کہا۔

"ہونہہ۔ میں وقت پر کھانے پینے کا عادی ہوں۔ رات کا کھانا میں کھا چکا ہوں۔ میری عادت ہے کہ میں کھانے کے بعد اپنی فیملی کے ساتھ چائے ضرور پیتا ہوں اور چائے بن کر آ چکی ہے۔ میری بیٹی بنا کر لائی ہے۔ یہ ابھی ہم میں سے کسی نے نہیں پی ہے"۔ سرفراز شیرازی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"کھانا کتنی دیر قبل کھایا تھا آپ نے"...... خاور نے پوچھا۔

"ایک گھنٹہ ہو چکا ہے"...... سرفراز شیرازی کے بیٹے نوازش نے جواب دیا۔

"اوکے۔ ہم دیکھ لیتے ہیں۔ نعمانی"...... صدیقی نے پہلے سرفراز شیرازی سے اور پھر نعمانی سے مخاطب ہو کر کہا تو نعمانی نے اثبات میں سر ہلایا اور جیب سے ایک چھوٹی سی ڈبیہ نکال کر اس ٹیبل کی طرف بڑھ گیا جہاں چائے کا سامان رکھا ہوا تھا۔ اس نے میز کے قریب جا کر ڈبیہ کھولی اور اس میں سے ایک تھرما میٹر جیسا آلہ نکال لیا۔ یہ آلہ ایسا تھا جس سے عام طور پر ٹمپریچر چیک کیا جاتا تھا لیکن اس آلے میں پارے کی جگہ لیزر چمکتی ہوئی دکھائی دے رہی تھی۔ نعمانی نے آلے کی سائیڈ پر لگا ہوا ایک بٹن پریس

کیا تو آلے میں جیسے سفید روشنی سی بھرتی چلی گئی۔ اس نے فلاسک کھولا اور آلہ اس میں ڈال دیا۔ چند لمحے وہ آلہ چائے میں ڈبوئے رکھا پھر اس نے آلہ فلاسک سے باہر نکال لیا۔ اب آلے پر سفید کی بجائے نیلی روشنی چمک رہی تھی۔

"چائے میں زہر نہیں ہے"...... نعمانی نے کہا تو صدیقی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"چوہان۔ تم احتیاطاً سرفراز شیرازی کو اینٹی پوائزن لگا دو تاکہ انہیں دن میں کھانے پینے کے دوران سلو پوائزن یا ایسی کوئی چیز دی گئی ہو تو وہ اس سے محفوظ رہ سکیں"...... صدیقی نے چوہان سے کہا تو چوہان نے اثبات میں سر ہلایا اور جیب سے نعمانی جیسی ایک چھوٹی سی ڈبیہ نکال کر سرفراز شیرازی کی طرف بڑھ گیا۔

"ہونہہ۔ کیا اب مجھے انجکشن بھی لگانا پڑے گا"...... سرفراز شیرازی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"یس سر۔ ہم اس معاملے میں کوئی رسک نہیں لینا چاہتے ہیں"...... صدیقی نے کہا۔

"لیکن اس بات کی کیا گارنٹی ہے کہ آپ ڈیڈی کو جو انجکشن لگا رہے ہیں وہ اینٹی پوائزن ہی ہے۔ یہ بھی تو ہوسکتا ہے کہ آپ کا تعلق کلر سے ہو اور آپ اینٹی کی بجائے ڈیڈی کو زہریلا انجکشن دے دیں"...... سرفراز شیرازی کی بیٹی عاصمہ نے ان کی جانب تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

"ہمارا تعلق سرکاری محکمے سے ہے۔ ہم اتنے احمق نہیں ہیں کہ آپ سب کے سامنے سرفراز شیرازی صاحب کو زہریلا انجکشن لگا دیں اگر ہم ایسا کریں گے تو ہم آسانی سے قانون کی گرفت میں آجائیں گے"...... خاور نے کہا تو عاصمہ خاموش ہوگئی۔

"پھر بھی آپ ہماری تسلی کے لئے یہ انجکشن پہلے اپنے کسی ساتھی کو لگائیں۔ اگر یہ اینٹی پوائزن ہے تو اسے لگانے سے کسی کو کوئی فرق نہیں پڑے گا"...... سرفراز شیرازی کی دوسری بیٹی نادیہ نے کہا۔

"ہونہہ۔ ہمارے پاس وقت بہت کم ہے۔ ایک بجنے میں بیس منٹ باقی ہیں اور یہ انجکشن دس پندرہ منٹ پہلے لگنا بے حد ضروری ہے"...... صدیقی نے اپنی ریسٹ واچ دیکھتے ہوئے کہا۔

"سوری۔ جب تک آپ ہمارا اطمینان نہیں کرائیں گے ہم آپ کو یہ انجکشن ڈیڈی کو نہیں لگانے دیں گے"...... نادیہ نے ٹھوس لہجے میں کہا اور نعمانی سرنج ہاتھ میں لئے صدیقی کی جانب الجھی ہوئی نظروں سے دیکھنے لگا۔

"دیکھیں مس۔ آپ ہمیں ہمارا کام کرنے دیں۔ ہم یہاں آپ کے ڈیڈی کی جان بچانے کے لئے آئے ہیں جان لینے کے لئے نہیں۔ اگر ہمیں انہیں ہلاک کرنا ہوتا تو ہم انہیں زہریلا انجکشن لگانے کی بجائے ڈائریکٹ گولی بھی مار سکتے ہیں"...... صدیقی نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے انہیں تیز تیز قدموں کی آواز

سنائی دی۔ وہ چونک کر پلٹے تو انہیں کمرے میں سر عبدالرحمٰن، فراز فیاض کے ساتھ داخل ہوتے دکھائی دیئے۔

"یہ کیا ہو رہا ہے اور تم چاروں یہاں کیا کر رہے ہو اور یہ تمہارے ہاتھ میں سرنج۔ کیا مطلب"...... سر عبدالرحمٰن نے پہلے ان کی جانب حیرت بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا اور پھر جیسے ہی اس کی نظریں نعمانی کے ہاتھ میں موجود سرنج پر پڑیں تو انہوں نے بے اختیار چونکتے ہوئے کہا۔

"انکل۔ یہ ڈیڈی کو اینٹی پوائزن دینا چاہتے ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ ڈیڈی کو کھانے پینے کی کسی چیز میں اگر سلو پوائزن دیا گیا ہو گا تو اس کا اثر اس انجکشن سے زائل ہو جائے گا"...... نوازش نے کہا اور سر عبدالرحمٰن ان چاروں کو گھورنے لگے۔

"ہونہہ۔ یہ خیال تمہیں پہلے کیوں نہیں آیا تھا۔ اب جب ایک بجنے میں صرف کچھ ہی دیر باقی ہے تم سرفراز شیرازی کو انجکشن لگانے آ گئے ہو۔ اگر یہی انجکشن سرفراز شیرازی کی ہلاکت کا باعث بن گیا تو"...... سر عبدالرحمٰن نے انہیں تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

"یہی ہم ان سے کہہ رہے تھے کہ اس بات کی کیا گارنٹی ہے کہ یہ ڈیڈی کو اینٹی پوائزن ہی لگا رہے ہیں"...... نادیہ نے کہا۔

"جواب دو۔ خاموش کیوں ہو"...... سر عبدالرحمٰن نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"اگر ہمارے انجکشن لگانے کی وجہ سے سرفراز شیرازی صاحب کو کچھ ہو گیا تو آپ ہمیں یہیں گرفتار کر سکتے ہیں جناب۔ گرفتار تو کیا آپ ہمیں شوٹ بھی کر سکتے ہیں۔ ہم اتنے احمق نہیں ہیں کہ ہم سب کے سامنے سرفراز شیرازی صاحب کو ہلاک کریں"۔ صدیقی نے منہ بنا کر کہا اور سر عبدالرحمٰن انہیں گھور کر رہ گئے۔

"بہر حال جو بھی ہے۔ وقت کی نزاکت کی وجہ سے میں تمہیں سرفراز شیرازی کو یہ انجکشن لگانے کی اجازت نہیں دے سکتا"۔ سر عبدالرحمٰن نے دوٹوک لہجے میں کہا۔

"براہ کرم ہم آپ کے کسی کام میں مداخلت نہیں کر رہے ہیں اس لئے آپ ہمارے کام میں مداخلت نہ کریں تو اچھا ہو گا"۔ چوہان نے بھی منہ بنا کر کہا۔

"کیا مطلب۔ کیا تم مجھے دھمکی دے رہے ہو"...... سر عبدالرحمٰن نے غرا کر کہا۔ چوہان کی بات سن کر ان کا چہرہ سرخ ہو گیا تھا۔

"نہیں۔ ہم آپ کو بتا رہے ہیں جناب"...... صدیقی نے اس بار قدرے نرم لہجے میں کہا۔

"بہر حال میری موجودگی میں سرفراز شیرازی کو کوئی انجکشن نہیں لگے گا"...... سر عبدالرحمٰن نے تلخ لہجے میں کہا۔

"اگر بعد میں ان کے جسم میں کسی زہر کی آمیزش پائی گئی تو"...... صدیقی نے کہا۔

"نہیں۔ کچھ نہیں ہو گا انہیں۔ تم سب جاؤ یہاں سے۔ اب

بہت کم وقت رہ گیا ہے میں اس وقت تک یہاں ان کے ساتھ رہوں گا''...... سر عبدالرحمٰن نے اسی انداز میں کہا۔

''ہم بھی آپ کے ساتھ ہی ہیں جناب۔ ہم یہاں ان کی حفاظت کے لئے آئے ہیں اور ہم مقررہ وقت تک ان کے ساتھ رہنا چاہتے ہیں۔ اس کے لئے ہمیں چیف نے باقاعدہ حکم دیا تھا''...... صدیقی نے جواب دیا اور چیف کا حوالہ سن کر سر عبدالرحمٰن کچھ کہتے کہتے خاموش ہو گئے۔

''انجکشن کا کیا کرنا ہے''...... نعمانی نے پوچھا۔

''رہنے دو۔ جب سر عبدالرحمٰن صاحب اس بات کی ذمہ داری لے رہے ہیں کہ انہیں کوئی زہر نہیں دیا گیا تو انجکشن لگانے کی کوئی ضرورت باقی نہیں رہ جاتی''...... صدیقی نے مسکراتے ہوئے کہا اور سر عبدالرحمٰن اسے گھور کر رہ گئے۔

''کیا اب ہم چائے پی سکتے ہیں''...... ان کی باتیں سنتے ہوئے سرفراز شیرازی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''کیا آپ اسی طرح روز چائے پیتے ہیں''...... چوہان نے پوچھا۔

''نہیں۔ روز نہیں۔ آج ہمیں آپ لوگوں کی وجہ سے بلا وجہ جاگنا پڑ رہا ہے اس لئے مجبوراً چائے پی رہے ہیں''...... سرفراز شیرازی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے آپ پئیں چائے''...... سر عبدالرحمٰن نے کہا۔

''آپ پئیں گے''...... نوازش نے پوچھا۔

''نہیں شکریہ''...... سر عبدالرحمٰن نے جواب دیا۔

''اور آپ''...... نوازش نے صدیقی اور اس کے ساتھیوں کی طرف استفہامیہ نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''نو تھینکس''...... صدیقی نے کہا۔ نعمانی نے سرنج ڈبیہ میں ڈال کر ڈبیہ دوبارہ جیب میں ڈال لی تھی۔ سر عبدالرحمٰن نے کہنے پر سوپر فیاض نے کمرے کا دروازہ بند کر دیا تھا۔ ایک بجنے میں ابھی دس منٹ باقی تھے۔ سب کی نظریں دیوار گیر کلاک پر جمی ہوئی تھیں۔ جب ایک بجنے میں ایک منٹ باقی رہ گیا تو سر عبدالرحمٰن نے سوپر فیاض کو اشارہ کیا تو سوپر فیاض نے اثبات میں سر ہلا کر اپنے ہولسٹر سے ریوالور نکال کر ہاتھ میں لے لیا۔ سر عبدالرحمٰن نے بھی جیب سے اپنا سرکاری ریوالور نکال لیا۔

''بند کمرے میں آپ کو اس طرح ریوالور نکالنے کی کیا ضرورت ہے''...... سرفراز شیرازی نے ان دونوں کو ریوالور نکالتے دیکھ کر برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔ ایک بجتا دیکھ کر ان کے چہرے پہ اب خوف کے تاثرات نمایاں ہو گئے تھے۔ کمرہ بند تھا اور کمرے میں ان کے فیملی ممبرز کے ساتھ ان کی حفاظت کرنے کے لئے سر عبدالرحمٰن اور ان کے اسسٹنٹ کے ساتھ ساتھ چار افراد اور بھی موجود تھے لیکن اس کے باوجود سرفراز شیرازی کی آنکھوں میں خوف کے سائے لہرانے لگے تھے۔ کمرے میں یکلخت موت کی سی خاموشی

چھا گئی تھی۔ پھر دیوار گیر کلاک پر جب ایک بجنے میں چند سیکنڈ رہ گئے تو اچانک کمرے کی لائٹس آف ہو گئیں۔

"ارے۔ یہ لائٹس کیوں آف ہو گئی ہیں۔ فیاض۔ کہاں ہو تم"..... سر عبدالرحمٰن کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔ اس سے پہلے کہ سوپر فیاض کوئی جواب دیتا اچانک کمرہ ایک فائر ہونے کے زور دار دھماکے اور ایک انسانی چیخ سے بری طرح سے گونج اٹھا۔

پرنس کلب میں جانے سے پہلے ٹائیگر نے اپنے چہرے پر ماسک لگا لیا تھا۔ اس نے عمران کو بتایا تھا کہ پرنس میکارلو اسے بلیک ماسک کے طور پر جانتا تھا اور ٹائیگر نے عمران کو یہ بھی بتایا تھا کہ پرنس میکارلو بلیک ماسک سے بے حد ڈرتا ہے اور جب بھی وہ اس کے سامنے جاتا ہے پرنس میکارلو اس کے سامنے بھیگی بلی بن جاتا ہے۔

کچھ ہی دیر میں عمران اور ٹائیگر پرنس کلب میں داخل ہو رہے تھے۔ کلب کا ہال بے حد وسیع و عریض تھا اور لوگوں سے بھرا ہوا تھا۔ وہاں شراب اور جوا کھلے عام چلتا تھا لیکن وہاں چونکہ منشیات کا استعمال نہیں کیا جاتا تھا اس لئے وہاں منشیات کی کوئی بو نہیں آ رہی تھی۔ ٹائیگر نے عمران کو بتایا تھا کہ پرنس میکارلو اس معاملے میں بے حد اصول پسند ہے کہ اس کے کلب میں کسی بھی قسم کی منشیات

استعمال نہیں کی جائے گی جبکہ منشیات کے علاوہ وہ ہر قسم کے غیر قانونی دھندوں میں ملوث رہتا ہے۔

ہال میں چونکہ زیادہ تعداد نوجوان جوڑوں کی تھی اس لئے ہر طرف سے کھنکتے قہقہے سنائی دے رہے تھے۔ ہال میں کلب کی انتظامیہ موجود تھی۔ ایک کونے میں دو غنڈہ ٹائپ نوجوان کھڑے تھے جن کے پہلوؤں کے دونوں طرف ہولسٹروں میں بھاری ریوالوروں کے دستے صاف دکھائی دے رہے تھے۔

ٹائیگر، عمران کو لئے سیدھا کاؤنٹر کی جانب بڑھتا چلا گیا جہاں دو نوجوان مرد اور دو نوجوان لڑکیاں موجود تھیں۔ مرد ویٹروں کو شراب مہیا کر رہے تھے جبکہ لڑکیاں برگرز، ہاٹ ڈاگ اور اسی قسم کے فاسٹ فوڈ فراہم کرنے پر مامور تھیں جبکہ ایک ادھیڑ عمر آدمی کیش مشین پر بیٹھا تھا۔

ٹائیگر عمران کے ساتھ جیسے ہی کاؤنٹر کی جانب بڑھا ادھیڑ عمر اسے دیکھ کر مسکرانے لگا۔

"آؤ بلیک ماسک۔ کافی دنوں بعد آئے ہو"...... ادھیڑ عمر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ میں پرنس سے ملنے آیا ہوں"...... ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

"پرنس اپنے آفس میں موجود ہے۔ جاؤ مل لو اسے جا کر۔ تمہیں بھلا اس سے ملنے کے لئے کون روک سکتا ہے"...... ادھیڑ عمر

نے اسی طرح سے مسکراتے ہوئے کہا تو جواب میں ٹائیگر بھی مسکرا دیا۔ ٹائیگر نے عمران کو ساتھ لیا اور کاؤنٹر کے ساتھ ساتھ چلتا ہوا دائیں طرف ایک دروازے کے پاس آ کر رک گیا۔ دروازے کے پاس ایک غنڈہ کھڑا تھا۔ ٹائیگر کو دیکھ کر اس نے دانت نکوس دیئے اور اس نے خود ہی ہاتھ بڑھا کر دروازے کا ہینڈل پکڑ کر اسے گھماتے ہوئے دروازہ کھول دیا۔

"آئیں باس"...... ٹائیگر نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلایا اور وہ اندر آ گئے۔ سامنے ایک چھوٹی سی راہداری تھی جس کا اختتام ایک اور دروازے پر ہوتا تھا۔ دروازہ بند تھا۔ ٹائیگر دروازے کے پاس جا کر رک گیا اس نے دروازے کا ہینڈل پکڑ کر گھمایا تو دروازہ کھلتا چلا گیا۔ جیسے ہی دروازہ کھلا انہیں سامنے ایک جہازی سائز کی میز دکھائی دی جس کے پیچھے ایک اونچی نشست والی کرسی پر ایک گینڈے جیسا ادھیڑ عمر شخص بیٹھا ہوا تھا۔ اس کا سر گنجا تھا اور اس کی آنکھیں بے حد چھوٹی چھوٹی تھیں۔ اس کے منہ میں سگار دبا ہوا تھا۔ دروازہ کھلنے کی آواز سن کر گینڈے جیسے شخص نے سر اٹھایا اور پھر جیسے ہی اس کی نظر ٹائیگر پر پڑی اس کے منہ سے سگار گرتے گرتے بچا۔ اس نے بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی لیکن بھاری جسامت ہونے کی وجہ سے وہ بھلا آسانی سے کیسے اٹھ سکتا تھا۔ وہ اٹھا اور پھر بیٹھ گیا اور اس نے پھر اٹھنے کی کوشش کی لیکن ٹائیگر نے ہاتھ اٹھا کر اسے روک دیا۔

"بیٹھے رہو۔ بیٹھے رہو"...... ٹائیگر نے کہا اور گینڈے جیسا آدمی جو پرنس کلب کا مالک اور منیجر پرنس میکارلو تھا وہیں رک گیا۔

"بلیک ماسک تم یہاں"...... پرنس میکارلو نے کہا اس کے چہرے پر خوف کے تاثرات نمایاں ہو گئے تھے اس کی شکل دیکھ کر عمران کو آسانی سے اندازہ ہو گیا کہ ٹائیگر نے بلیک ماسک بن کر وہاں جو کارروائی کی تھی اس کا خوف ابھی تک پرنس میکارلو کے چہرے پر نمایاں تھا۔

"ہاں۔ میں تم سے ایک ضروری بات پوچھنے آیا ہوں۔ امید ہے کہ تم غلط بیانی سے کام نہیں لو گے اور اگر تم نے ایسا کیا تو پھر تم سمجھ سکتے ہو کہ میں تمہارا کیا حشر کر سکتا ہوں۔ تمہیں میری آخری ملاقات یقیناً اب تک نہیں بھولی ہو گی"...... ٹائیگر نے اس کی میز کے سامنے کھڑے ہو کر اسے تیز نظروں سے گھورتے ہوئے انتہائی غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

"اوہ اوہ۔ نہیں نہیں۔ تم پوچھو کیا پوچھنا چاہتے ہو۔ میں تم سے غلط بیانی نہیں کروں گا"...... پرنس میکارلو نے کہا اور اس نے منہ سے سگار نکال کر ایش ٹرے میں مسل کر بجھا دیا۔

"بیٹھیں باس۔ اب اس سے آپ جو پوچھیں گے یہ آپ کو بالکل صحیح صحیح جواب دے گا"...... ٹائیگر نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا اور ساتھ ہی اس نے جیب سے مشین پسٹل نکال کر ہاتھ میں لے لیا۔ اسے مشین پسٹل نکالتے دیکھ کر پرنس میکارلو کا چہرہ اور

زیادہ متغیر ہو گیا۔

"اس کی کیا ضرورت ہے۔ میں نے کہا ہے نا کہ میں کوئی غلط بیانی نہیں کروں گا"...... پرنس میکارلو نے کہا۔ اس کے لہجے میں خوف کا عنصر تھا۔ عمران اس کے سامنے کرسی پر بڑے اطمینان بھرے انداز میں بیٹھ گیا۔ پرنس میکارلو عمران کی جانب غور سے دیکھنے لگا جیسے وہ اسے پہچاننے کی کوشش کر رہا ہو۔ دوسرے لمحے اس کے چہرے پر شناسائی کی چمک ابھر آئی۔

"اوہ اوہ۔ یہ تو عمران صاحب ہیں۔ سنٹرل انٹیلی جنس کے ڈائریکٹر جنرل سر عبدالرحمٰن کے بیٹے علی عمران اور سوپر فیاض کے دوست"...... پرنس میکارلو نے عمران کو پہچان کر اور زیادہ پریشان ہوتے ہوئے کہا جیسے عمران کو بلیک ماسک کے ساتھ دیکھ کر وہ واقعی خوفزدہ ہو گیا ہو۔

"تو تم مجھے پہچانتے ہو"...... عمران نے مسکراتے ہوئے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"جج۔ جج۔ جی ہاں۔ میں کئی بار آپ کو سوپر فیاض صاحب کے ساتھ دیکھ چکا ہوں۔ لل۔ لل۔ لیکن آپ بلیک ماسک کے ساتھ۔ یہ تو۔ یہ تو"...... پرنس میکارلو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا جیسے اسے واقعی بلیک ماسک جیسے غنڈے کے ساتھ عمران کو دیکھ کر حیرت ہو رہی ہو۔

"تمہارا یہ بلیک ماسک مجھے باس کہتا ہے"...... عمران نے کہا

اور پرنس میکارلو بے اختیار اچھل پڑا اس کی آنکھوں میں انتہائی حیرت لہرانے لگی تھی جیسے اسے عمران کی بات پر یقین نہ آ رہا ہو۔ وہ کبھی عمران کی جانب دیکھ رہا تھا اور کبھی بلیک ماسک کی جانب۔

"یہ۔ یہ۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ بلیک ماسک جیسا خطرناک، خونخوار طاقتور اور سفاک انسان جو اپنی ناک پر ایک مکھی بھی بیٹھنے نہیں دیتا وہ تمہیں باس کہتا ہے۔ نہیں۔ نہیں۔ میں نہیں مان سکتا۔ اس نے تو کہا تھا کہ وہ اس شہر میں تنہا رہتا ہے۔ یہ اپنے وجود میں پورے گروپ کی طاقت رکھتا ہے اور جو بھی کرتا ہے اپنے بل اور اپنے دم پر کرتا ہے۔ نہ اس کا کوئی ساتھی ہے اور نہ کوئی باس پھر تم۔ مم۔ مم۔ میرا مطلب ہے یہ آپ کو باس کیسے کہہ سکتا ہے"...... پرنس میکارلو حیرت بھرے لہجے میں کہتا چلا گیا۔

"میں نے جو کہا تھا وہ سچ کہا تھا لیکن یہ بھی سچ ہے کہ عمران صاحب میرے باس ہیں اور تم سمجھ سکتے ہو کہ مجھ جیسا انسان جب کسی کو باس کہے تو اس کا کیا مطلب ہو سکتا ہے"...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تت۔ تت۔ تمہارا کہنے کا مطلب ہے کہ تم عمران صاحب سے ڈرتے ہو"...... پرنس میکارلو نے اسی طرح سے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

"شیر ڈرنے والے نہیں ہوتے بلکہ سفاکانہ انداز میں چیرنے پھاڑنے والے ہوتے ہیں۔ یہ الگ بات ہے کہ اس شیر کو میں نے

خود سدھایا ہوا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو پرنس میکارلو ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔

"اگر آپ بلیک ماسک کے باس ہو تو پھر آپ کے سامنے میری کیا اوقات ہو سکتی ہے عمران صاحب۔ میرا تو بلیک ماسک کو دیکھتے ہی خون خشک ہو جاتا ہے تو بھلا میری کیا اوقات ہو سکتی ہے کہ میں آپ کے سامنے دم بھی مار سکوں۔ آپ حکم کریں۔ میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں۔ آپ جیسے عظیم انسان کی خدمت کر کے مجھے واقعی بے حد خوشی ہو گی"...... پرنس میکارلو نے بڑے عقیدت بھرے لہجے میں کہا اور اس کا عقیدت بھرا انداز دیکھ کر عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

"میں تمہارا مرشد نہیں ہوں۔ اس لئے میرے سامنے اس قدر عقیدت مندانہ انداز اختیار نہ کرو۔ میں یہاں تم سے چند ضروری سوال پوچھنے آیا ہوں۔ مجھے ان سوالوں کے جواب دے دو پھر میں اور بلیک ماسک یہاں سے چلے جائیں گے"...... عمران نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"ضرور۔ کیوں نہیں۔ آپ پوچھیں۔ میں آپ کے ہر سوال کا جواب دوں گا۔ لیکن اس سے پہلے کہ آپ مجھ سے کوئی سوال کریں پہلے آپ بتائیں میں آپ کے لئے کیا منگواؤں۔ میں یہ تو جانتا ہوں کہ آپ شراب نہیں پیتے اور بلیک ماسک بھی شراب کو ہاتھ تک نہیں لگاتا لیکن آپ جیسے عظیم انسانوں کے لئے یہاں ایک سے

ایک بڑھ کر اعلیٰ کوالٹی کے جوس موجود ہیں۔ جوس کے ساتھ ہم آپ کے لئے کھانے کا بھی بندوبست کر سکتا ہوں۔ یہاں ہاٹ ڈاگ اور اعلیٰ کوالٹی کے حامل فاسٹ فوڈز موجود ہیں''...... پرنس میکارلو نے کہا۔

''نہیں۔ اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ میں تم سے تمہارے آر ڈی گروپ کے سلسلے میں بات کرنے کے لئے آیا ہوں''۔ عمران نے کہا تو پرنس میکارلو بے اختیار چونک پڑا۔

''آر ڈی گروپ''...... میکارلو نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

''ہاں آر ڈی گروپ۔ مطلب ریڈ ڈائمنڈ گروپ۔ یہ بتاؤ کہ تمہارے آر ڈی گروپ میں کتنے افراد ہیں''...... عمران نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا اور آر ڈی گروپ کا سن کر پرنس میکارلو کے چہرے پر ہوائیاں سی اڑنے لگیں۔ اس نے خوف بھری نظروں سے ٹائیگر کی طرف دیکھا جس کے ہاتھ میں اب بھی مشین پسٹل موجود تھا اور وہ اس کے سامنے کھڑا اسے تیز نظروں سے گھور رہا تھا۔

''پپ۔ پپ۔ پچاس کے لگ بھگ افراد ہیں''...... پرنس میکارلو نے خوف بھرے انداز میں جواب دیا۔

''کیا اس گروپ کے تمام افراد ایک جیسے رنگز پہنتے ہیں۔ ریڈ ڈائمنڈ والی گولڈن رنگز''...... عمران نے پوچھا۔

''جی ہاں۔ وہ گولڈن رنگز ہی میرے گروپ کی مخصوص پہچان

ہے''...... پرنس میکارلو نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''کہاں ہے تمہارے گروپ کے افراد۔ کیا تمام افراد اسی کلب میں رہتے ہیں''...... عمران نے اسی انداز میں پوچھا۔

''جج۔ جج۔ جی ہاں۔ وہ یہیں ہیں۔ لل۔ لل۔ لیکن آپ ان کے بارے میں کیوں پوچھ رہے ہیں''...... پرنس میکارلو نے ہکلاتے ہوئے کہا۔ عمران جس انداز میں اس سے سوال پوچھ رہا تھا اس سے پرنس میکارلو کو ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ آر ڈی گروپ کے خلاف وہاں کوئی کارروائی کرنے کے لئے آیا ہو۔

''گھبراؤ نہیں میں یہاں تمہارے گروپ کے خلاف کوئی کارروائی کرنے کے لئے نہیں آیا ہوں''...... عمران نے اس کا چہرہ دیکھ کر اس کے دل کی بات بھانپتے ہوئے کہا۔

''تب پھر آپ ان کے بارے میں مجھ سے کیوں پوچھ رہے ہیں''...... پرنس میکارلو نے جھجکتے جھجکتے پوچھا۔ عمران نے جیب سے گولڈن رنگ نکالی جس پر سرخ ہیرا جڑا ہوا تھا اور جس پر آر ڈی سکس لکھا ہوا تھا اس نے وہ انگوٹھی پرنس میکارلو کے سامنے میز پر رکھ دی۔

''اسے پہچانتے ہو''...... عمران نے پوچھا۔

''یس۔ یہی ریڈ ڈائمنڈ والی گولڈن رنگ ہے لیکن یہ رنگ تو میرے گروپ کی ہے۔ یہ آپ کو کہاں سے ملی ہے''...... پرنس میکارلو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا اور رنگ اٹھا کر اسے حیرت

سے دیکھنے لگا۔

''یہ تمہارے ہی گروپ کے کسی آدمی کی رنگ ہے۔ رنگ پر آر ڈی سکس لکھا ہوا ہے۔ کون ہے یہ آر ڈی سکس''...... عمران نے پرنس میکارلو کے سوال کا جواب دینے کی بجائے الٹا اس سے سوال کرتے ہوئے پوچھا۔

''آر ڈی سکس۔ اوہ یس۔ اس پر آر ڈی سکس لکھا ہوا ہے۔ آر ڈی سکس رنگ تو چارلی کے پاس تھی''...... پرنس میکارلو نے سوچ کر جواب دیتے ہوئے کہا۔

''چارلی۔ اوہ۔ یہ وہی چارلی تو نہیں جو دبلا پتلا اور سر سے گنجا ہے اور جس سے تم اپنے دشمنوں کو ٹارگٹ کراتے ہو''...... ٹائیگر نے چونکتے ہوئے کہا اور پرنس میکارلو خشک ہوتے ہوئے ہونٹوں پر زبان پھیرنے لگا۔ عمران اس کی جانب غور سے دیکھ رہا تھا۔

''تو چارلی ٹارگٹ کلر ہے''...... عمران نے کہا۔

''یس باس۔ چارلی آر ڈی گروپ کا ٹارگٹ کلر ہے اور اس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ اپنے شکار کو انتہائی چالاکی اور ہوشیاری سے ہلاک کرتا ہے اور اس کے لئے وہ عام طریقوں کے ساتھ سائنسی طریقے بھی استعمال کرتا ہے اور یہ بھی سچ ہے کہ چارلی اپنا کام اس قدر خاموشی اور صفائی سے کرتا ہے کہ اپنے پیچھے کوئی نشان باقی نہیں چھوڑتا''...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

''کیوں پرنس میکارلو۔ بلیک ماسک نے جو کہا ہے کیا یہ درست

ہے''...... عمران نے پرنس میکارلو کی جانب تیز نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''ہاں لیکن''...... پرنس میکارلو نے کہنا چاہا۔

''لیکن کیا''...... عمران نے غرا کر کہا۔

''ک۔ کک۔ کچھ نہیں''...... پرنس میکارلو نے عمران کی غراہٹ سن کر خوف بھرے لہجے میں کہا۔

''کہاں ہے چارلی''...... عمران نے پوچھا۔

''وہ۔ وہ''...... پرنس میکارلو نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

''کیا وہ وہ کر رہے ہو میکارلو۔ باس تم سے چارلی کے بارے میں پوچھ رہے ہیں۔ بتاؤ کہاں ہے چارلی''...... ٹائیگر نے غراتے ہوئے کہا اور پرنس میکارلو اس کی جانب خوف بھری نظروں سے دیکھنے لگا۔

''وہ یہیں ہے''...... پرنس میکارلو نے جواب دیا۔

''یہیں کہاں''...... عمران نے پوچھا۔

''نیچے تہہ خانے میں۔ وہ یہیں رہتا ہے۔ اس کا چونکہ کوئی مستقل ٹھکانہ نہیں ہے اس لئے میں نے اسے رہائش کے لئے تہہ خانے میں ایک کمرہ دے رکھا ہے''...... پرنس میکارلو نے ہکلا کر جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ چلو ہمارے ساتھ تہہ خانے میں، ہم ابھی اور اسی وقت چارلی سے ملنا چاہتے ہیں''...... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا تو

پرنس میکارلو کے چہرے پر پریشانی بڑھ گئی تھی۔ وہ بار بار خشک ہونٹوں پر زبان پھیر رہا تھا۔

"تہہ خانے میں جانے کی کیا ضرورت ہے۔ میں اسے یہیں بلا لیتا ہوں"...... پرنس چارلی نے کہا۔

"نہیں۔ مجھے اس سے ضروری بات کرنی ہے۔ میں اس سے تہہ خانے میں ہی ملنا چاہتا ہوں۔ چلو فوراً چلو"...... عمران نے سخت لہجے میں کہا تو پرنس میکارلو نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے سر ہلایا اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"اوکے۔ جیسے آپ کی مرضی۔ آئیں۔ میں آپ کو اس تک لے چلتا ہوں"...... پرنس میکارلو نے کہا اور وہ میز کے پیچھے سے نکل کر باہر آ گیا۔ دائیں دیوار کے پاس ایک ریک تھا وہ ریک کی جانب بڑھا اور مڑ کر ایک بار پھر عمران اور ٹائیگر کی جانب ایسی نظروں سے دیکھنے لگا جیسے اسے امید ہو کہ عمران اور ٹائیگر اس کے ساتھ تہہ خانے میں جانے کا ارادہ ترک کر دیں گے۔

"ہمارے پاس زیادہ وقت نہیں ہے پرنس میکارلو۔ جلدی چلو تہہ خانے میں۔ ہمیں صرف چارلی سے کام ہے۔ تہہ خانے میں کیا ہے اور تم نے وہاں کیا کیا چھپا رکھا ہے مجھے اس سے کوئی مطلب نہیں ہے۔ میں صرف چارلی سے ملنا چاہتا ہوں"...... عمران نے اس کی نظروں کا مفہوم سمجھتے ہوئے انتہائی سخت لہجے میں کہا تو پرنس میکارلو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اس نے ریک کے نچلے حصے میں ہاتھ

ڈالا اور پھر اس نے جیسے ہی کوئی بٹن پریس کیا اسی لمبے ریک کا درمیانی حصہ کسی دروازے کی طرح سے کھلتا چلا گیا۔ دوسری طرف خلاء میں سیڑھیاں نیچے جا رہی تھی۔ خلاء اتنا بڑا تھا کہ گینڈے جیسی جسامت والا پرنس میکارلو بھی آسانی سے گزر سکتا تھا۔

"چلو تم آگے چلو۔ اترو سیڑھیاں"...... عمران نے کہا تو پرنس میکارلو سیڑھیوں کی طرف بڑھ گیا۔ دوسری طرف روشنی ہو رہی تھی وہ سیڑھیاں اترنے لگا تو عمران اور ٹائیگر اس کے پیچھے سیڑھیاں اترتے چلے گئے۔

سیڑھیاں اتر کر وہ ایک تہہ خانے میں آ گئے۔ تہہ خانہ کافی بڑا تھا اور وہاں مختلف اطراف میں جانے کے لئے راہداریاں سی بنی ہوئی تھیں۔ تہہ خانے میں کوئی شخص دکھائی نہیں دے رہا تھا جیسے وہاں سرے سے کوئی آدمی موجود ہی نہ ہو پرنس میکارلو نے عمران کو بتایا کہ وہ سب اپنے کمروں میں موجود ہوتے ہیں۔ وہ انہیں مختلف راستوں سے گزارتا ہوا ایک کمرے کے دروازے کے پاس لا کر رک گیا۔

"یہ کمرہ چارلی کا ہے"...... پرنس میکارلو نے اس کمرے کے دروازے کے پاس رکتے ہوئے کہا۔

"دروازے پر دستک دو"...... عمران نے کہا تو پرنس میکارلو نے اثبات میں سر ہلایا اور اس نے دروازے پر مخصوص انداز میں دستک دینا شروع کر دی۔

"چارلی۔ دروازہ کھولو"...... پرنس میکارلو نے تیز آواز میں
لیکن جواب میں اندر سے کوئی آواز سنائی نہ دی۔

"چارلی۔ چارلی۔ مجھے تم سے ضروری کام ہے۔ باہر آؤ چارلی"...... پرنس میکارلو نے ایک بار پھر دروازے پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا لیکن اندر سے کوئی جواب نہ آیا۔

"دیکھو۔ وہ اندر ہے یا نہیں"...... عمران نے ٹائیگر سے کہا تو ٹائیگر آگے بڑھا اور اس نے دروازے کا ہینڈل پکڑ کر گھما دیا۔ دروازہ اندر سے لاک نہیں تھا جیسے ہی ٹائیگر نے ہینڈل گھمایا دروازہ کھلتا چلا گیا۔ ٹائیگر کے ہاتھ میں مشین پسٹل تھا۔ دروازہ کھولتے ہی وہ تیزی سے اندر داخل ہو گیا۔ کمرے میں اندھیرا تھا۔

"چارلی۔ کیا تم اندر ہو"...... ٹائیگر نے تیز آواز میں کہا لیکن جواب میں اسے کوئی آواز سنائی نہ دی۔ کمرے میں آتے ہی ٹائیگر تیز اور عجیب سی بو کا احساس ہوا تھا۔ وہ اس بو کو بخوبی پہچان سکتا تھا وہ بو خون کی تھی۔ تازہ خون کی۔

"چارلی۔ کہاں ہو تم"...... ٹائیگر نے پھر پریشانی کے عالم میں کہا لیکن اس بار بھی اسے کوئی جواب نہیں ملا۔

"میکارلو اندر آؤ۔ چارلی میری بات کا کوئی جواب نہیں دے رہا ہے"...... ٹائیگر نے دروازے کی طرف دیکھتے ہوئے تیز آواز میں کہا تو اسی لمحے پرنس میکارلو اندر آ گیا اور اس کے پیچھے عمران بھی اندر آ گیا۔

"کیا ہوا۔ اوہ۔ یہاں تو خون کی بو پھیلی ہوئی ہے"...... عمران نے اندر آتے ہوئے پریشانی کے عالم میں کہا۔

"چارلی شاید کمرے میں نہیں ہے"...... پرنس میکارلو نے کہا۔

"کمرے کی لائٹ آن کرو"...... ٹائیگر نے کہا تو پرنس میکارلو ایک دیوار کی طرف بڑھ گیا۔ اسی لمحے چٹ کی آواز سنائی دی اور کمرہ یکلخت تیز روشنی سے بھر گیا۔ جیسے ہی روشنی ہوئی نہ صرف ٹائیگر بلکہ عمران اور پرنس میکارلو بھی بری طرح سے چونک پڑے۔ کمرے کے بیچوں بیچ ایک لمبے مگر دبلے پتلے شخص کی لاش پڑی تھی۔ اس شخص کا چہرہ شوگرانیوں جیسا تھا اور اس کا سر گنجا تھا۔ لاش کی کمر میں ایک بڑا خنجر دستے تک گڑا ہوا تھا اور اس کے گرد خون کا تالاب سا بنا ہوا تھا۔ خون میں سرخی موجود تھی اور لاش کی کمر سے ابھی تک خون نکل رہا تھا جو اس بات کا ثبوت تھا کہ چارلی کو ابھی چند لمحے قبل ہی خنجر مار کر ہلاک کیا گیا ہے۔

"اوہ۔ یہ کیا ہو گیا ہے۔ یہ چارلی ہے۔ اسے کس نے ہلاک کر دیا ہے"...... پرنس میکارلو نے بوکھلا کر بری طرح سے چیختے ہوئے کہا وہ تیزی سے لاش کی طرف بڑھا لیکن ٹائیگر نے فوراً ہاتھ بڑھا کر اسے آگے بڑھنے سے روک دیا۔ لاش دیکھ کر عمران نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے اس کے چہرے پر پریشانی کے ساتھ ساتھ الجھن کے تاثرات بھی نمایاں ہو گئے تھے۔

"اسے شاید ابھی ہلاک کیا گیا ہے"...... ٹائیگر نے لاش کی

طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

”لیکن اسے ہلاک کس نے کیا ہے اور کیوں“...... پرنس میکارلو نے انتہائی پریشانی کے عالم میں کہا۔

”یہ تو تم بتا سکتے ہو کہ اسے کس نے ہلاک کیا ہے اور کیوں کیا ہے“...... ٹائیگر نے اسے تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

”مم۔ مم۔ میں کیسے بتا سکتا ہوں۔ میں تو آپ کے ساتھ تھا اور میں تو یہ بھی نہیں جانتا ہوں کہ آپ چارلی سے کیوں ملنے آئے تھے اور نہ ہی میں نے کسی کو بتایا تھا کہ آپ چارلی سے ملنے کے لئے آئے ہیں“...... پرنس میکارلو نے کہا۔

”تو کیا چارلی کو خود ہی معلوم ہو گیا تھا کہ ہم اس کے لئے آئے ہیں اور اس نے خود ہی اپنی کمر پر خنجر مار لیا ہے“...... ٹائیگر نے تلخ لہجے میں کہا۔

”نن۔ نن۔ نہیں۔ میں نے ایسا تو نہیں کہا ہے“...... پرنس میکارلو نے ہکلا کر کہا۔

”قاتل بہت چالاک ہے۔ اسے معلوم ہو گیا تھا کہ ہم ریڈ ڈائمنڈ رنگ کی مدد سے چارلی تک پہنچ جائیں گے۔ چارلی شاید اس معاملے میں اہم رول ادا کر رہا تھا۔ ہم اس سے قاتل کے بارے میں کچھ معلوم کر سکتے تھے اس لئے قاتل نے اسے ہمارے یہاں آنے سے پہلے ہی ہلاک کر دیا ہے“...... عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”قق۔ قق۔ قاتل۔ کیا مطلب۔ آپ کس قاتل کی بات کر رہے ہیں“...... پرنس میکارلو نے چونک کر اور حیران ہوتے ہوئے کہا۔ لیکن عمران نے اس کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا۔ اس کی تیز نظریں لاش اور کمرے کے ماحول کا جائزہ لے رہی تھیں۔

”لیکن کیسے باس۔ قاتل کو کیسے معلوم ہوا ہو گا کہ ہم یہاں آنے والے ہیں۔ ہمیں تو یہ بھی معلوم نہیں تھا کہ ہمارے پاس جو رنگ ہے وہ چارلی کی ہے اور ہم نے اوپر بھی کسی سے بات نہیں کی تھی کہ ہم یہاں کس کے لئے آئے ہیں“...... ٹائیگر نے کہا۔

”ہم نے بے شک کسی کو کچھ نہ بتایا ہو۔ لیکن قاتل جانتا تھا کہ اگر رنگ ہمارے پاس ہے تو ہم یہاں ضرور آئیں گے اور جیسے ہی ہم رنگ پرنس میکارلو کو دکھائیں گے وہ ہمیں فوراً چارلی کے بارے میں بتا دے گا۔ قاتل نے یقیناً ہمیں یہاں آتے دیکھ لیا ہو گا اور ہمارے یہاں پر آنے کا مقصد سمجھ گیا ہو گا اس سے پہلے کہ ہم چارلی سے ملتے اس نے ہمارے یہاں پہنچنے سے پہلے ہی چارلی کو ہلاک کر دیا ہے“...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”چارلی کو جس طرح ہلاک کیا گیا ہے اس کا تو یہی مطلب ہے کہ قاتل کا تعلق یہیں سے ہے ورنہ اتنی جلدی کوئی یہاں کیسے آ سکتا ہے اور چارلی کو اس کے کمرے میں آ کر کیسے ہلاک کر سکتا ہے“...... ٹائیگر نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”ہاں۔ مجھے بھی ایسا ہی لگ رہا ہے۔ قاتل کا تعلق پرنس میکارلو

کے آرڈی گروپ سے ہی ہے''...... عمران نے کہا۔

''اوہ۔ کہیں یہ کام پرنس میکارلو کا تو نہیں ہے''...... ٹائیگر نے کہا اور عمران چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگا جبکہ ٹائیگر کی بات سن کر پرنس میکارلو کا رنگ زرد ہو گیا تھا۔

''مم۔ مم۔ میں نے۔ کیا مطلب۔ میں نے کیا کیا ہے۔ کہیں آپ یہ تو نہیں کہنا چاہتے کہ چارلی کو میں نے ہلاک کیا ہے۔ لیکن آپ ایسا سوچ بھی کیسے سکتے ہیں۔ میں تو آپ دونوں کے ساتھ ہی یہاں آیا ہوں''...... پرنس میکارلو نے بوکھلا کر کہا۔

''ایسا بھی تو ہو سکتا ہے کہ تم نے چارلی کو ہلاک کرنے کا کوئی چکر چلایا ہو''...... ٹائیگر نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

''چکر۔ کیا مطلب۔ کیسا چکر''...... پرنس میکارلو نے حیران ہو کر کہا۔

''جب ہم نے تمہیں رنگ دکھائی تھی تو تم چونک پڑے تھے اور تمہیں معلوم ہو گیا تھا کہ ہم چارلی سے کس لئے ملنے آئے ہیں۔ ہو سکتا ہے تم نے یہاں کوئی ایسا سسٹم بنا رکھا ہو اور تمہارا یہاں کوئی ایسا آدمی ہو جسے تم نے پہلے سے ہدایات دے رکھی ہوں کہ جب تم اسے کاشن دو تو وہ فوراً چارلی کے کمرے میں جا کر اسے ہلاک کر دے''...... ٹائیگر نے اس کی جانب شک بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''تمہارا کہنے کا مطلب ہے کہ اس نے اپنے آفس میں کوئی

ایسا سسٹم لگا رکھا ہے جس کے ذریعے یہ اپنے کسی دوسرے ساتھی کو چارلی کو ہلاک کرنے کا کاشن دے سکتا ہے''...... عمران نے اس کی جانب غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''یس باس۔ ایسا بھی تو ہو سکتا ہے کہ چارلی کی رنگ گم ہونے کے بارے میں پرنس میکارلو کو پہلے سے علم ہو اور یہ اس انتظار میں ہو کہ اگر کسی کو وہ رنگ مل گئی تو وہ سیدھا اسی کے پاس آئے گا۔ اس لئے اس نے پہلے سے ہی اپنے کسی دوسرے ساتھی کو ہدایات دے رکھی ہوں کہ وہ تیار رہے اور یہ جیسے ہی اسے مخصوص کاشن ملے وہ فوراً جا کر چارلی کو ہلاک کر دے اس کے لئے پرنس میکارلو اپنے آفس کی ٹیبل کے نیچے کوئی خفیہ بٹن بھی تو لگا سکتا ہے۔ بٹن پریس ہوتے ہی یہاں موجود اس کے دوسرے ساتھی کو کاشن مل گیا ہو گا اور اس نے چارلی کا کام تمام کر دیا ہو گا اسی لئے تو یہ ہمیں یہاں تک لانے میں حیل و حجت سے کام لے رہا تھا''...... ٹائیگر نے پرنس میکارلو کی جانب تیز نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''نن۔ نن۔ نہیں۔ نہیں۔ یہ غلط ہے۔ میں نے ایسا کچھ نہیں کیا ہے۔ میں نے کسی کو کوئی کاشن نہیں دیا تھا۔ اس تہہ خانے میں میرا کچھ ضروری سامان موجود تھا جسے میں آپ کی نظروں سے چھپانا چاہتا تھا اسی لئے میں آپ کو یہاں لانے سے گھبرا رہا تھا۔ میں نے کسی کو چارلی کو ہلاک کرنے کا کاشن نہیں دیا تھا اور میں ایسا کیوں کروں گا۔ میں تو ابھی تک یہ بھی نہیں جانتا ہوں کہ آپ

چارلی سے کس لئے ملنا چاہتے تھے۔ دوسرا چارلی میرے بھروسے کا آدمی تھا اور میرا رائٹ ہینڈ تھا۔ میں بھلا اسے کیوں قتل کراؤں گا“...... پرنس میکارلو نے اپنی صفائی دیتے ہوئے کہا۔

”یہ ٹھیک کہہ رہا ہے۔ چارلی کو ہلاک کرنے میں واقعی اس کا ہاتھ نہیں ہے“...... عمران نے کہا جو مسلسل پرنس میکارلو کا چہرہ دیکھ رہا تھا اور عمران کسی کا چہرہ دیکھ کر بخوبی اندازہ لگا سکتا تھا کہ وہ سچ بول رہا ہے یا جھوٹ۔

”اگر چارلی کو پرنس میکارلو کی ایما پر ہلاک نہیں کیا گیا ہے تو پھر اسے ہلاک کرنے والا کون ہو سکتا ہے“...... ٹائیگر نے حیران ہو کر پوچھا۔

”جلد ہی اس کا پتہ چل جائے گا۔ جس نے بھی چارلی کو قتل کیا ہے وہ یہیں کا آدمی ہے اور اسے تلاش کرنے میں ہمیں زیادہ دیر نہیں لگے گی“...... عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

”کیسے پتہ چلے گا کہ قاتل کون ہے“...... ٹائیگر نے پوچھا۔

”ابھی پتہ چل جاتا ہے۔ پرنس میکارلو۔ یہ بتاؤ۔ یہاں اور کتنے کمرے موجود ہیں“...... عمران نے پرنس میکارلو کی جانب غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

”یہاں بیس سے زائد کمرے ہیں“...... پرنس میکارلو نے ایک بار پھر پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

”کمروں کی ٹوٹل تعداد بتاؤ“...... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

”چوبیس کمرے ہیں۔ جن میں چار بڑے ہال بھی شامل ہیں“...... پرنس میکارلو نے جواب دیا۔

”یہاں اور کتنے افراد رہتے ہیں“...... عمران نے پوچھا۔

”آر ڈی گروپ کے تمام افراد یہیں رہتے ہیں۔ یہ تہہ خانہ میں نے مخصوص سامان کے لئے اور گروپ کے افراد کے لئے ہی بنوا رکھا ہے۔ اس تہہ خانے کے بارے میں بلیک ماسک بخوبی جانتا ہے“...... پرنس میکارلو نے مرے مرے انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کیا اب بھی تمام افراد یہاں موجود ہیں“...... عمران نے پوچھا۔

”ہاں۔ ابھی تک میں نے کسی کو کہیں نہیں بھیجا ہے۔ چارلی کی طرح سب ہی یہاں موجود ہیں“...... پرنس میکارلو نے جواب دیا۔

”ٹھیک ہے۔ تم ان سب کو ایک ہال میں جمع کرو۔ میں ایک نظر ان سب کو دیکھنا چاہتا ہوں“...... عمران نے کہا۔

”اوہ۔ مم۔ مم۔ مگر“...... پرنس میکارلو نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہنا چاہا۔

”جو کہہ رہا ہوں وہ کرو۔ ورنہ“...... عمران نے غرا کر کہا تو پرنس میکارلو نے بوکھلا کر فوراً اثبات میں سر ہلا دیا۔

”ٹھیک ہے۔ میں ابھی سب کو بلا لیتا ہوں“...... اس نے کہا۔

”بلیک ماسک۔ تم اس کے ساتھ جاؤ اور اگر یہ کوئی گڑبڑ کرنے

کی کوشش کرے تو اسے گولی مار دینا''...... عمران نے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔ ٹائیگر چونکہ پرنس میکارلو کے لئے بلیک ماسک تھا اس لئے عمران نے اسے اسی نام سے مخاطب کیا تھا تا کہ ٹائیگر کا پرنس میکارلو کے سامنے وہی امیج بنا رہے۔

''یس باس''...... ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا کر کہا اور پھر وہ پرنس میکارلو کے ساتھ دروازے کی طرف بڑھا ہی تھا کہ اچانک ٹھٹھک کر رک گیا۔

''کیا ہوا''...... عمران نے اسے رکتے دیکھ کر حیرت سے کہا اسی لمحے اس کی ناک سے ایک تیز اور انتہائی ناگوار بو کا بھبکا سا ٹکرایا۔ عمران نے فوراً سانس روکنا چاہا لیکن دیر ہو چکی تھی۔ گیس اس کے دماغ میں پہنچ چکی تھی۔ جیسے ہی گیس کا اثر اس کے دماغ میں پہنچا اسی لمحے عمران کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا سا چھا گیا اس نے سر جھٹکا لیکن بے سود۔ دوسرے لمحے وہ لہرایا اور خالی ہوتی ہوئی بوری کی طرح گرتا چلا گیا۔ بے ہوش ہونے سے پہلے اس نے دو افراد کے گرنے کی آواز سنی تھی جو ظاہر ہے ٹائیگر اور پرنس میکارلو کے گرنے کی ہی آواز ہو سکتی تھی۔

فون کی گھنٹی بجتے ہی بلیک زیرو نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''ایکسٹو''...... بلیک زیرو نے رسیور کان سے لگاتے ہی ایکسٹو کی مخصوص آواز اور لہجے میں کہا۔

''سلطان بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے سر سلطان کی آواز سنائی دی۔

''اوہ آپ۔ میں طاہر بول رہا ہوں جناب''...... بلیک زیرو نے سر سلطان کی آواز پہچان کر اصلی آواز میں کہا۔

''عمران کہاں ہے''...... دوسری طرف سے سر سلطان نے پوچھا ان کے لہجے میں پریشانی ٹپک رہی تھی۔

''وہ کل سے کہیں گئے ہوئے ہیں جناب۔ ابھی تک نہ ان کی واپسی ہوئی ہے اور نہ ہی میرا ان سے کوئی رابطہ ہوا ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

"کہاں گیا ہے وہ"...... سر سلطان نے پوچھا۔

"وہ پروفیسر کاشف جلیل صاحب کی رہائش گاہ پر گئے تھے جناب۔ وہ پروفیسر کاشف جلیل کی رہائش گاہ اور لیبارٹری کی چیکنگ کرنا چاہتے تھے۔ میری رحمت بابا سے بات ہوئی تھی انہوں نے بتایا ہے کہ عمران صاحب وہاں آئے تھے اور انہوں نے رہائش گاہ کے ساتھ ساتھ لیبارٹری بھی چیک کی تھی اور پھر وہ چلے گئے تھے۔ اس کے بعد سے وہ غائب ہیں میں بھی کافی دیر سے ان سے رابطہ کرنے کی کوشش کر رہا ہوں لیکن ان کا سیل فون آف ہے"...... بلیک زیرو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ۔ جب بھی اس کی ضرورت ہوتی ہے وہ نجانے کہاں غائب ہو جاتا ہے"...... دوسری طرف سے سر سلطان کی جھلائی ہوئی آواز سنائی دی۔

"میں ان سے مسلسل رابطہ کرنے کی کوشش کر رہا ہوں۔ جیسے ہی ان سے رابطہ ہو گا میں انہیں آپ کے بارے میں انفارم کر دوں گا"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"ملک میں شدید خوف و ہراس اور تہلکہ مچا ہوا ہے طاہر۔ کل رات سرفراز شیرازی کو جس طرح سے ہلاک کیا گیا ہے اس سے ملک میں شدید خوف پھیل گیا ہے۔ سرفراز شیرازی کی حفاظت کے لئے تم نے بھی تو اپنے ساتھی بھیجے تھے۔ لیکن کیا ہوا۔ سر عبدالرحمٰن اور ان کی ٹیم کے ساتھ تمہارے چار آدمیوں کی موجودگی میں بھی

آخر کار سرفراز شیرازی کو قتل کر دیا گیا اور ان کی موت کا ذمہ دار سر عبدالرحمٰن کو ٹھہرایا جا رہا ہے کیونکہ سرفراز شیرازی ان کے ریوالور سے نکلی ہوئی گولی سے ہلاک ہوئے ہیں"...... دوسری طرف سے سر سلطان نے کہا۔

"جی ہاں جناب۔ اس بات سے تو میں بھی پریشان ہوں کہ سرفراز شیرازی سر عبدالرحمٰن کے ریوالور کی گولی سے کیسے ہلاک ہو سکتے ہیں"...... بلیک زیرو نے پریشان انداز میں کہا۔

"تم نے بھی سرفراز شیرازی کی حفاظت کے لئے اپنے آدمی بھیجے تھے۔ انہوں نے تمہیں کیا بتایا ہے۔ ہوا کیا تھا وہاں پر"۔ سر سلطان نے پوچھا۔

"میں نے وہاں فور سٹارز کو بھیجا تھا۔ جس کمرے میں سرفراز شیرازی موجود تھے ان کے ہمراہ ان کے گھر کے افراد بھی موجود تھے اور فور سٹارز بھی۔ ان کے علاوہ وہاں سوپر فیاض اور سر عبدالرحمٰن بھی موجود تھے۔ فور سٹارز نے مجھے بتایا تھا کہ انہوں نے ہر طرف مکمل چیکنگ کر لی تھی ان کے خیال میں ان کی اور سر عبدالرحمٰن کی موجودگی میں سرفراز شیرازی بالکل محفوظ تھے۔ وہ جس کمرے میں موجود تھے وہ کمرہ بند تھا اور سب سرفراز شیرازی کے قریب ہی موجود تھے۔ پھر رات کے ایک بجنے سے پہلے سر عبدالرحمٰن صاحب اور سوپر فیاض نے احتیاط کے پیش نظر اپنے ریوالور نکال لئے تھے۔ ایک بجنے میں ابھی چند سیکنڈ باقی تھے کہ

اچانک کمرے کی لائٹ آف ہوگئی تھی۔ اس سے پہلے کہ کوئی کچھ سمجھتا اچانک کمرے میں ایک فائر ہوا اور ایک تیز چیخ سنائی دی تھی۔ اس کے چند لمحوں بعد ہی لائٹ آ گئی تھی اور جب لائٹ واپس آئی تو اس جگہ سرفراز شیرازی کی لاش پڑی تھی جہاں وہ بیٹھے ہوئے تھے۔ ان کے سر میں گولی ماری گئی تھی۔ سر عبدالرحمٰن صاحب کے ہاتھ میں ان کا سرکاری ریوالور تھا جس سے دھواں نکل رہا تھا۔ جیسے گولی انہوں نے چلائی ہو۔ سرفراز شیرازی کی لاش دیکھ کر ان کے اہل خانہ نے بری طرح سے چیخنا چلانا شروع کر دیا تھا جبکہ سر عبدالرحمٰن اور سوپر فیاض دنگ تھے کہ ان کی موجودگی میں سرفراز شیرازی کو کیسے ہلاک کیا گیا ہے۔ کیونکہ انہوں نے کمرہ اندر سے لاک کر رکھا تھا اور کمرے میں ایسی کوئی جگہ نہیں تھی جہاں سے قاتل اندر آ سکتا ہو یا کہیں چھپ کر سرفراز شیرازی پر گولی چلا سکتا ہو۔ میرے ساتھیوں نے سر عبدالرحمٰن کے ریوالور سے دھواں نکلتے دیکھا تو انہوں نے ان سے ریوالور جھپٹ لیا۔ ریوالور سے بارود کی بو آ رہی تھی۔ ریوالور کے چیمبر میں ایک گولی کم تھی۔ گولی اسی ریوالور سے چلائی گئی تھی۔ لیکن سر عبدالرحمٰن اس بات کو ماننے کے لئے تیار نہیں تھے ان کا کہنا تھا کہ انہوں نے گولی نہیں چلائی ہے۔ فائر کی آواز باہر پہنچی تو کئی اہل کار اندر آ گئے اور پھر وہ بھی سرفراز شیرازی کی لاش دیکھ کر گھبرا گئے۔ سرفراز شیرازی چونکہ ایک اعلیٰ عہدے پر فائز تھے اس لئے ان کی ہلاکت کی خبر اعلیٰ حکام کو دے

دی گئی۔ ان کی ہلاکت کا سن کر اعلیٰ حکام نے وہاں پہنچنے میں ایک لمحے کی بھی دیر نہیں لگائی تھی۔ ان کے ساتھ ملٹری انٹیلی جنس پہنچ گئی تھی سرفراز شیرازی کے اہل خانہ کے کہنے کے مطابق سرفراز شیرازی پر سر عبدالرحمٰن نے ہی گولی چلائی تھی اس لئے ملٹری انٹیلی جنس نے سر عبدالرحمٰن کو فوراً حراست میں لے کر ان کا ریوالور بھی قبضے میں لے لیا۔ ریوالور کی حالت دیکھ کر صاف اندازہ ہو رہا تھا کہ اس ریوالور سے گولی چلی تھی۔ سر عبدالرحمٰن لاکھ چیختے رہے کہ انہوں نے گولی نہیں چلائی لیکن حالات ان کے خلاف گواہی دے رہے تھے اس لئے اعلیٰ حکام نے انہیں ملٹری انٹیلی جنس کی تحویل میں دے دیا تھا۔ میں نے اس سلسلے میں ملٹری انٹیلی جنس کے چیف کرنل واسطی سے بات کی تھی انہوں نے سرفراز شیرازی کا پوسٹ مارٹم کرایا ہے اور سرفراز شیرازی کے سر سے گولی نکال لی گئی ہے۔ کرنل واسطی نے مجھے بتایا ہے کہ انہوں نے سرفراز شیرازی کے سر سے نکلنے والی گولی اور سر عبدالرحمٰن کا ریوالور لیبارٹری ٹیسٹ کے لئے فرانسک لیبارٹری بجھوا دیا تھا اور فرانسک لیبارٹری کی طرف سے انہیں جو رپورٹ ملی ہے اس کے مطابق سرفراز شیرازی کے سر میں جو گولی لگی ہے وہ سر عبدالرحمٰن کے ریوالور کی ہی ہے اور اسی گولی سے سرفراز شیرازی کی ہلاکت ہوئی تھی‘‘...... بلیک زیرو کہتا چلا گیا۔

’’ہاں۔ مجھے بھی یہ رپورٹ مل چکی ہے۔ گولی واقعی سر عبدالرحمٰن کے ریوالور سے چلی تھی لیکن آج کے اخبارات میں ٹائم کلر نے

سرفراز شیرازی کی ہلاکت کی ذمہ داری بھی قبول کر لی ہے۔ اس نے اقرار کیا ہے کہ سرفراز شیرازی کو سر عبدالرحمٰن نے نہیں بلکہ اس نے گولی ماری ہے۔ اس نے یہ بھی کہا ہے کہ اسی نے اپنے وعدے اور اپنے بتائے ہوئے ٹھیک وقت کے مطابق سرفراز شیرازی کو ہلاک کیا ہے لیکن اس کے باوجود ابھی تک سر عبدالرحمٰن ملٹری انٹیلی جنس کی حراست میں ہیں۔ وہ ان سے تحقیقات کر رہے ہیں کہ ٹائم کلر ان کے ریوالور سے کس طرح سرفراز شیرازی پر گولی چلا سکتا ہے جبکہ ریوالور سر عبدالرحمٰن کے ہی ہاتھ میں تھا۔ کسی کے حلق سے یہ بات نہیں اتر رہی کہ ریوالور سر عبدالرحمٰن کے ہاتھ میں تھا اور سرفراز شیرازی کو کسی ٹائم کلر نے ہلاک کیا تھا لیکن چونکہ ٹائم کلر نے سرفراز شیرازی کی ہلاکت کی ذمہ داری قبول کر لی ہے اور اس نے سر عبدالرحمٰن کو بے قصور قرار دے دیا ہے اس لئے سر عبدالرحمٰن کو فی الوقت بری الذمہ قرار دے دیا گیا ہے ویسے بھی سر عبدالرحمٰن کا کیریئر سب کے سامنے ہے وہ جھوٹ نہیں بولتے اور نہ ہی انہوں نے آج تک ایسا غلط کام کیا ہے جس سے ان کی عزت اور وقار پر کبھی کوئی حرف آئے اس لئے اعلیٰ حکام اور ملٹری انٹیلی جنس دوسرے نکات پر کام کر رہی ہے کہ ٹائم کلر ان سب کی موجودگی کے باوجود اس کمرے میں داخل کیسے ہوا تھا اور اس نے ایسا کون سا طریقہ اختیار کیا تھا کہ ریوالور سر عبدالرحمٰن کے ہاتھ میں ہونے کے باوجود گولی چل گئی تھی۔ اس بات کا سر عبدالرحمٰن کے پاس بھی

کوئی جواب نہیں ہے اس لئے وہ بھی بے حد پریشان ہیں اور اس وقت انہیں عمران کی سخت ضرورت ہے جو نجانے کہاں غائب ہو گیا ہے"...... دوسری طرف سے سر سلطان نے کہا۔

"میں نے بھی کرنل واسطی کو ایک ٹپ دی ہے کہ وہ سر عبدالرحمٰن کا مائینڈ اور ان کا فزیکل چیک اپ کرائیں۔ یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ سر عبدالرحمٰن کو کسی نے ٹرانس میں لیا ہو اور سر عبدالرحمٰن نے ہپنا ٹائزڈ ہو کر گولی چلا دی ہو"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"اوہ یس۔ ایسا ہو سکتا ہے۔ بالکل ایسا ہو سکتا ہے۔ پھر کیا جواب دیا ہے کرنل واسطی نے"...... دوسری طرف سے سر سلطان نے چونکتے ہوئے کہا جیسے یہ نقطہ ان کے دماغ میں آیا ہی نہ ہو۔

"کرنل واسطی نے بھی میرے اس نقطے پر اتفاق کیا ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ ان کے ایک جاننے والے پروفیسر ہیں جو ہپنا ٹازم کے علم پر خاصی دسترس رکھتے ہیں وہ انہیں بلا کر سر عبدالرحمٰن کی آنکھیں اور ان کا مائینڈ چیک کرائیں گے اگر سر عبدالرحمٰن کسی کی ٹرانس میں ہوئے تو پروفیسر صاحب فوراً اس کا پتہ چلا لیں گے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"اچھا کیا ہے جو تم نے مجھے بھی اس اہم پوائنٹ کے بارے میں بتا دیا ہے۔ میں خود بھی کرنل واسطی سے بات کروں گا اور انہیں جلد سے جلد سر عبدالرحمٰن کی چیکنگ کرانے کا کہوں گا اور میں اعلیٰ حکام کو بھی اس سلسلے میں آسانی سے بریف کر سکوں گا۔ انہیں

بھی یقین آ جائے گا کہ گولی سر عبدالرحمٰن کے ریوالور سے ضرور چلی تھی لیکن وہ گولی سر عبدالرحمٰن نے قصداً نہیں چلائی تھی''...... سر سلطان نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا جیسے ان کے سر سے کوئی بہت بڑا بوجھ ہٹ گیا ہو۔

''کرنل واسطی کی رپورٹ مصدقہ ہو گی جناب۔ جسے اعلیٰ حکام تو کیا کوئی بھی رد نہیں کر سکے گا''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''عمران ہوتا تو وہ خود یہ بات معلوم کر لیتا کہ سر عبدالرحمٰن کو ہپناٹائزڈ کیا گیا تھا یا نہیں''...... سر سلطان نے کہا۔

''جی ہاں۔ وہ اس معاملے کو واقعی آسانی سے ہینڈل کر سکتے ہیں''...... بلیک زیرو نے جواب دیا۔

''اس سے رابطہ کرنے کی دوبارہ کوشش کرو۔ ہو سکتا ہے کہ اس کا کچھ پتہ چل جائے''...... سر سلطان نے کہا۔

''یس سر میں دوبارہ کوشش کر لیتا ہوں۔ مجھے محسوس ہو رہا ہے کہ وہ اسی سلسلے میں کہیں مصروف ہیں۔ وہ جلد یا بدیر اس پراسرار قاتل کا سراغ لگا لیں گے۔ آپ جانتے ہیں کہ عمران صاحب ایک بار جس مجرم کے پیچھے لگ جائیں اس مجرم کو پھر کوئی نہیں بچا سکتا۔ وہ مجرم چاہے پاتال میں ہی کیوں نہ چھپا ہو وہ اسے ڈھونڈ نکالتے ہیں۔ اس بار بھی ایسا ہی ہو گا۔ ٹائم کلر جتنا مرضی چالاک، ذہین اور شاطر ہو لیکن وہ زیادہ دن عمران صاحب سے نہیں چھپ سکے گا''...... بلیک زیرو نے اعتماد بھرے لہجے میں کہا۔

''ہونا تو یہی چاہئے۔ بہرحال جیسے ہی اس سے رابطہ ہو اس سے کہنا کہ وہ مجھ سے ضرور بات کرے''...... سر سلطان نے کہا۔

''اوکے سر۔ میں کہہ دوں گا''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''اور ہاں۔ ٹائم کلر نے نئے کوڈ کے ساتھ آج رات دو بجے اپنے اگلے شکار جمشید عالم کو ہلاک کرنے کا الٹی میٹم دیا ہے اور تم جانتے ہو کہ جمشید عالم پاکیشیا کے لئے کیا اہمیت رکھتے ہیں۔ جمشید عالم کسی بھی طرح پروفیسر کاشف جلیل اور سرفراز شیرازی سے کم نہیں ہے وہ ملک کے عظیم انسان ہیں اور انہوں نے ملک کی فلاح و بہبود کے لئے بہت کام کیا ہے اور ملک کی ہر مشکل گھڑی میں آگے بڑھ کر کام کیا ہے وہ ملک کے ایک بڑے اور معتبر بیورو کریٹ ہیں اور ایک بڑے سرمایہ دار ہونے کی وجہ سے انہوں نے پاکیشیا کی بگڑی ہوئی معیشت کو کئی بار سنبھالا ہے۔ ملک کو بھاری ٹیکس ادا کرنے کے ساتھ ساتھ ان کا بیرون ملک سے آنے والا سرمایہ بھی پاکیشیا کی معیشت کو سنبھالتا ہے۔ ٹائم کلر کے اگلے شکار کے طور پر ان کا نام سن کر نہ صرف عام پاکیشیائی بلکہ حکومت بھی بری طرح سے ہلی ہوئی ہے۔ کہا جا رہا ہے کہ اگر پروفیسر کاشف جلیل اور سرفراز شیرازی کی طرح جمشید عالم کو بھی ٹائم کلر نے ہلاک کر دیا تو یہ پاکیشیا کے لئے بہت بڑا نقصان ہو گا ایسا نقصان جس کا کوئی ازالہ ممکن نہیں ہے۔ سمجھ میں نہیں آ رہا ہے کہ یہ ٹائم کلر آخر ہے کون اور وہ ایسے افراد کو کیوں ہلاک کر رہا ہے جو ملک کا قیمتی

اثاثہ ہیں اور جن سے ملک کا نام، ملک کی سلامتی اور بقاء وابستہ ہے''...... دوسری طرف سے سر سلطان مسلسل کہتے چلے گئے۔

''آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں جناب۔ ٹائم کلر جو بھی ہے وہ واقعی ملک کے ان افراد کو ہلاک کر رہا ہے جن سے ملک و قوم کا مفاد وابستہ ہے اور جن کی ہلاکت سے ملک و قوم کو شدید نقصان پہنچ سکتا ہے۔ اس بات کا اندازہ شاید خود اسے بھی نہیں ہے کہ وہ کس طرح ملک کی قسمت سے کھیل رہا ہے اور اس سے ملک کو کس حد تک نقصان پہنچ سکتا ہے۔ ہمارا ملک پہلے ہی معاشی بدحالی کا شکار ہے۔ ہر طرف بد امنی پھیلی ہوئی ہے اور شدت پسندوں نے ملک کے عام انسان تک کا جینا محال کر رکھا ہے ایسے میں ٹائم کلر کا وارد ہونا اور اس کی کارروائیاں واقعی ملک و قوم کے لئے مزید مصائب پیدا کر سکتی ہیں۔ اسے نہ صرف جلد سے جلد تلاش کرنا ہو گا بلکہ اسے کیفر کردار تک بھی پہنچانا ہو گا ورنہ نجانے وہ اور کن کن کو اپنی ذہنی تسکینیت کے لئے ہلاک کر دے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''ٹائم کلر کی تلاش میں اس وقت پاکیشیا کی تمام ایجنسیاں کام کر رہی ہیں لیکن ابھی تک اس کا کوئی سراغ نہیں ملا۔ وہ بہت چالاک ہے اور اس نے جس ذہانت اور چالاکی سے سر عبدالرحمٰن کے کاندھے پر بندوق رکھ کر چلائی ہے یہ اس کی ذہانت اور چالاکی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ اگر وہ آج کے اخبار میں سرفراز شیرازی کو ہلاک کرنے کی ذمہ داری نہ لیتا تو اس نے سر عبدالرحمٰن کو واقعی اس

جرم میں پھنسا ہی دیا تھا کہ انہوں نے ہی سرفراز شیرازی پر گولی چلائی ہے''...... دوسری طرف سے سر سلطان نے کہا۔

''جو بھی ہوا ہے بہت غلط ہوا ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''ہاں غلط تو ہوا ہے۔ اب جمشید عالم جیسے بیورو کریٹس ٹائم کلر کے ٹارگٹ پر ہے۔ ہمارے لئے اب جمشید عالم کو بچانا بے حد ضروری ہے۔ اگر ٹائم کلر نے انہیں بھی وقت کے مطابق ہلاک کر دیا تو ملک میں بہت زیادہ بد امنی اور انتشار پھیل جائے گا جس سے پاکیشیا اور زیادہ بدحالی کا شکار ہو جائے گا اور پاکیشیا کی جو صورتحال ہے وہ پہلے ہی انتہائی مخدوش ہے۔ پاکیشیا مزید پریشانیوں اور انتشار کا متحمل نہیں ہو سکتا اس لئے یہ سلسلہ اب رک جانا چاہئے۔ ہر حال میں اور ہر صورت میں''...... سر سلطان نے انتہائی سنجیدگی سے کہا۔

''میری اطلاعات کے مطابق اس بار جمشید عالم کی حفاظت کی ذمہ داری ملٹری انٹیلی جنس نے لی ہے اور انہوں نے جمشید عالم صاحب کو لے جا کر کسی نامعلوم مقام پر منتقل کر دیا ہے تا کہ وہ انہیں ٹائم کلر سے بچا سکیں اور انہیں کہاں لے جایا گیا ہے اس بارے میں ان کے اہل خانہ کو بھی نہیں بتایا گیا ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''ان حالات میں اس سے اچھا اقدام اور کیا ہو سکتا تھا۔ پروفیسر کاشف جلیل اور سرفراز شیرازی نے تو ٹائم کلر کی دھمکیوں کو

سیریس لیا ہی نہیں تھا اور دونوں اپنی رہائش گاہوں میں ہی ہلاک کر دیئے گئے تھے حالانکہ ان کی حفاظت کے لئے انٹیلی جنس نے انتہائی مربوط انتظامات کئے تھے لیکن اس کے باوجود ٹائم کلر اپنے مقصد میں کامیاب ہو گیا چونکہ دو اہم افراد سنٹرل انٹیلی جنس کی موجودگی میں ہٹ کئے گئے ہیں اس لئے اعلیٰ حکام نے اس بار یہ ٹاسک ملٹری انٹیلی جنس کو سونپا ہے کہ وہ جمشید عالم کی حفاظت کریں اور ملٹری انٹیلی جنس والوں نے جمشید عالم کو غائب کر دینا ہی مناسب سمجھا ہے۔ ہوسکتا ہے ان کا یہی اقدام جمشید عالم کی جان بچانے کا باعث بن جائے''...... سر سلطان نے کہا۔

''یس سر۔ ویسے بھی اس معاملے میں آفیشل طور پر پاکیشیا سیکرٹ سروس کام نہیں کر رہی ہے اس لئے میں نے بھی سر عبدالرحمٰن اور ملٹری انٹیلی جنس کے آڑے آنے کی کوشش نہیں کی ہے لیکن اس کے باوجود میرے ساتھی اس سلسلے میں کام کر رہے ہیں۔ امید ہے وہ کسی نہ کسی طرح ٹائم کلر کو تلاش کر لیں گے۔ ایک بار ٹائم کلر کا کوئی سراغ مل گیا تو ہمارے لئے اس تک پہنچنا مشکل نہیں ہو گا''...... بلیک زیرو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اس کا ملنا بہت ضروری ہے طاہر۔ عمران کی پراسرار گمشدگی سے مجھے یہ شک بھی ہو رہا ہے کہ کہیں ٹائم کلر پروفیسر کاشف جلیل کو ہلاک کر کے ان کی نئی ایجاد یا ایجاد کا فارمولا نہ لے گیا ہو جس کے بارے میں ابھی تک کسی کو یہ بھی معلوم نہیں ہے کہ ان کی ایجاد

تھی کیا۔ کیا وہ ایجاد دفاع کے لئے بنائی گئی تھی یا پروفیسر کاشف جلیل کوئی سائنسی ہتھیار بنا رہے تھے اور ان کی نئی ایجاد مکمل ہونے کے کس سٹیج پر تھی''...... دوسری طرف سے سر سلطان نے کہا۔

''مجھے یقین ہے جناب۔ ٹائم کلر پروفیسر کاشف جلیل صاحب کی لیبارٹری تک نہیں پہنچا ہو گا۔ میں وہاں جو سائنسی آلات ساتھ لے کر گیا تھا ان جدید سائنسی آلات کے باوجود میں بھی لیبارٹری کے خفیہ راستوں کے بارے میں نہیں جان سکا تھا پھر بھلا ٹائم کلر لیبارٹری میں کیسے داخل ہو سکتا ہے۔ اس لئے مجھے یقین ہے کہ پروفیسر صاحب نے جو بھی ایجاد کی ہے وہ ابھی تک ان کی لیبارٹری میں ہی موجود ہو گی''...... بلیک زیرو نے یقین بھرے لہجے میں کہا۔

''اللہ کرے ایسا ہی ہو''...... دوسری طرف سے سر سلطان کے منہ سے دعائیہ کلمات نکلے۔

''انشاء اللہ ایسا ہی ہو گا''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''ٹائم کلر نے جو کوڈ دیئے تھے ان کے بارے میں کچھ پتہ چلا ہے کہ وہ کیا ہیں اور ان کا کیا مطلب ہو سکتا ہے''...... سر سلطان نے چند لمحے توقف کے بعد پوچھا۔

''نہیں جناب۔ میں نے اور عمران صاحب نے بہت کوشش کی ہے لیکن ہم ابھی تک اس کوڈ کو نہیں سمجھ سکے ہیں لیکن ہم کوشش کر رہے ہیں۔ جلد ہی معلوم ہو جائے گا کہ ٹائم کلر کے ان کوڈز کا کیا مطلب ہو سکتا ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

Downloaded from https://paksociety.com

"ٹائم کلر نے جمشید عالم کے لئے بھی ایک کوڈ جاری کیا ہے"...... سر سلطان نے کہا۔

"جی ہاں۔ جمشید عالم کو ہلاک کرنے کے ساتھ کلیو کے طور پر ٹائم کلر نے اس بار انیس، پندرہ، زیرو دو اور ڈبل زیرو کا کوڈ دیا ہے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"انیس، پندرہ، زیرو دو اور ڈبل زیرو۔ ہونہہ نجانے یہ کیا کوڈ ہے اور اس کا مقصد کیا ہوسکتا ہے"...... سر سلطان نے کہا۔

"میں اس کوڈ کو حل کرنے کی کوشش کر رہا ہوں جناب۔ جیسے ہی اس کے بارے میں پتہ چلے گا میں آپ کو انفارم کر دوں گا"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"اوکے۔ تم عمران سے رابطہ کرنے کی کوشش کرو۔ دیکھو وہ کہاں ہے اور کیا کر رہا ہے"...... سر سلطان نے کہا۔

"یس سر۔ میں دیکھتا ہوں۔ جیسے ہی میری ان سے بات ہو گی میں انہیں آپ کے بارے میں بتا دوں گا"...... بلیک زیرو نے کہا اور دوسری طرف سے سر سلطان نے اوکے کہہ کر رابطہ ختم کر دیا۔ بلیک زیرو نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور کریڈل پر رکھا اور ہونٹ بھینچ کر عمران کے بارے میں سوچنے لگا۔

"کہاں جا سکتے ہیں عمران صاحب۔ انہوں نے تو کہا تھا کہ وہ پروفیسر صاحب کی لیبارٹری کی چیکنگ کے بعد واپس یہیں آ جائیں گے پھر وہ ابھی تک واپس کیوں نہیں آئے ہیں"...... بلیک زیرو

نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ ابھی وہ سوچ ہی رہا تھا کہ اسی لمحے ایک بار پھر فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

"ایکسٹو"...... بلیک زیرو نے رسیور اٹھا کر کان سے لگاتے ہوئے مخصوص لہجے میں کہا۔

"جولیا بول رہی ہوں چیف"...... دوسری طرف سے جولیا کی آواز سنائی دی۔

"یس جولیا۔ کوئی رپورٹ"...... بلیک زیرو نے مخصوص انداز میں کہا۔

"چیف۔ ہم نے وہ نمبر ٹریس کر لیا ہے جس سے سر عبدالرحمٰن کا نمبر ہیک کر کے پروفیسر کاشف جلیل کے سیل فون پر بات کی گئی تھی"...... دوسری طرف سے جولیا نے کہا۔

"گڈ شو۔ کس کا نمبر ہے"...... ایکسٹو نے پوچھا۔

"جس نمبر سے سر عبدالرحمٰن کا نمبر ہیک کیا گیا تھا اسی نمبر سے ملک کے مشہور بیوروکریٹ جمشید عالم کا نمبر بھی ہیک کیا گیا تھا۔ سر عبدالرحمٰن کے نمبر سے تو پروفیسر کاشف جلیل کے نمبر پر کال کی گئی تھی جبکہ جمشید عالم کے نمبر سے سرفراز شیرازی کو کال کی گئی تھی۔ دونوں نمبروں کو ایک ہی شخص نے ہیک کیا تھا"...... دوسری طرف سے جولیا نے کہا۔

"بتاؤ۔ کس نے نمبر ہیک کئے تھے"...... ایکسٹو نے غرا کر کہا۔

"وہ نمبر کراسٹن کا ہے چیف۔ اسی نے سر عبدالرحمٰن اور جمشید

عالم کا نمبر ہیک کیا تھا اور اسی کے نمبر سے ٹائم کلر بن کر بات کی گئی تھی“...... جولیا نے کہا۔

”کیسے معلوم ہوا ہے کہ یہ نمبر کراسٹن کا ہے اور کون ہے یہ کراسٹن“...... ایکسٹو نے اسی انداز میں پوچھا۔

”میں اس وقت ٹیلی کمیونیکیشن کے سپریم ٹریکنگ سسٹم کے آفس میں موجود ہوں۔ مجھے یہاں موجود ایک مخصوص ٹریکنگ سسٹم کمپیوٹر سے اس نمبر کا پتہ چلا ہے“...... جولیا نے کہا۔

”کیا تم نے چیک کیا ہے کہ کہیں سر عبدالرحمن اور جمشید عالم کے نمبروں کی طرح کراسٹن کا نمبر بھی ہیک نہ کیا گیا ہو“...... بلیک زیرو نے کہا۔

”یس چیف۔ میں نے یہ چیکنگ بھی کی ہے لیکن کراسٹن کا نمبر ہیک نہیں ہوا ہے۔ دونوں کالیں اسی نمبر کی ہیں۔ میں نے اس کی کالوں کا تمام ریکارڈ حاصل کر لیا ہے اب میں کوشش کر رہی ہوں کہ اس کمپیوٹر سسٹم سے ان کالوں کی ریکارڈنگ کے ٹیپ نکال سکوں جن میں ٹائم کلر نے پروفیسر کاشف جلیل اور سرفراز شیرازی کو کال کی تھی۔ اگر ہمیں وہ ٹیپ مل گئی تو اس سے ہم ٹائم کلر کی آواز سن سکتے ہیں اور فرانسک لیب سے اس بات کا پتہ لگایا جا سکتا ہے کہ وہ آواز کراسٹن کی ہے یا کسی اور کی“...... جولیا نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ ٹیپ مل جائے تو اس کی ایک کاپی مجھے بھی بھجوا دینا میں بھی وہ آواز سننا چاہتا ہوں“...... ایکسٹو نے کہا۔

”یس چیف۔ جیسے ہی ٹیپ ملے گا میں اس کی کاپی دانش منزل میں پہنچا دوں گی“...... جولیا نے کہا۔

”کراسٹن کے بارے میں تم نے نہیں بتایا۔ کون ہے وہ۔ کیا اس کے بارے میں کوئی معلومات ملی ہیں“...... ایکسٹو نے پوچھا۔

”یس چیف۔ اس کے بارے میں معلوم ہوا ہے کہ وہ بلیک کلب کا منیجر ہے اور اپنے کلب میں ہی ہوتا ہے۔ میں نے صفدر، تنویر اور کیپٹن شکیل کو اس کی طرف بھیج دیا ہے۔ میں نے ہدایات دی ہیں کہ وہ کراسٹن پر نظر رکھیں تاکہ اس کی ایکٹیوٹیز کا پتہ چل سکے“...... دوسری طرف سے جولیا نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ اور کوئی خاص بات“...... ایکسٹو نے کہا۔

”یس چیف۔ میں نے کمیونیکیشن کے ایک مخصوص کمپیوٹر سسٹم میں ایک ٹیپ بھی لگوا دیا ہے جو کراسٹن کے نمبر کے ساتھ منسلک ہے تاکہ اگر کراسٹن کہیں بھی کال کرے تو ہمیں اس کا ٹیپ مل سکے“...... جولیا نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ تم صفدر سے بات کرو اور اس سے کہو کہ وہ کراسٹن کو اٹھا کر دانش منزل کے لاک اپ میں پہنچا دے۔ اس سے میں خود بات کروں گا کہ اس کا ٹائم کلر سے کیا تعلق ہو سکتا ہے“...... ایکسٹو نے کہا۔

”او کے چیف۔ میں ابھی ہدایات دے دیتی ہوں“...... دوسری طرف سے جولیا نے کہا۔

"کمیونیکیشن والوں سے کہو کہ وہ ایک ٹیپ جمشید عالم کے نمبر سے بھی منسلک کر دے تاکہ اگر ٹائم کلر اس سے کسی دوسرے نمبر سے بات کرے تو اس کی آواز ریکارڈ ہو سکے"...... ایکسٹو نے کہا۔

"لیس چیف۔ میں کہہ دیتی ہوں"...... جولیا نے کہا اور ایکسٹو نے اسے مزید ہدایات دیتے ہوئے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

"کیا کراسٹن ہی ٹائم کلر ہے"...... بلیک زیرو نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ وہ چند لمحوں تک سوچتا رہا پھر اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور ایک بار پھر عمران کو کال کرنے لگا لیکن عمران کا نمبر بدستور آف تھا۔

"کہاں رہ گئے ہیں عمران صاحب"...... بلیک زیرو نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا اس نے رسیور کریڈل پر رکھا اور پھر کچھ سوچ کر واچ ٹرانسمیٹر پر عمران کو کال دینے لگا۔ کال جا تو رہی تھی لیکن عمران کال رسیو نہیں کر رہا تھا۔

"لگتا ہے عمران صاحب کسی مشکل میں ہیں اسی لئے وہ میری کال رسیو نہیں کر رہے ہیں"...... بلیک زیرو نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ وہ کافی دیر عمران سے رابطہ کرنے کی کوشش کرتا رہا لیکن عمران سے کسی طرح رابطہ ہونے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا۔ جوں جوں وقت گزرتا جا رہا تھا بلیک زیرو کی پریشانی بڑھتی جا رہی تھی۔ اس نے فلیٹ اور رانا ہاؤس بھی فون کر کے عمران کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کی کوشش کی تھی لیکن عمران وہاں نہیں تھا۔

ایک گھنٹے بعد صفدر، کیپٹن شکیل اور تنویر بلیک کلب کے کراسٹن کو لے کر وہاں آ گئے۔ بلیک زیرو نے صفدر سے کہہ کر کراسٹن کو ڈارک روم میں راڈز والی کرسی پر جکڑنے کا کہا تو صفدر نے اندر جا کر کراسٹن کو ڈارک روم میں ایک راڈز والی کرسی پر جکڑ دیا۔

بلیک زیرو کے پوچھنے پر صفدر نے بتایا کہ وہ تینوں بلیک کلب گئے تھے۔ کراسٹن اپنے کلب میں ہی موجود تھا۔ کراسٹن چونکہ کلب میں منشیات کا غیر قانونی دھندہ کرتا تھا اس لئے انہیں کراسٹن کے آفس میں جانے میں کوئی دقت نہیں ہوئی تھی وہ تینوں میک اپ میں کراسٹن سے منشیات کی بڑی کھیپ کا سودا کرنے کے بہانے گئے تھے۔ کراسٹن کا کمرہ کلب سے الگ تھا اور اس نے اپنی حفاظت کے لئے کمرہ ساؤنڈ پروف بنا رکھا تھا اس لئے انہوں نے آسانی سے کراسٹن کو قابو میں کر لیا تھا اور پھر انہوں نے کراسٹن کا منہ کھلوا کر اس کے آفس میں موجود ایک خفیہ راستے کا معلوم کیا تھا اور پھر وہ اسی راستے سے کراسٹن کو بے ہوش کر کے وہاں سے نکال لانے میں کامیاب ہو گئے تھے۔ انہوں نے کراسٹن کا وہ سیل فون بھی حاصل کر لیا تھا جس سے سر عبدالرحمٰن اور جمشید عالم کے نمبر ہیک کئے گئے تھے۔ صفدر نے ایکسٹو کے کہنے پر وہ سیل فون وہاں موجود ایک مخصوص باسکٹ میں رکھ دیا تھا جہاں سے بلیک زیرو وہ سیل فون آسانی سے اٹھا سکتا تھا۔

بلیک زیرو نے انہیں واپس جانے کا کہا تو وہ تینوں کراسٹن کو

وہاں چھوڑ کر واپس چلے گئے۔ ان کے جانے کے کچھ دیر بعد بلیک زیرو اٹھ کھڑا ہوا۔ وہ ڈارک روم میں جا کر کراسٹن سے پوچھ گچھ کرنا چاہتا تھا۔ دونوں نمبر کراسٹن کے نمبر سے ہی ہیک ہوئے تھے اس لئے بلیک زیرو کو قوی امید تھی کہ کراسٹن ہی یا تو ٹائم کلر کا رول ادا کر رہا ہے یا پھر اس کا کوئی نہ کوئی تعلق ٹائم کلر سے ضرور ہے اور اس سے پوچھ گچھ کرنے سے کچھ نہ کچھ ضرور معلوم ہو جائے گا۔ وہ ابھی ڈارک روم میں جانے کے لئے اٹھا ہی تھا کہ ایک بار پھر فون کی گھنٹی بج اٹھی تو وہ رک گیا اور اس نے ہاتھ بڑھا کر فون کا رسیور اٹھا لیا۔

"ایکسٹو"...... رسیور اٹھا کر کان سے لگاتے ہی بلیک زیرو نے ایکسٹو کی مخصوص آواز میں کہا۔

"جولیا بول رہی ہوں چیف"...... دوسری طرف سے جولیا کی آواز سنائی دی۔

"یس جولیا۔ بولو۔ کوئی اور بات معلوم ہوئی ہے کیا"...... ایکسٹو نے پوچھا۔

"یس چیف۔ آپ کے حکم سے میں نے ٹیلی کمیونیکیشن کے سسٹم پر جمشید عالم کے لئے جو ٹیپ لگوایا تھا اس پر ٹائم کلر کی ایک کال ریکارڈ ہوئی ہے"...... جولیا نے جواب دیا۔

"ٹائم کلر۔ اوہ۔ کب کی ہے اس نے کال اور کیا کہا ہے اس نے جمشید عالم سے"...... بلیک زیرو نے چونک کر اور حیرت بھرے

لہجے میں کہا۔ وہ اس بات پر حیران تھا کہ ٹائم کلر جس نمبر سے دوسرے کے نمبر ہیک کر کے بات کرتا تھا وہ یہاں تھا پھر بھلا جمشید عالم کو کون کال کر سکتا تھا۔ جولیا اس کال کی تفصیلات بتانے لگی جو ٹائم کلر نے جمشید عالم کو کی تھی۔

"ہونہہ۔ اس کا مطلب ہے کہ ٹائم کلر کراسٹن نہیں کوئی اور ہے"...... ایکسٹو نے کہا۔

"یس چیف"...... جولیا نے کہا۔

"معلوم کیا ہے اس بار کس کا نمبر ہیک کیا گیا ہے"...... ایکسٹو نے پوچھا۔

"یس چیف۔ یہ کال ملٹری انٹیلی جنس کے سیکنڈ چیف میجر دلشاد کا نمبر ہیک کر کے کی گئی ہے اور اس بار جس نمبر سے میجر دلشاد کا نمبر ہیک کیا گیا ہے وہ نمبر ڈارس کلب کے ایک بارٹینڈر جوزف کے نام پر رجسٹرڈ ہے"...... دوسری طرف سے جولیا نے جواب دیا اور بلیک زیرو نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

"بارٹینڈر کا نمبر"...... ایکسٹو نے کہا۔

"یس چیف۔ جب یہ کال کی گئی تھی اس وقت تک صفدر اور اس کے ساتھیوں نے کراسٹن کو اٹھا لیا تھا اور اس کا سیل فون بھی اپنے قبضے میں لے لیا تھا۔ جمشید عالم کو اس نمبر کی بجائے ایک عام بارٹینڈر کے نمبر سے کال کی گئی ہے جس سے مجھے اندازہ ہو رہا ہے کہ کراسٹن بھی وہ نہیں ہے جو ہم سمجھ رہے تھے"...... جولیا نے

تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ لگ تو ایسا ہی رہا ہے۔ کوئی بہت ذہانت اور چالاکی سے یہ سارا کھیل کھیل رہا ہے۔ ایک نمبر سے دوسرے نمبر کو ہیک کرنا اور پھر نمبروں کا بدل جانا بڑی عجیب سی بات ہے۔ اگر کراسٹن ٹائم کلر ہوتا تو جمشید عالم کو ایک بار ٹینڈر کال کیوں کرتا۔ یہ تو کوئی لمبا ہی چکر معلوم ہو رہا ہے"...... ایکسٹو نے سوچتے ہوئے انداز میں کہا۔

"یس چیف۔ میں اب بھی ٹیلی کمیونیکیشن سنٹر میں موجود ہوں اور میں ایک اور ٹریکنگ سسٹم پر اب خود کام کر رہی ہوں۔ میں سسٹم کو ڈیپ چیک کر رہی ہوں۔ میرے پاس ایک ایسا سافٹ ویئر ہے جس سے حتمی طور پر پتہ لگایا جا سکتا ہے کہ دوسرے افراد کے نمبروں کو کہاں سے اور کیسے ہیک کیا جا سکتا ہے۔ اگر اس سافٹ ویئر نے صحیح طور پر کام کیا تو میں وہ نمبر آسانی سے ڈھونڈ نکالوں گی جس سے ان نمبروں کو ہیک کیا جاتا ہے"...... جولیا نے کہا۔

"اس کام میں کتنا وقت لگے گا"...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

"ڈیپلی چیکنگ میں کافی وقت لگتا ہے چیف۔ میں حتمی طور پر تو نہیں کہہ سکتی البتہ میرا اندازہ ہے کہ مکمل چیکنگ میں مجھے آٹھ سے دس گھنٹے لگ سکتے ہیں اور اس سے زیادہ بھی"...... جولیا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ تب تک تو کافی دیر ہو جائے گی۔ ٹائم کلر نے رات دو بجے جمشید عالم کو ہلاک کرنے کا وقت دیا ہے۔ کوشش کرو کہ اس وقت سے پہلے اس نمبر کا پتہ چل جائے"...... ایکسٹو نے کہا۔

"یس چیف۔ میں اپنے طور پر پوری کوشش کر رہی ہوں"۔ جولیا نے کہا۔

"جمشید عالم کو جو کال کی گئی ہے اس کا ٹیپ بنا لیا ہے تم نے"...... ایکسٹو نے پوچھا۔

"یس چیف۔ میں نے پروفیسر کاشف جلیل اور سرفراز شیرازی والے ٹیپ بھی حاصل کر لئے ہیں۔ میں ان کی کاپیاں بنا رہی ہوں۔ ایک گھنٹے تک تینوں ٹیپ میں آپ کو بھجوا دوں گی"...... جولیا نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تب تک میں کراسٹن سے بات کر لیتا ہوں۔ ہو سکتا ہے کہ اس سے پوچھ گچھ کرنے پر کوئی کام کی بات معلوم ہو جائے"...... ایکسٹو نے کہا۔

"یس چیف"...... جولیا نے کہا اور بلیک زیرو نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ جولیا نے اسے ٹائم کلر کے حوالے سے جمشید عالم کے ساتھ ہونے والی جس بات چیت کے بارے میں بتایا تھا اسے سن کر وہ بے حد متفکر ہو گیا تھا۔ ٹائم کلر اس کی توقع سے کہیں زیادہ چالاک اور خطرناک معلوم ہو رہا تھا۔ بلیک زیرو کو اب احساس ہونا شروع ہو گیا تھا کہ اس کا پالا اس بار کسی عام مجرم سے نہیں بلکہ

ایک انتہائی ذہین اور چالاک مجرم سے پڑا ہے اور وہ جو کچھ بھی کر رہا ہے اس کے لئے اس نے باقاعدہ پلاننگ کر رکھی ہے۔ وہ نہ صرف ذہانت سے اپنے ٹارگٹ ہٹ کر رہا تھا بلکہ انہیں اور ملک کی دوسری ایجنسیوں کو الجھانے کے لئے بھی کھیل کھیل رہا تھا۔ ایسے کھیل جنہیں سمجھنے کے لئے واقعی بہت بڑا دماغ چاہئے تھا۔ ایسا دماغ جو ٹائم کلر کے ہم پلہ ہو اور وہ ٹائم کلر کی پلاننگ اور اس کے موت کے انوکھے کھیل کو سمجھ سکتا ہو اور ایسا دماغ عمران کا ہی ہو سکتا تھا۔ لیکن عمران نجانے کہاں غائب ہو گیا تھا۔

بلیک زیرو کچھ دیر سوچتا رہا پھر اس نے ایک بار پھر عمران سے رابطہ کرنے کی کوششیں کرنا شروع کر دیں لیکن لا حاصل۔ عمران یوں غائب تھا جیسے گدھے کے سر سے سینگ۔

عمران کو ہوش آیا تو اس نے خود کو اسی کمرے میں موجود پایا جہاں وہ ٹائیگر اور پرنس میکارلو کے ساتھ چارلی کے پاس آیا تھا اور وہاں چارلی کی بجائے اس کی لاش ملی تھی۔ جس کی کمر میں دستے تک خنجر دھنسا ہوا تھا۔

ہوش میں آ کر عمران نے دیکھا کہ ٹائیگر اور پرنس میکارلو بھی وہیں گرے پڑے تھے۔ پرنس میکارلو کو دیکھ کر عمران بری طرح سے چونک پڑا کیونکہ پرنس میکارلو کی کمر میں بالکل ویسا ہی ایک خنجر گڑا ہوا تھا جیسا چارلی کی کمر میں گڑا ہوا تھا۔ چارلی کی لاش بھی وہیں پڑی تھی اور اس کی کمر میں گڑا ہوا خنجر بھی موجود تھا۔

پرنس میکارلو کے جسم سے خون نکل کر اس کے لباس اور اس کے اردگرد پھیلا ہوا تھا اور خون جما ہوا تھا جس سے پتہ چلتا تھا کہ پرنس میکارلو کو ہلاک ہوئے کافی وقت ہو چکا ہے۔ عمران بوکھلا کر

اٹھا اور آگے بڑھ کا ٹائیگر کو چیک کرنے لگا کہ کہیں وہ بھی تو ہلاک نہیں ہو گیا لیکن ٹائیگر کی سانسیں چل رہی تھی وہ صرف بے ہوش تھا۔ عمران نے آگے بڑھ کر پرنس میکارلو کو چیک کیا لیکن پرنس میکارلو ہلاک ہو چکا تھا۔

عمران نے اپنی ریسٹ واچ دیکھی تو اس کی پیشانی پر لاتعداد سلوٹیں ابھر آئیں۔ ریسٹ واچ کے مطابق وہ بارہ گھنٹوں سے زیادہ وقت تک بے ہوش رہا تھا۔

''اتنی طویل بے ہوشی۔ یہ کیسے ہوسکتا ہے۔ میں اتنی دیر تک بے ہوش کیسے رہ سکتا ہوں''...... عمران نے حیرت زدہ انداز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس کی حیرت بجا تھی کیونکہ وہ ایک گیس سے بے ہوش ہوا تھا جبکہ اس نے جسمانی اور دماغی ورزشیں کر کے اپنی قوت مدافعت اس حد تک بڑھا رکھی تھی کہ کسی بھی گیس سے بے ہوش ہونے کے بعد وہ زیادہ سے زیادہ ایک یا دو گھنٹوں تک ہی بے ہوش رہ سکتا تھا اور پھر اسے اپنی قوت مدافعت کے تحت خود ہی ہوش آ جاتا تھا لیکن یہ شاید اس کی زندگی کا پہلا موقع تھا کہ وہ اتنی دیر تک بے ہوش پڑا رہا تھا۔ عمران کو ایسا لگ رہا تھا جیسے اسے بار بار بے ہوش کیا جاتا رہا ہو۔ یہی حال ٹائیگر کا بھی تھا وہ بھی بے سدھ پڑا ہوا تھا۔ جبکہ بے ہوش ہونے سے پہلے عمران نے جس گیس کی بو محسوس کی تھی وہ اس گیس کے بارے میں بخوبی جانتا تھا اور اس گیس کے اثر سے کوئی بھی انسان زیادہ سے زیادہ دو گھنٹوں

تک کے لئے ہی بے ہوش رہ سکتا تھا۔ اس لحاظ سے کم از کم ٹائیگر کو تو ہوش میں ہونا چاہئے تھا۔ عمران کچھ دیر سوچتا رہا پھر وہ اٹھا اور تیزی سے کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔ تہہ خانے میں پہلے کی طرح بدستور خاموشی چھائی ہوئی تھی جیسے وہاں کوئی نہ ہو۔ عمران چاروں طرف گھومنے لگا لیکن وہاں کوئی نہیں تھا اور پھر جب عمران نے وہاں موجود کمروں میں جھانکا تو اس کا چہرہ شدید پریشانی سے بگڑتا چلا گیا۔ کمروں میں لاشیں ہی لاشیں پڑی ہوئی تھیں اور سب کی سب لاشیں ایسی تھیں جنہیں ان کی کمروں میں خنجر مار کر ہلاک کیا گیا تھا۔

''میرے خدا۔ یہ سب کیا ہے۔ ان سب کو کس نے ہلاک کیا ہے''...... عمران نے پریشانی کے عالم میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ عمران کچھ دیر ان لاشوں کو دیکھتا رہا۔ ایک کمرے میں اسے ایک ایسی لاش دکھائی دی جسے خنجر کی بجائے گولی مار کر ہلاک کیا گیا تھا۔ شاید یہ ان لوگوں میں سے تھا جنہوں نے پرنس میکارلو اور اس کے ساتھیوں کو اس قدر بے دردی سے ہلاک کیا تھا۔ عمران کچھ دیر وہاں رکا رہا پھر وہ واپس اس کمرے میں آ گیا جہاں چارلی اور پرنس میکارلو کی لاش پڑی ہوئی تھی اور جہاں ٹائیگر بے ہوش پڑا ہوا تھا۔ عمران کمرے میں داخل ہوا تو اسے ٹائیگر کے کراہنے کی آواز سنائی دی۔ اسے بھی ہوش آ گیا تھا۔ دوسرے لمحے ٹائیگر کے جسم میں حرکت پیدا ہوئی اور اس نے آنکھیں کھول دیں۔

آنکھیں کھولتے ہی وہ اٹھ کر بیٹھ گیا اور پھر اس کی نظریں جیسے ہی چارلی کے ساتھ وہاں پڑی ہوئی پرنس میکارلو کی لاش پر پڑیں وہ بے اختیار چونک پڑا۔

"یہ۔ یہ تو پرنس میکارلو ہے۔ اسے کیا ہوا ہے۔ اسے کس نے ہلاک کیا ہے"...... ٹائیگر نے انتہائی حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

"صرف یہی نہیں یہاں موجود ریڈ ڈائمنڈ کے سارے گروپ کو ہلاک کر دیا گیا ہے"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں باس۔ سارا گروپ ہلاک ہو چکا ہے لیکن کیسے۔ کس نے ہلاک کیا ہے انہیں"...... ٹائیگر نے بری طرح سے چونک کر کہا۔

"کس نے ہلاک کیا ہے یہ تو میں نہیں جانتا لیکن میں نے ان کی لاشیں دیکھی ہیں۔ ان سب کو خنجر مار کر ہلاک کیا گیا ہے۔ یوں لگ رہا ہے جیسے پرنس میکارلو اور اس کے آر ڈی گروپ کو بے ہوشی کی حالت میں ہی خنجر مار کر ہلاک کیا گیا ہو"...... عمران نے سوچتے ہوئے انداز میں کہا۔

"اوہ۔ لیکن ایسا کون کر سکتا ہے۔ کسی کی پرنس میکارلو اور اس کے آر ڈی گروپ سے کیا دشمنی تھی کہ اس نے ان سب کو ایک ساتھ ہلاک کر دیا ہے"...... ٹائیگر نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"تمہیں اس بات پر حیرانی ہے کہ پرنس میکارلو اور اس کے ساتھیوں کو کس نے ہلاک کیا ہے اور میں اس بات سے حیران ہوں

کہ ہم دونوں زندہ کیوں ہیں"...... عمران نے کہا اور ٹائیگر چونک کر اس کی شکل دیکھنے لگا جیسے عمران اس سے مذاق کر رہا ہو لیکن عمران کے چہرے پر ٹھوس سنجیدگی دکھائی دے رہی تھی جیسے وہ زندگی میں کبھی مسکرایا تک نہ ہو۔

"کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں باس"...... ٹائیگر نے اور زیادہ حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"نانسنس۔ یہاں پچاس سے زائد افراد کو قتل کیا گیا ہے اور جس نے بھی انہیں مارا ہے اس نے بڑے آرام سے یہاں آ کر اپنا کام کیا ہے۔ ہم بھی یہاں بے ہوش پڑے ہوئے تھے اگر وہ چاہتا تو ہمیں بھی بے ہوشی کی حالت میں ہلاک کر سکتا تھا لیکن اس نے ہم دونوں کو ہاتھ تک نہیں لگایا اور تمہیں یہ سن کر اور زیادہ حیرانی ہوگی کہ ہم دونوں یہاں بارہ گھنٹوں سے زیادہ وقت کے لئے بے ہوش پڑے رہے ہیں"...... عمران نے منہ بنا کر کہا اور ٹائیگر حیرت سے عمران کی شکل دیکھتا رہ گیا۔ اس نے اپنی ریسٹ واچ دیکھی اور پھر اس کے چہرے پر بھی سچ مچ پریشانی لہرانے لگی۔

"بارہ گھنٹے۔ ہم یہاں بارہ گھنٹوں سے زائد وقت کے لئے بے ہوش رہے ہیں۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے باس۔ بے ہوش ہونے سے پہلے مجھے جس گیس کی بو محسوس ہوئی تھی وہ سائیلم گیس کی تھی اور اس گیس کا اثر زیادہ سے زیادہ دو گھنٹوں کے لئے ہوتا ہے اور اس کے بعد بے ہوش ہونے والا خود ہی ہوش میں آ جاتا ہے پھر یہ

بارہ گھنٹے"...... ٹائیگر نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

"مجھے تو ایسا لگ رہا ہے جیسے ہمیں جان بوجھ کر اور کسی خاص مقصد کے لئے اتنی دیر تک بے ہوش رکھا گیا ہے"...... عمران نے اسی طرح سنجیدگی سے کہا۔

"لیکن کیوں باس۔ ہمیں اتنی دیر بے ہوش کیوں رکھا گیا ہے۔ اگر کسی نے پرنس میکارلو اور اس کے ساتھیوں کو بے ہوشی کی حالت میں ہلاک کرنا ہی تھا اور وہ یہاں اکیلا بھی ہوتا تو وہ بے ہوش افراد کو زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹے میں ہلاک کر سکتا تھا پھر اس نے ہمیں بارہ گھنٹوں کے لئے کیوں بے ہوش کیا تھا"...... ٹائیگر نے اسی طرح حیران لہجے میں کہا۔

"میں بھی یہی سب سوچ رہا ہوں"...... عمران نے کہا۔

"اوہ۔ کہیں یہ کام ٹائم کلر نے تو نہیں کیا ہے"...... ٹائیگر نے ایک بار پھر چونکتے ہوئے کہا۔

"اس کے علاوہ یہ کام اور کون کر سکتا ہے۔ ہم یہاں اسی کے بارے میں تو پتہ لگانے کے لئے آئے تھے"...... عمران نے کہا۔

"اگر یہ کام ٹائم کلر کا ہے تو اس کا کوئی نہ کوئی تعلق پرنس میکارلو اور اس کے آر ڈی گروپ سے ضرور تھا اسی لئے اس نے پرنس میکارلو سمیت اس کے سارے گروپ کا خاتمہ کر دیا ہے تاکہ ہم اس کے بارے میں ان سے کچھ معلوم نہ کر سکیں"...... ٹائیگر نے کہا۔

"ٹائم کلر نے ان سب کو ہلاک کر دیا ہے لیکن اس نے ہم

دونوں کو زندہ چھوڑ دیا ہے جانتے ہو کیوں"...... عمران نے کہا۔

"کیوں"...... ٹائیگر نے بے اختیار پوچھا۔

"اس لئے کہ ہم اس کی نظروں میں دنیا کے سب سے بڑے احمق اور چغد ہیں"...... عمران نے کہا اور ٹائیگر حیرت سے اس کی شکل دیکھنا شروع ہو گیا۔

"میری طرف ایسے کیا دیکھ رہے ہو۔ میں ٹھیک کہہ رہا ہوں۔ ہم واقعی چغد اور احمق ہیں کیونکہ ٹائم کلر ہمیں یہاں روکنا چاہتا تھا تاکہ وہ اس دوران اپنا دوسرا ٹارگٹ ہٹ کر سکے اور اس بار اس کا ٹارگٹ وزارت سائنس کے سیکرٹری سرفراز شیرازی تھے۔ ہمیں یہاں بھیجنے کے لئے اس نے جان بوجھ کر وہ انگوٹھی وہاں چھوڑی تھی تاکہ ہم یہاں تک پہنچ سکیں اور وہ ہمارے کاندھوں پر بندوق رکھ کر چلا سکے اور ہماری موجودگی میں ان سب کو ہلاک کر دے اور پھر ہمیں دیر تک بے ہوش رکھ کر وہ سرفراز شیرازی کو بھی ہلاک کر سکے"...... عمران نے کہا۔

"اوہ۔ لیکن اس کے لئے اسے ہمیں اتنی دیر بے ہوش رکھنے کی کیا ضرورت تھی اور ان سب کی ہلاکت"...... ٹائیگر نے جیسے کچھ نہ سمجھتے ہوئے کہا۔

"یہ سب مجھے الجھانے اور پریشان کرنے کے لئے کیا جا رہا ہے تاکہ میں ادھر ادھر الجھا رہوں اور وہ آسانی سے اپنا کام کرتا رہے اور اس کا کام ظاہر ہے اپنے ٹارگٹس کو ہٹ کرنا ہی

ہے''...... عمران نے کہا۔

''اگر وہ ہمیں اپنے راستے کی دیوار سمجھتا ہے تو پھر اس نے ہمیں زندہ کیوں چھوڑ دیا ہے۔ وہ ہمیں ہمیشہ کے لئے بھی تو اپنے راستے سے ہٹا سکتا تھا اور اس سے اچھا موقع اسے اور کیا مل سکتا تھا۔ جہاں اس نے پرنس میکارلو اور اس کے پچاس سے زائد ساتھیوں کو ہلاک کیا تھا ان کی طرح وہ ہمیں بھی ہلاک کر سکتا تھا پھر اس نے ہمیں زندہ کیوں چھوڑ دیا ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''وہ ہمارے ساتھ کھیل کھیل رہا ہے۔ اس کھیل میں وہ ہمیں بری طرح سے نچانا چاہتا ہے اور ہم بھی احمقوں کی طرح اس کے اشاروں پر ناچ رہے ہیں۔ وہ چاہتا ہے کہ ہم اس کے پیچھے ادھر ادھر بھاگتے رہیں اور وہ تماشہ دیکھتا رہے''...... عمران نے کہا۔

''لیکن یہ سب''...... ٹائیگر نے کہنا چاہا۔

''چھوڑو یہ سب۔ مجھے ٹائم کلر اور اس کے کھیل کو سمجھنے دو۔ جب تک میں اس کے کھیل کو نہیں سمجھوں گا اس وقت تک میں ٹائم کلر تک نہیں پہنچ سکوں گا اور وہ اسی طرح سے اپنا کام کرتا رہے گا''...... عمران نے اسے ٹوکتے ہوئے کہا اور ٹائیگر سمجھ جانے والے انداز میں سر ہلانے لگا۔

''تم یہاں سرچنگ کرو۔ اگر میرا اندازہ غلط نہیں ہے تو ٹائم کلر نے ہمیں مزید الجھانے کے لئے یہاں اپنا کوئی نہ کوئی نشان ضرور چھوڑا ہو گا''...... عمران نے کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلایا

اور کمرے سے نکلتا چلا گیا۔

عمران چند لمحے سوچتا رہا پھر اس نے جیب سے سیل فون نکالا۔ سیل فون آف دیکھ کر اس کے ہونٹوں پر بے اختیار مسکراہٹ آ گئی۔

''تو اس نے میرا سیل فون بھی آف کر دیا تھا تاکہ کوئی یہ نہ جان سکے کہ میں کہاں ہوں''...... عمران نے کہا۔ اس نے سوئچ آن کیا ہی تھا کہ اسی لمحے سکرین پر بلیک زیرو کی کال ڈسپلے ہونا شروع ہو گئی جو شاید اسے مسلسل کال کر رہا تھا۔ عمران نے رسیونگ بٹن پریس کیا اور سیل فون کان سے لگا لیا۔

''لیں۔ علی عمران۔ ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) مع ہوش و حواس بول رہا ہوں''...... عمران کی زبان چل پڑی۔

''اوہ۔ اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے عمران صاحب کہ آپ نے اپنا سیل فون آن کیا۔ میں تو آپ کو کال کر کر کے بری طرح سے تھک چکا تھا''...... دوسری طرف سے بلیک زیرو کی آواز آئی جیسے عمران کے کال رسیو کرنے پر اسے بے پناہ سکون محسوس ہوا ہو۔

''تھک چکے ہو تو کہیں بیٹھ کر تھوڑی دیر کے لئے سستا لو۔ تمہیں کس احمق نے کہا تھا کہ مجنوں کی تلاش میں لیلیٰ کی طرح جنگل جنگل اور صحرا صحرا بھاگتے پھرو''...... عمران نے کہا اور اس کا جواب سن کر بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

''میں بھاگ نہیں رہا تھا میں آپ کا نمبر ملا ملا کر تھک چکا تھا اور یہ آپ نے کیا کہا ہے کہ مجنوں کی تلاش میں لیلیٰ کی طرح

جنگل اور صحرا میں بھاگتے رہو۔ لیلیٰ مجنوں کی تلاش میں نہیں بلکہ مجنوں لیلیٰ کی تلاش میں بھاگتا پھرا تھا“...... بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

”بھائی تم میرے لئے بھاگ دوڑ کر رہے تھے اور میں لیلیٰ کیسے ہوسکتا ہوں۔ کچھ تو سوچ سمجھ کر بولا کرو۔ میں لیلیٰ نہیں البتہ مجنوں ضرور ہوسکتا ہوں اور میری لیلیٰ کون ہے تم جانو نہ جانو میرا رقیب روسفید ضرور جانتا ہے“...... عمران نے کہا اور بلیک زیرو بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

”میں نے آپ پر جملہ نہیں کسا ہے۔ میں تو آپ کا بولا ہوا جملہ درست کر رہا تھا جو آپ نے الٹا کہہ دیا تھا“...... بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

”شکر کرو کہ میں نے جملہ الٹا کہا ہے اگر میں وہاں ہوتا تو تمہیں الٹا لٹکا دیتا۔ بھلے آدمی۔ کیا تم نے صبح صبح مجھ سے مذاق کرنے کے لئے فون کیا ہے“...... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

”اوہ۔ سوری۔ میں آپ کو کچھ بتانا چاہتا ہوں“...... بلیک زیرو نے کہا۔

”یہی کہ سرفراز شیرازی کو ہلاک کر دیا گیا ہے“...... عمران نے منہ بنا کر کہا جیسے اسے بلیک زیرو سے کسی نئی بات سننے کی توقع نہ ہو۔

”اگر آپ کو یہ معلوم ہے کہ سرفراز شیرازی کو ہلاک کر دیا گیا

ہے پھر تو آپ کو یہ بھی معلوم ہو گا کہ انہیں کس نے ہلاک کیا ہے“...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

”ٹائم کلر کے سوا اسے اور کون ہلاک کر سکتا ہے“...... عمران نے اسی انداز میں کہا۔

”جی ہاں۔ انہیں ہلاک تو ٹائم کلر نے ہی کیا ہے لیکن اس نے سرفراز شیرازی کو ہلاک کرنے کے لئے آپ کے ڈیڈی سر عبدالرحمن کے کاندھے پر بندوق رکھی تھی“...... بلیک زیرو نے کہا اور عمران بے اختیار چونک پڑا۔

”بندوق۔ ڈیڈی کے کاندھوں پر۔ کیا مطلب“...... عمران نے بری طرح سے چونک کر کہا جیسے اسے بلیک زیرو کی بات سمجھ میں نہ آئی ہو اور دوسری طرف سے بلیک زیرو نے عمران کو تفصیل بتانی شروع کر دی جسے سن کر عمران نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے اس کے چہرے پر غصے اور پریشانی کے تاثرات نمایاں ہو گئے تھے۔ بلیک زیرو نے ٹائم کلر کے اگلے ہدف کے بارے میں بھی عمران کو ساری تفصیل بتا دی تھی اور وہ کوڈ بھی بتا دیا۔

”اوہ۔ اب سمجھ میں آیا ہے کہ ٹائم کلر نے مجھے اتنے وقت کے لئے بے ہوش کیوں کیا تھا“...... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس کی بڑبڑاہٹ اتنی تیز تھی کہ بلیک زیرو نے آسانی سے سن لی تھی۔

”بے ہوش۔ آپ بے ہوش تھے۔ اوہ۔ اسی لئے آپ کا فون

آف تھا اور آپ میری واچ ٹرانسمیٹر کالیں بھی رسیو نہیں کر رہے تھے لیکن آپ کو کس نے بے ہوش کیا تھا اور آپ اس وقت ہیں کہاں''...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

''یہ سب میں تمہیں وہیں آ کر بتاؤں گا۔ تم یہ بتاؤ کہ ممبران کیا کر رہے ہیں اور وہ اس وقت کہاں ہیں''...... عمران نے پوچھا۔

''ممبران بھی ٹائم کلر کے سلسلے میں مسلسل بھاگ دوڑ کر رہے ہیں۔ جولیا کو میں نے ٹیلی کمیونیکیشن آفس بھیجا ہے جہاں وہ ایک سپریم ٹریکنگ سسٹم پر کام کر رہی ہے۔ اس سسٹم سے وہ ان نمبروں کا پتہ لگانے میں مصروف ہے جہاں سے آپ کے ڈیڈی اور جمشید عالم کے نمبر ہیک کر کے کالیں کی جاتی رہی ہیں۔ جولیا کو اس نمبر کا بھی پتہ چل گیا ہے جس سے نمبر ہیک کئے گئے تھے وہ کسی بلیک کلب کے مینیجر کراسٹن کا نمبر تھا جسے میں نے صفدر، تنویر اور کیپٹن شکیل کی مدد سے اٹھوا لیا تھا اور وہ اس وقت دانش منزل کے ڈارک روم میں موجود ہے لیکن''...... دوسری طرف سے بلیک زیرو کہتے کہتے رک گیا۔

''لیکن وہ ہمارا مطلوبہ آدمی نہیں ہے۔ یہی کہنا چاہتے ہو نا تم''...... عمران نے کہا۔

''اوہ۔ آپ کو کیسے علم ہوا ہے کہ وہ ہمارا مطلوبہ آدمی نہیں ہے''...... بلیک زیرو نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

''ٹائم کلر ہمارے ساتھ جو کھیل کھیل رہا ہے اس سے اس بات

کی توقع کیسے کی جا سکتی ہے کہ وہ ہمیں اس قدر آسانی سے خود تک پہنچنے کا کوئی موقع دے سکتا ہے''...... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

''آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں۔ ٹائم کلر واقعی بے حد پراسرار اور خطرناک کھیل کھیل رہا ہے۔ کراسٹن کو اس نے صرف استعمال کرنے کے لئے آگے کیا تھا۔ اسے خود بھی معلوم نہیں تھا کہ اس کا نمبر بھی ہیک کیا گیا ہے۔ ٹائم کلر بڑی چالاکی سے ایک سے دوسرا اور دوسرے سے تیسرا نمبر ہیک کر لیتا ہے اور پھر وہ ان نمبروں کو اپنے طور پر اس طرح سے استعمال کرتا ہے کہ کسی کو پتہ بھی نہیں چلتا کہ اس کا نمبر ہیک کر کے استعمال کیا گیا ہے۔ کراسٹن کے یہاں ہونے کے باوجود ٹائم کلر نے اپنے تیسرے ٹارگٹ جمشید عالم کو کال کی تھی اور اس نے جمشید عالم پر بھی فرد جرم عائد کر کے انہیں موت کا مژدہ سنا دیا ہے اور انہیں رات دو بجے ہلاک کرنے کا کہا ہے''...... دوسری طرف سے بلیک زیرو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کیا کہا ہے اس نے جمشید عالم کو اور کیا تم نے ان کی باتیں سنی ہیں''...... عمران نے چونک کر کہا۔

''جی ہاں۔ ٹیلی کمیونیکیشن کے سپیشل ٹریکنگ سسٹم پر جولیا نے جمشید عالم کے نمبر پر ٹیپ لگا دیا تھا تاکہ ٹائم کلر ان سے بات کرے تو ان کی باتیں ریکارڈ کی جا سکیں۔ جولیا نے اس ٹیپ کے ساتھ ٹائم کلر کی پروفیسر کاشف جلیل صاحب اور سرفراز شیرازی سے

ہونے والی بات چیت کی بھی ٹیپ مجھے بھیج دی ہے۔ ٹائم کلر نے ان تینوں پر فرد جرم عائد کیا تھا۔ اس نے جمشید عالم پر الزام لگایا ہے کہ وہ اسلحے کے بہت بڑے اسمگلر ہیں اور ان کے جو شپ چلتے ہیں ان شپس میں نہ صرف وہ ملک سے بھاری منشیات اسمگل کرتے ہیں بلکہ بیرون ممالک سے پاکیشیا میں خطرناک اسلحہ بھی اسمگل کر کے منگواتے ہیں جو وہ تخریب کاروں کو دے کر ان سے بھاری معاوضہ حاصل کرتے ہیں“...... بلیک زیرو نے جواب دیتے ہوئے کہا اور عمران نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لیے۔

حصہ اول ختم شد

39B

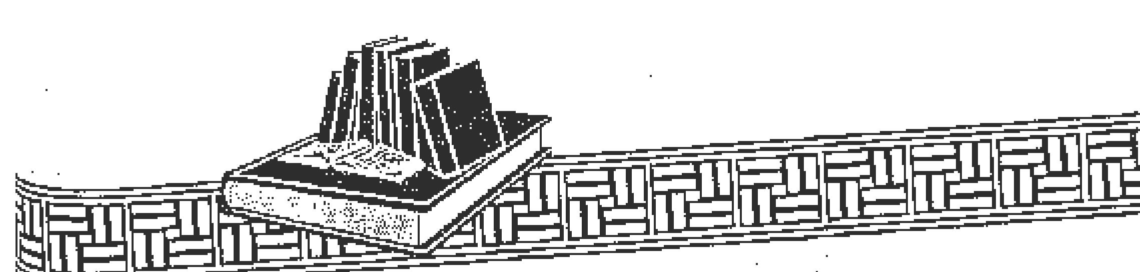
عمران سیریز نمبر

ٹائم کلر

حصہ دوم

ارسلان پبلی کیشنز اوقاف بلڈنگ پاک گیٹ ملتان

مصنف ---- ظہیر احمد
ناشران ---- محمد ارسلان قریشی
---- محمد علی قریشی
ایڈوائزر ---- محمد اشرف قریشی
طابع ---- سلامت اقبال پرنٹنگ پریس ملتان



"جمشید عالم اور اسمگلر۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو"...... عمران نے حیران ہوتے ہوئے بلیک زیرو سے کہا۔

"یہ میں نہیں کہہ رہا ہوں۔ یہ سب ٹائم کلر نے جمشید عالم سے کہا تھا"...... دوسری طرف سے بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"جمشید عالم نے اس کے جواب میں کیا کہا تھا"...... عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے پوچھا۔

"وہ ٹائم کلر کے الزام کی سختی سے تردید کر رہے تھے لیکن عمران صاحب میں نے جو ٹیپ سنی ہے اس میں مجھے جمشید عالم کے لہجے میں بے پناہ کھوکھلا پن محسوس ہوا ہے جیسے ٹائم کلر نے ان پر جو الزام لگایا ہے وہ درست ہو"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"دوسرے ٹیپس سنے ہیں تم نے"...... عمران نے پوچھا۔

"جی ہاں۔ میں تینوں ٹیپ سن چکا ہوں۔ پروفیسر کاشف جلیل

اور سرفراز شیرازی سے بھی ٹائم کلر نے جو باتیں کی ہیں وہ بھی بے حد حیران کر دینے والی ہیں اور ان دنوں کے لہجوں سے بھی مجھے ایسا ہی لگا ہے جیسے ٹائم کلر غلط نہیں ہے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"ہونہہ۔ اگر ایسے افراد کا تعلق جرائم کی دنیا سے ہو سکتا ہے تو پھر اس ملک کا اللہ ہی حافظ ہے۔ مجھے وہ ٹیپ سننا ہی پڑیں گے۔ ٹیپ سننے کے بعد شاید اس بات کا اندازہ ہو سکے کہ ٹائم کلر آخر ہے کون اور وہ اصل میں چاہتا کیا ہے اور اس کے الزامات میں کس حد تک صداقت ہے"...... عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا اسی لمحے ٹائیگر اسے کمرے میں داخل ہوتا ہوا دکھائی دیا۔

"اوکے۔ میں تم سے پھر بات کروں گا"...... عمران نے کہا اور اس نے دوسری طرف کا جواب سنے بغیر کان سے سیل فون ہٹایا اور کال بند کر دی۔

"کچھ ملا"...... عمران نے ٹائیگر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"یس باس۔ ایک کمرے میں مجھے شنگو دادا کے ایک آدمی کی لاش ملی ہے"...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

"شنگو دادا۔ کون ہے یہ شنگو دادا"...... عمران نے پوچھا۔

"شنگو دادا کا تعلق بھی ایک کرائم گروپ سے ہے باس اور یہ گروپ بھی عام طور پر قتل و غارت ہی کرتا ہے۔ ایک کمرے میں ایک ایسی لاش ہے جسے خنجر کی بجائے گولی مار کر ہلاک کیا گیا ہے اور میں نے اس لاش کی تلاشی لی تو اس کی جیب میں مجھے ایسا ہی

خنجر ملا تھا جس سے پرنس میکارلو اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک کیا گیا ہے"...... ٹائیگر نے جیب سے ایک خنجر نکال کر عمران کو دکھاتے ہوئے کہا اور عمران ایک طویل سانس لے کر رہ گیا اس نے بھی وہ لاش دیکھی تھی جسے خنجر کی بجائے گولی مار کر ہلاک کیا گیا تھا۔

"گویا ٹائم کلر اب یہ چاہتا ہے کہ ہم یہاں سے نکل کر شنگو دادا کی طرف جا کر اپنا وقت ضائع کرنا شروع کر دیں"...... عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"وقت ضائع کرنا شروع کر دیں۔ کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں باس۔ اس میں وقت ضائع کرنے کی کون سی بات ہے۔ شنگو دادا کے آدمی کی لاش یہاں ملنے کا یہی مطلب ہے کہ یہاں شنگو دادا اور اس کے ساتھیوں نے ہی حملہ کیا تھا اور ان میں سے کسی ایک نے شنگو دادا کے ایک ساتھی کو بھی مار گرایا تھا"...... ٹائیگر نے کہا۔

"اور اتنا وقت گزرنے کے باوجود وہ اپنے ساتھی کی لاش یہاں چھوڑ گئے ہیں تاکہ ہمیں بے وقوف بنایا جا سکے اور ہم شنگو دادا کے پیچھے بھاگنا شروع کر دیں"...... عمران نے طنزیہ لہجے میں کہا اور ٹائیگر چونک کر عمران کی طرف دیکھنے لگا۔

"اوہ۔ آپ کے کہنے کا مطلب ہے کہ یہاں جان بوجھ کر شنگو دادا کے ساتھی کی لاش چھوڑی گئی ہے تاکہ ہوش میں آنے کے بعد جب ہم اسے دیکھیں تو ہمیں ایسا ہی لگے جیسے یہاں ساری کارروائی شنگو دادا اور اس کے گروپ نے کی ہے"...... ٹائیگر نے

چونکتے ہوئے کہا۔

"اب آیا ہے معاملہ تمہاری سمجھ میں۔ ٹائم کلر ہمیں نچانے کے موڈ میں ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ ہم اسی ایک کے بعد دوسرے کریمنل گروپ کے پیچھے بھاگتے رہ جائیں اور وہ اطمینان سے اپنا کام کرتا رہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور ٹائیگر ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ ٹائم کلر کو خدشہ ہے کہ اس نے اگر آپ کو اس طرح الجھا کر نہ رکھا تو آپ کسی نہ کسی طرح اس تک پہنچ جائیں گے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"ایسی بات نہیں ہے۔ وہ مجھے دوسری جانب لگا کر میری توجہ خود سے ہٹانا چاہتا ہے"...... عمران نے کہا۔

"وہی بات ہوئی کہ اسے آپ سے کوئی نہ کوئی ڈر ضرور ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"جو بھی ہے۔ ٹائم کلر ہمارے لئے اب سر درد بنتا جا رہا ہے۔ اس کا کچھ نہ کچھ کرنا ہی پڑے گا اگر اسی طرح سے وہ ایک ایک کر کے اعلیٰ شخصیات کو ہلاک کرتا رہا تو ہمارے لئے بہت مشکل ہو جائے گی"...... عمران نے کہا۔

"تو اب کیا کریں۔ ہمارے پاس کوئی لائن آف ایکشن نہیں ہے۔ وہ اپنا کوئی کلیو نہیں چھوڑ رہا ہے۔ ہم آخر کس طرح سے اس تک پہنچ سکتے ہیں"...... ٹائیگر نے کہا۔

"کوئی نہ کوئی راستہ مل جائے گا۔ جو ضرورت سے زیادہ چالاک اور ہوشیار ہوتے ہیں وہ کہیں نہ کہیں اور کوئی نہ کوئی غلطی ضرور کر جاتے ہیں اور پھر وہی غلطی ان کے گلے کا پھندہ بن جاتی ہے"...... عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"ٹائم کلر جس چالاکی، ذہانت اور ہوشیاری سے یہ سب کر رہا ہے اس سے تو ایسا نہیں لگتا کہ وہ کوئی غلطی کرے گا اور ہمیں اس کی غلطی کا انتظار کرنے کی بجائے یہ سوچنا چاہئے کہ ہم ٹائم کلر کے اگلے ٹارگٹ کو کیسے بچایا جائے۔ جہاں تک میرا خیال ہے کہ ٹائم کلر کے اگلے ٹارگٹ کو ایک ہی طریقے سے بچایا جا سکتا ہے اور وہ طریقہ یہ ہے کہ اگلی بار وہ جسے ہلاک کرنے کی دھمکی دے اسے لے جا کر کسی ایسی جگہ پر چھپا دیا جائے جہاں اس کا خیال بھی نہ پہنچ سکتا ہو"...... ٹائیگر نے کہا۔

"اس سے بھی کچھ نہیں ہو گا۔ ٹائم کلر ہر ہلاک کرنے والے کو یہی کہتا ہے کہ وہ اس سے بچنے کے لئے اپنی حفاظت کا انتظام کر لے اور اگر کہیں جا کر چھپنا چاہے تو چھپ جائے لیکن اس سب کے باوجود وہ اس تک پہنچ جائے گا اور اسے اسی ٹائم میں ہلاک کرے گا جس کا اس نے وعدہ کیا ہے"...... عمران نے کہا۔

"یہ کیسے ممکن ہے باس۔ اگر کسی کو خاموشی سے کسی ایسی جگہ چھپا دیا جائے جس کے بارے میں کسی کو کچھ نہ معلوم ہو تو ٹائم کلر وہاں کیسے پہنچ سکتا ہے۔ کیا وہ اپنے ٹارگٹس کو ہر وقت مانیٹر کرتا

رہتا ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''کچھ نہ کچھ تو گڑبڑ ضرور ہے۔ مجھے بھی اب ایسا ہی لگ رہا ہے کہ ٹائم کلر اپنے ٹارگٹس کی باقاعدہ مانیٹرنگ کر رہا ہے۔ کیسے کر رہا ہے اس کا مجھے کچھ کچھ اندازہ ہو رہا ہے۔ اس بار اس نے سرفراز شیرازی کو جس طرح سے ہلاک کیا ہے وہ بات مجھے بے حد کھٹک رہی ہے۔ اس نے ڈیڈی کو اپنی ٹرانس میں لیا ہو گا اور سرفراز شیرازی پر کسی اور نے نہیں بلکہ عین وقت پر ڈیڈی نے گولی چلائی تھی''...... عمران نے کہا۔

''اوہ۔ تو کیا وہ ہپناٹزم کا ماہر ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''ظاہر ہے ورنہ ڈیڈی کو سرفراز شیرازی پر گولی چلانے کی کیا ضرورت تھی''...... عمران نے جواب دیا۔

''یہ تو بہت خطرناک بات ہے باس۔ اگر وہ ہپناٹزم کا ماہر ہے تو وہ تو کچھ بھی کر سکتا ہے۔ کسی کے ہاتھوں سے بھی اپنے ٹارگٹ کو ہلاک کرا سکتا ہے''...... ٹائیگر نے انتہائی تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ اسی لئے تو میں بھی پریشان ہوں''...... عمران نے کہا۔

''میرا خیال ہے کہ ہمیں اس طرح کریمنلز کے پیچھے بھاگنے کی بجائے ان افراد کو بچانے کی کوشش کرنی چاہئے جنہیں ٹائم کلر ہلاک کرنا چاہتا ہے۔ پروفیسر کاشف جلیل اور سرفراز شیرازی کے بعد نجانے اب کس کی باری ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''آج کے اخبارات میں پاکیشیا کے ایک بڑے بیورو کریٹ جمشید عالم کا نام شائع ہوا ہے۔ ٹائم کلر نے جمشید عالم کو ہلاک کرنے کا اعلان کیا ہے''...... عمران نے کہا۔

''اوہ۔ آپ نے شاید فون کر کے یہ معلوم کیا ہے''...... ٹائیگر نے کہا اس نے چونکہ عمران کو فون بند کرتے دیکھ لیا تھا اس لئے وہ یہی سمجھ رہا تھا کہ عمران کسی سے بات کر کے یہی سب پوچھ رہا تھا۔

''ہاں''...... عمران نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

''اگر آپ اجازت دیں تو اس بار جمشید عالم کی حفاظت کے لئے میں چلا جاؤں''...... ٹائیگر نے کہا۔

''تم کیا کرو گے وہاں جا کر''...... عمران نے پوچھا۔

''میرے پاس کچھ ایسے سائنسی آلات ہیں جن سے میں اس بات کا پتہ چلا سکتا ہوں کہ کسی پر ہپناٹزم کیا گیا ہے یا نہیں۔ میں وہ سائنسی آلات لے جاتا ہوں۔ ان آلات کی مدد سے میں جمشید عالم اور اس کے ارد گرد موجود افراد کو چیک کروں گا اگر ان میں سے کسی پر بھی ہپناٹزم کیا گیا ہو گا تو مجھے اس کا پتہ چل جائے گا اور میں اس پر سے ہپناٹزم کا اثر ختم کر دوں گا۔ میں جانتا ہوں جس انسان پر ہپناٹزم کیا گیا ہو اسے اگر زخمی کر دیا جائے اور اس انسان کے جسم پر موجود زخم کی تکلیف کا احساس بڑھا دیا جائے تو اس پر سے ہپناٹزم کا اثر ختم ہو جاتا ہے''...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''لیکن یہ ضروری تو نہیں ہے کہ ٹائم کلر اس بار بھی ہپنا ٹائزم کا سہارا لے اور وہ جمشید عالم کو کسی اور کے ہاتھوں ہلاک کرائے۔ اگر اس نے ایسا ہی کرنا ہوتا تو وہ یہ کام پروفیسر کاشف جلیل کے ساتھ بھی تو کر سکتا تھا''...... عمران نے کہا۔

''یس باس۔ پروفیسر صاحب کی ہلاکت بھی تو ابھی تک ایک معمہ بنی ہوئی ہے۔ کوئی نہیں جانتا کہ پروفیسر صاحب کے ہارڈ روم میں بم کیسے پہنچا تھا۔ یہ بھی تو ممکن ہے کہ ٹائم کلر نے پروفیسر صاحب کو بھی اپنی ٹرانس میں لے رکھا ہو اور انہوں نے خود ہی اپنے کمرے میں بم نصب کیا ہو بلکہ وہ بم خود ہی پروفیسر صاحب نے عین وقت پر بلاسٹ کر دیا ہو''...... ٹائیگر نے کہا۔

''اوہ۔ تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ واقعی یہ سب کچھ بھی ہو سکتا ہے''...... عمران نے کہا۔

''تو پھر آپ مجھے جانے دیں۔ میں اپنے سائنسی آلات سے اس شخص کی تلاش کر سکتا ہوں جو ہپنا ٹائزم کا شکار ہوا ہو''...... ٹائیگر نے کہا۔

''مجھے سوچنے دو۔ اگر ٹائم کلر یہ سب کچھ ہپنا ٹائزم کا سہارا لے کر کر رہا ہے تو میں بھی اس کا راستہ روک سکتا ہوں۔ اس کے لئے مجھے ڈیڈی کو چیک کرنا پڑے گا۔ مجھے ان کے دماغ میں جھانکنا پڑے گا جس نے بھی انہیں اپنی ٹرانس میں لیا ہو گا مجھے اس کا پتہ چل جائے گا''...... عمران نے سوچتے ہوئے کہا۔

''یس باس۔ جیسے آپ مناسب سمجھیں''...... ٹائیگر نے بغیر کسی عذر کے جواب دیا۔

''ٹھیک ہے۔ باہر چلو۔ باہر چل کر ہی حالات کا پتہ چلے گا کہ جمشید عالم اس وقت کہاں ہیں اور اس بار ان کی حفاظت کی ذمہ داری کس نے لی ہے۔ اگر کسی نے ان کی حفاظت کی ذمہ داری نہیں لی ہو گی تو ان کی حفاظت کے لئے میں تمہیں بھیج دوں گا اس وقت تک میں ڈیڈی کو بھی چیک کر لوں گا پھر جو ہو گا سامنے آ جائے گا''...... عمران نے کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''اب یہاں سے کیسے نکلنا ہے۔ یہاں جس طرح سے خاموشی چھائی ہوئی ہے اس سے تو یہی اندازہ ہوتا ہے کہ پرنس میکارلو کے دوسرے ساتھیوں کو ابھی اس بات کا پتہ نہیں ہے کہ پرنس میکارلو اور اس کے آر ڈی گروپ کے ساتھ کیا ہوا ہے ورنہ اب تک کوئی نہ کوئی یہاں ضرور آ گیا ہوتا''...... عمران نے کہا۔

''آپ یہاں سے نکلنے کی فکر نہ کریں باس۔ میں یہاں کے خفیہ راستوں کے بارے میں جانتا ہوں۔ آئیں۔ میں آپ کو باہر لے چلتا ہوں''...... ٹائیگر نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر ٹائیگر عمران کو ایک خفیہ راستے سے پرنس کلب سے نکال کر باہر لے آیا۔ تھوڑی ہی دیر میں وہ دونوں سپورٹس کار میں تھے۔ عمران ٹائیگر کو لے کر اس بلڈنگ کے پاس آ گیا جس میں ٹائیگر کا فلیٹ تھا۔

”تم اپنے فلیٹ میں جاؤ۔ میں معلوم کر کے تمہیں انفارم کر دوں گا اگر جمشید عالم کو واقعی حفاظتی انتظامات کی ضرورت ہوئی تو میں تمہیں بھیج دوں گا“...... عمران نے کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ عمران نے اسے اس کے فلیٹ کے پاس ڈراپ کیا اور دانش منزل کی طرف روانہ ہو گیا۔

سر عبدالرحمٰن سے ملنے سے پہلے وہ ایک بار دانش منزل جا کر وہ ٹیپس سننا چاہتا تھا جن میں ٹائم کلر نے پروفیسر کاشف جلیل، سرفراز شیرازی اور جمشید عالم سے بات کی تھی۔ اس کے لئے ٹائم کلر کی آواز سننا بے حد ضروری تھا۔ اس آواز کو سننے کے بعد ہی وہ سر عبدالرحمٰن کے دماغ میں جھانک کر اس شخص کا چہرہ دیکھ سکتا تھا جس نے سر عبدالرحمٰن کو ٹرانس میں لیا تھا۔

جمشید عالم اس وقت ایک بند کمرے میں موجود تھا اور ایک کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ کمرے میں تاریکی تھی البتہ روشنی کا ایک ہالہ سا بنا ہوا تھا جو چھت سے نکل کر ٹھیک اس پر پڑ رہا تھا۔ کمرے میں چاروں طرف کیمرے لگے ہوئے تھے جن سے اس پر مسلسل نظر رکھی جا رہی تھی۔ عقبی دیوار کے پاس ایک سنگل بیڈ رکھا ہوا تھا جو شاید وہاں اس کے ریسٹ کے لئے رکھا گیا تھا۔

اس کمرے میں اسے اس کی حفاظت کے لئے لایا گیا تھا اور اسے یہاں لانے والا ملٹری انٹیلی جنس کا سربراہ کرنل واسطی تھا۔ جس نے اسے یقین دلایا تھا کہ وہ اس جگہ بالکل محفوظ ہے اور ٹائم کلر کسی بھی صورت میں اس تک نہیں پہنچ سکے گا۔

کرنل واسطی نے اسے یہ بھی کہا تھا کہ سوائے اس کے اور اس کے چند ساتھیوں کے کسی کو بھی یہ معلوم نہیں ہے کہ اسے کہاں لے

جایا گیا ہے اور کہاں رکھا گیا ہے۔ یہاں تک کہ اس کے گھر والوں کو بھی اس بات کی خبر نہیں دی گئی ہے کہ اسے کس جگہ چھپایا گیا ہے۔ اس لئے جمشید عالم خاصا مطمئن دکھائی دے رہا تھا اور اسے یہ بھی یقین تھا کہ واقعی وہ جس جگہ موجود ہے وہاں ٹائم کلر تو کیا اس کا خیال بھی نہیں پہنچ سکتا ہے۔ لیکن اسے ایک بات کی پریشانی تھی اور وہ پریشانی یہ تھی کہ کچھ دیر پہلے اس کی سیل فون پر ٹائم کلر سے بات ہوئی تھی اور ٹائم کلر نے اس سے کہا تھا کہ وہ چونکہ منشیات اور اسلحے کے بہت بڑا اسمگلر ہیں اس لئے وہ اسے اس جرم کی سزا کے طور پر ہلاک کرنا چاہتا ہے۔ ٹائم کلر نے کہا تھا کہ وہ جانتا ہے کہ اس کے کسی شپ میں آج رات بیرون ملک سے اسلحے کی ایک بڑی کھیپ آنے والی ہے جو اس نے خاص طور پر پاکیشیا میں موجود ان افراد کے لئے بیرون ملک سے منگوائی ہے جو ملک میں بدامنی اور انتشار پھیلانے کے لئے اپنا کردار ادا کر رہے ہیں اور اپنے مفادات کے لئے بے گناہ اور معصوم انسانوں کی جانوں سے کھیل رہے ہیں۔ ٹائم کلر نے جمشید عالم مشورہ دیتے ہوئے کہا تھا کہ وہ اعلیٰ حکام کے سامنے خود ہی اپنا جرم قبول کر لے اور جس شپ سے اسلحہ آ رہا ہے اس کے بارے میں بھی خود ہی حکومت کو آگاہ کر کے تمام اسلحہ حکومت کے حوالے کر دیں۔ اگر وہ ایسا کرے گا تو اس کی موت بے حد آسان ہو گی ورنہ وہ اسے نہایت بے دردی سے اور بھیانک انداز میں ہلاک کرے گا۔

جمشید عالم نے ٹائم کلر کے الزام کی سختی سے تردید کی تھی لیکن اندر ہی اندر وہ ٹائم کلر کی انفارمیشن کے بارے میں جان کر بری طرح سے ہل کر رہ گیا تھا۔ پاکیشیا میں جمشید عالم کی بے پناہ عزت اور نام تھا اور اس کی فراخدلی کے بارے میں پاکیشیا کا ہر فرد جانتا تھا کہ اس نے ملک کی فلاح کے لئے کس قدر کام کیا ہے اور ملک کے لئے کس قدر قربانیاں دی ہیں لیکن یہ کوئی نہیں جانتا تھا کہ اس کے شرافت کے نقاب کے پیچھے ایک اسمگلر کا چہرہ بھی چھپا ہوا ہے جو اندر ہی اندر ملک کو کس قدر نقصان پہنچانے کا باعث بن رہا ہے۔ تخریب کاروں کو اسلحہ فراہم کرنے کے ساتھ ساتھ وہ نئی نسل کے نوجوانوں کی رگوں میں بھی نشے کا زہر اتارنے کا مجرم تھا۔ کسی کو بھی اس بات کا پتہ نہیں تھا کہ وہ منشیات اور اسلحے کا کتنا بڑا ڈیلر ہے۔ وہ ہر کام ہاتھ پیر بچا کر کرتا تھا اور آج تک کسی کو بھی اس پر شک نہیں ہوا تھا کہ اس کا دوسرا روپ کس قدر گھناؤنا ہے۔

اب جمشید عالم کو یہ خدشہ تھا کہ کہیں ٹائم کلر کسی کو اس شپ کے بارے میں نہ بتا دے جس میں واقعی اسلحے کی بہت بڑی کھیپ لائی جا رہی تھی اور وہ اسلحہ اس نے اپنے سرمائے سے منگوایا تھا جس کی لاگت کسی بھی طرح اربوں ڈالرز سے کم نہ تھی۔ یہ اسلحہ اس نے تخریب کاروں کے ایک گروہ کے لئے خاص طور پر منگوایا تھا اور اس ڈیل سے وہ دوگنا بلکہ اس سے بھی زیادہ منافع حاصل کر سکتا تھا۔ جمشید عالم کو ڈر پیدا ہو گیا تھا کہ اگر وہ اسلحہ حکومت کے ہاتھ

لگ گیا تو نہ صرف اسے اربوں ڈالرز کا نقصان ہو گا بلکہ اس ٹیپ کی وجہ سے اس کا بھی پول کھل جائے گا اور سب کے سامنے ان کا اصلی چہرہ بے نقاب ہو جائے گا اور وہ پھر وہ کہیں کا نہیں رہے گا۔ وہ خود کو اس برے وقت سے ہر حال میں بچانا چاہتا تھا۔ اس وقت تو اس نے ٹائم کلر کے الزام کی سختی سے تردید کر دی تھی لیکن اب وہ سوچ رہا تھا کہ انہیں ٹائم کلر سے کھل کر بات کر لینی چاہئے تھی۔ وہ ٹائم کلر سے بارگیننگ کرتا تو ہو سکتا ہے کہ ٹائم کلر بڑے معاوضے کے عیوض نہ صرف اسے ہلاک کرنے سے باز رہتا بلکہ اس کا راز بھی راز رہنے دیتا۔ اب وہ اس انتظار میں تھا کہ اس کے پاس دوبارہ ٹائم کلر کا فون آئے تو وہ اس کے ساتھ بارگیننگ کرے گا اور اسے یقین تھا کہ ٹائم کلر اس کے دیئے ہوئے لالچ میں آ جائے گا اور اس کی جان بخش دے گا۔ لیکن اس وقت اس کی پریشانی کی حد نہ رہی جب کرنل واسطی نے آ کر اس سے اس کا سیل فون بھی لے لیا۔ سیل فون کے ساتھ ساتھ وہ جمشید عالم سے اس کی تمام چیزیں اپنے ساتھ لے گیا تھا۔ یہاں تک کہ جمشید عالم کے پیروں کے جوتے تک وہ اتروا کر لے گیا تھا۔ جمشید عالم نے اس پر بہت شور مچایا تھا لیکن اس وقت چونکہ خود اس کی جان کا مسئلہ تھا اور کرنل واسطی نے اس کی حفاظت کی ذمہ داری لی تھی اس لئے وہ اس کی کہاں سننے والا تھا۔

کرنل واسطی نے کمرے میں ایک انٹر کام لگا دیا تھا اور اس

نے کہا تھا کہ اسے جب بھی کسی چیز کی ضرورت ہو وہ انٹر کام پر اسے بتا دے تو وہ خود ضرورت کی چیز لے کر اسے پہنچا دے گا۔ جمشید عالم نے کئی بار کرنل واسطی کو انٹر کام پر کہا تھا کہ وہ اس کا سیل فون اسے واپس کر دیں لیکن کرنل واسطی نے ابھی تک اس کا سیل فون واپس نہیں کیا تھا اور جوں جوں وقت گزرتا جا رہا تھا جمشید عالم کی پریشانی بڑھتی جا رہی تھی کیونکہ وہ ٹائم کلر سے بات نہیں کر سکا تھا اور وہ یہ بھی نہیں جانتا تھا کہ ٹائم کلر نے اس کے سیل فون پر دوبارہ کال کی بھی تھی یا نہیں۔

جمشید عالم کبھی کرسی پر بیٹھ جاتا تھا اور کبھی وہ اٹھ کر ادھر ادھر ٹہلنا شروع کر دیتا تھا۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ کرنل واسطی سے کیسے اپنا سیل فون واپس لیں۔ کچھ دیر وہ اسی طرح سے بیٹھا رہا پھر اس سے رہا نہ گیا تو وہ اٹھا اور تیزی سے شمالی دیوار کی جانب بڑھتا چلا گیا جہاں دیوار پر انٹر کام نصب تھا۔ اس نے رسیور اٹھا کر کان سے لگایا اور انٹر کام کا ایک نمبر پریس کر دیا۔

”یس“...... رابطہ ملتے ہی دوسری طرف سے کرنل واسطی کی مخصوص آواز سنائی دی۔

”جمشید بول رہا ہوں“...... جمشید عالم نے کرخت لہجے میں کہا۔

”فرمائیں۔ میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں“...... کرنل واسطی نے انتہائی مہذبانہ لہجے میں کہا۔

”کرنل واسطی۔ میں تم سے کتنی بار کہہ چکا ہوں کہ مجھے میرا

سیل فون دے دو۔ مجھے اپنے گھر والوں سے بات کرنی ہے۔ میں یہاں کئی گھنٹوں سے موجود ہوں۔ مجھے اس بات کی فکر ہے کہ میرے لاپتہ ہونے کی وجہ سے ٹائم کلر کہیں طیش میں آ کر میری فیملی کو ہی کوئی نقصان نہ پہنچا دے اس لئے میرا ان سے بات کرنا بے حد ضروری ہے"...... جمشید عالم نے سیل فون لینے کا بہانہ بناتے ہوئے غصیلے لہجے میں کہا۔

"آپ بے فکر رہیں جناب۔ آپ کی فیملی محفوظ ہے۔ ہم نے ان کی بھی حفاظت کا مکمل بندوبست کر رکھا ہے"...... کرنل واسطی نے جواب دیا۔

"لیکن اس کے باوجود میں ان سے خود بات کرنا چاہتا ہوں۔ میں ان کے لئے پریشان ہوں تو وہ بھی میرے لئے پریشان ہوں گے۔ میں کال کر کے انہیں اپنی خیریت سے آگاہ کرنا چاہتا ہوں"...... جمشید عالم نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"انہیں آپ کی خیریت سے مسلسل باخبر رکھا جا رہا ہے جناب۔ بس چند گھنٹوں کی بات ہے اس کے بعد آپ اپنی فیملی کے ساتھ ہوں گے۔ اس وقت تک آپ انتظار کریں۔ یہی آپ کے لئے بہتر ہوگا"...... کرنل واسطی نے کہا۔

"ہونہہ۔ آخر کیا وجہ ہے کہ تم مجھے میرا سیل فون واپس نہیں کر رہے۔ تمہارا کیا خیال ہے کیا قاتل سیل فون سے نکل کر میرے سر پر پہنچ جائے گا اور مجھے قتل کر دے گا"...... جمشید عالم نے غصیلے

لہجے میں کہا۔

"وہ سیل فون سے تو نہیں نکل سکتا جناب لیکن سیل فون کے جدید ٹریکنگ سسٹم سے وہ اس بات کا پتہ ضرور چلا سکتا ہے کہ آپ اس وقت کہاں موجود ہیں اور ہم اسے یہاں پہنچنے کا کوئی راستہ نہیں دکھانا چاہتا۔ اس لئے آپ کا سیل فون آپ کو نہیں دیا جا سکتا"...... کرنل واسطی نے جواب دیتے ہوئے کہا تو جمشید عالم نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ اسے جدید ٹریکنگ سسٹم کا علم تھا کہ اس کے ذریعے واقعی یہ معلوم کیا جا سکتا ہے کہ سیل فون کہاں سے ایکٹیو ہے۔ ایسی صورت میں واقعی ٹائم کلر سے یہ بات چھپی نہیں رہ سکتی تھی کہ جمشید عالم کو کہاں رکھا گیا ہے۔

"اوہ۔ تو کیا ٹائم کلر کے پاس ایسی سہولت موجود ہے کہ وہ مجھے سیل فون کے ذریعے ٹریس کر سکے اور یہ جان جائے کہ میں اس وقت کہاں پر ہوں"...... اس نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

"یہ سائنس کا انتہائی ایڈوانس دور ہے جناب۔ اس دور میں سب کچھ ممکن ہے۔ اسی لئے میں یہ سب احتیاط کے تقاضوں کو مدنظر رکھ کر کر رہا ہوں"...... کرنل واسطی نے جواب دیا۔

"لیکن میں آپ کی بات سن کر پریشان ہو گیا ہوں کرنل واسطی۔ اگر آپ نے یہ احتیاط ٹائم کلر کے لئے کی ہے تو میں آپ کو بتا دوں کہ یہاں آنے کے بعد میری ایک بار ٹائم کلر سے بات ہو چکی ہے اور اگر اس کے پاس واقعی ٹریکنگ سسٹم موجود ہوا تو اب

تک اسے یہ ضرور معلوم ہو گیا ہو گا کہ اب میں کہاں موجود ہوں“...... جمشید عالم نے کہا۔

”اوہ۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ اگر آپ کی ٹائم کلر سے بات ہوئی تھی تو آپ نے مجھے اس کے بارے میں بتایا کیوں نہیں تھا“...... کرنل واسطی نے چونک کر اور پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

”کیا بتاتا میں آپ کو کہ ٹائم کلر مجھے کیا دھمکیاں دے رہا تھا۔ کیا اس کی دھمکیاں ڈھکی چھپی ہوئی ہیں“...... جمشید عالم نے منہ بنا کر کہا۔

”پھر بھی آپ کو مجھے اس کے بارے میں بتا دینا چاہئے تھا۔ اگر اس کے پاس واقعی جدید ٹیکنالوجی ہوئی تو اب تک اسے واقعی اس بات کا علم ہو گیا ہو گا کہ آپ کہاں پر موجود ہیں“...... کرنل واسطی نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

”کیوں۔ کیا یہاں آپ کی حفاظت کے انتظام اس قدر ناقص ہیں کہ ٹائم کلر اس بند کمرے تک بھی پہنچ جائے گا“...... جمشید عالم نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”نہیں۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ آپ کو ہم نے زیرو روم میں رکھا ہوا ہے اور میں نے زیرو روم کو مکمل سیلڈ کر دیا ہے۔ اس روم کو میرے سوا کوئی نہیں کھول سکتا اور زیرو روم کی مضبوطی کا اندازہ آپ اس بات سے لگا سکتے ہیں کہ اگر یہاں ایٹم بم بھی مار دیا جائے تب بھی آپ کو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا اور ٹائم کلر اگر خود بھی

یہاں آ جائے گا تو اس کے لئے زیرو روم میں داخل ہونا ناممکن ہو گا۔ اسے یہ بھی معلوم نہیں ہو سکے گا کہ اس عمارت میں زیرو روم کہاں پر ہے“...... کرنل واسطی نے کہا۔

”تو پھر آپ کو مجھے سیل فون واپس کرنے میں کوئی عار نہیں ہونا چاہئے۔ اگر آپ کے انتظامات اتنے ہی فول پروف ہیں تو پھر ٹائم کلر یہاں آئے یا نہ آئے کیا فرق پڑتا ہے“...... جمشید عالم نے تیز لہجے میں کہا۔

”نو سر۔ اس کے باوجود میں سیل فون آپ کو نہیں دے سکتا۔ اور اگر آپ نے اپنی فیملی سے لازماً بات کرنی ہے تو میں اس کے لئے دوسرا انتظام کر سکتا ہوں“...... کرنل واسطی نے چند لمحے توقف کے بعد کہا۔

”کیسا انتظام“...... جمشید عالم نے پوچھا۔

”میں یہاں موجود فون سے آپ کے کسی فیملی ممبر کا نمبر ملا کر فون کا لاؤڈر آن کر دیتا ہوں۔ اس کے ساتھ میں انٹر کام کا بھی لاؤڈر آن کر دوں گا اس طرح آپ آسانی سے اپنی فیملی کی بات سن سکیں گے اور ان تک بھی آپ کی آواز پہنچ جائے گی“...... کرنل واسطی نے جیسے روکھے انداز میں کہا۔

”اگر مجھے ان سے کوئی پرسنل بات کرنی ہوئی تو مجھے کیسے معلوم ہو گا کہ تم ہماری باتیں سن رہے ہو یا نہیں“...... جمشید عالم نے منہ بنا کر کہا۔ کرنل واسطی کا روکھا پن سن کر جمشید عالم بھی آپ جناب

سے تو تراخ پر آ گئے۔

"آپ بے فکر رہیں۔ میں نمبر ملا کر کچھ دیر کے لئے اپنے کمرے سے باہر چلا جاؤں گا"...... کرنل واسطی نے جواب دیا۔

"ہونہہ۔ مجھے کیسے یقین دلاؤ گے کہ تم کمرے میں ہو یا نہیں"...... جمشید عالم نے اسی انداز میں کہا۔

"یہ تو آپ پر منحصر ہے کہ آپ میری بات کا یقین کریں یا نہ کریں"...... کرنل واسطی نے کہا۔

"نہیں۔ مجھے اپنے سیل فون پر ہی ان سے بات کرنی ہے۔ تم مجھے میرا سیل فون واپس کر دو۔ اور بس میں اور کچھ نہیں جانتا"...... جمشید عالم نے جیسے ضد کرتے ہوئے کہا۔

"سوری سر۔ آپ کا سیل فون یہاں نہیں ہے۔ میں نے آپ کا سیل فون اور وہ تمام چیزیں جو میں نے آپ سے حاصل کی تھیں یہاں سے دور بھجوا دی ہیں۔ اب وہ تمام چیزیں آپ کو تب ہی واپس ملیں گی جب آپ واپس اپنے گھر جائیں گے"...... کرنل واسطی نے کہا اور جمشید عالم غصے سے غرا کر رہ گیا۔

"یہ تم میرے ساتھ اچھا نہیں کر رہے ہو کرنل۔ تم اچھی طرح سے جانتے ہو کہ میں کون ہوں اور میں کیا کر سکتا ہوں"...... جمشید عالم نے کہا۔

"یس سر میں جانتا ہوں سر۔ لیکن سوری سر اس وقت میں مجبور ہوں۔ میں آپ کو یہاں ٹائم کلر سے بچانے کے لئے لایا ہوں اور

اس وقت میں جو بھی کر رہا ہوں اسی میں آپ کی بھلائی ہے اس لئے میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ میرے ساتھ تعاون کریں۔ آپ کا یہی تعاون آپ کے اور میرے مفاد کے لئے ہو گا"...... کرنل واسطی نے سنجیدگی سے کہا اور ساتھ ہی اس نے انٹر کام بند کر دیا۔ جمشید عالم نے انٹر کام بند ہوتے دیکھ کر سختی سے ہونٹ بھینچ لئے۔

"ہونہہ۔ مجھے ایک بار یہاں سے نکلنے دو کرنل واسطی۔ پھر دیکھنا میں تمہارا کیا حشر کرتا ہوں۔ تمہارا یہ روکھا پن میرے لئے ناقابل برداشت ہے۔ تمہیں اس کا جواب دینا پڑے گا۔ ہر حال میں جواب دینا پڑے گا"...... جمشید عالم نے غصیلے لہجے میں کہا اور اس نے غصے سے انٹر کام کا رسیور رکھ دیا۔ وہ چند لمحے ادھر ادھر گھومتا رہا پھر وہ اسی طرح غصیلے انداز میں دوبارہ کرسی پر آ کر بیٹھ گیا۔ کرنل واسطی نے اس کی ریسٹ واچ بھی لے لی تھی اس لئے اسے اس بات کا بھی اندازہ نہیں تھا کہ اسے وہاں آئے کتنا وقت ہو چکا ہے اور دو بجنے میں ابھی کتنا وقت باقی ہے۔ وہ جس کمرے میں موجود تھا وہاں کوئی کھڑکی اور کوئی روشن دان بھی نہیں تھا جہاں سے دن کی روشنی اندر آ سکتی ہو اس لئے اسے یہ بھی اندازہ نہیں تھا کہ دن کا وقت ہے یا رات ہو چکی ہے البتہ جب سے وہ وہاں آیا تھا اکیلا رہنے کی وجہ سے بے حد بور ہو چکا تھا۔ کمرے میں عقبی دیوار کے ساتھ جو بیڈ پڑا تھا وہ ایک بار بھی اس کی طرف نہیں گیا تھا۔ وہ یا

تو اسی طرح سے کرسی پر بیٹھا رہتا تھا یا پھر وقت گزاری کے لئے اٹھ کر ادھر ادھر ٹہلنا شروع کر دیتا تھا۔ کرنل واسطی کے روکھے پن پر اسے واقعی بے حد غصہ آ رہا تھا لیکن وہ اس وقت وہاں اکیلا تھا اور اس وقت وہ کرنل واسطی کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتا تھا۔ اس لئے اس نے خاموش ہو جانے میں ہی عافیت سمجھی تھی۔ وہ کچھ دیر اسی طرح کرسی پر بیٹھا رہا مگر پھر وہ جھلا کر اٹھا اور ایک بار پھر انٹر کام کی طرف بڑھ گیا اس نے انٹر کام کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کر دیا۔ دوسری طرف مخصوص بیل بجنے کی آواز سنائی دی۔

"جی فرمائیں"...... دوسری طرف سے فوراً کرنل واسطی کی آواز سنائی دی۔

"وقت کیا ہوا ہے"...... جمشید عالم نے جیسے بادل نخواستہ انداز میں کہا۔

"رات کے بارہ بج گئے ہیں جناب۔ آپ چاہیں تو ریسٹ کرنے کے لئے بیڈ پر لیٹ سکتے ہیں یہ بیڈ آپ کے لئے ہی خصوصی طور پر رکھا گیا ہے"...... دوسری طرف سے کرنل واسطی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ مجھے ریسٹ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ کیا تم مجھے کافی پلا سکتے ہو"...... جمشید عالم نے اسی انداز میں کہا۔

"کافی۔ اس وقت"...... کرنل واسطی نے حیران ہو کر کہا۔

"ہاں۔ کیوں کوئی پرابلم ہے"...... جمشید عالم نے کہا۔

"نو سر۔ کوئی پرابلم نہیں ہے۔ اوکے میں ابھی آپ کو کافی بنا کر دے جاتا ہوں۔ یہ بتائیں آپ لائٹ کافی پینا پسند کرتے ہیں یا سٹرانگ"...... دوسری طرف سے کرنل واسطی نے پوچھا۔

"ہونہہ۔ لائٹ کافی پینے سے کیا ہوتا ہے۔ مجھے اس وقت سٹرانگ کافی کی ضرورت ہے"...... جمشید عالم نے کہا۔

"اوکے سر۔ میں دس منٹ تک آپ کو کافی دے جاؤں گا"...... کرنل واسطی نے جواب دیا اور جمشید عالم نے منہ بناتے ہوئے رسیور واپس رکھ دیا اور دوبارہ آ کر کرسی پر بیٹھ گیا۔ تقریباً دس منٹ بعد کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک لمبا تڑنگا آدمی داخل ہوا۔ اس شخص نے خاکی رنگ کا مخصوص لباس پہن رکھا تھا اور اس کے ہاتھ میں کافی کا ایک مگ تھا۔ یہ کرنل واسطی تھا جو خود ہی ان کے لئے کافی بنا کر لایا تھا۔

"یہ لیں جناب۔ میں خود آپ کے لئے سٹرانگ کافی بنا کر لایا ہوں"...... کرنل واسطی نے کہا۔

"تھینکس۔ یہ بتاؤ کہ مجھے اور یہاں کتنی دیر کے لئے رکنا پڑے گا"...... جمشید عالم نے اس کی جانب تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا اور ان سے کافی کا مگ لے لیا۔

"ٹائم کلر نے آپ کو رات دو بجے ہلاک کرنے کا کہا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اس نے یہ بھی اعلان کیا تھا کہ اگر وہ آپ کو ٹھیک وقت پر۔ میرا مطلب ہے کہ ٹھیک دو بجے وہ آپ کو ہلاک کرنے

میں ناکام ہو گیا تو وہ آپ کی ہلاکت مؤخر کر دے گا۔ وہ نہ آپ کو دو بجنے سے ایک سیکنڈ پہلے ہلاک کرے گا اور نہ ایک سیکنڈ کے بعد۔ اس لئے آپ کو دو سوا دو بجے تک یہاں رہنا پڑے گا اس کے بعد آپ جہاں کہیں گے میں آپ کو خود وہاں پہنچا دوں گا“...... کرنل واسطی نے کہا۔

”کیا یہ ضروری ہے کہ وہ اپنے وعدے کی پاسداری کرے گا اور واقعی وہ مجھے دو بجے کے بعد ہلاک نہیں کرے گا“...... جمشید عالم نے کہا۔

”یہ تو اس کی صوابدید پر منحصر ہے جناب۔ پھر بھی اگر آپ صبح تک یہاں رک جائیں تو آپ کے لئے زیادہ مناسب ہو گا۔ صبح اس کا میڈیا پر کوئی نہ کوئی بیان آ جائے گا اور پھر اس کے بیان کی روشنی میں دیکھا جائے گا کہ آپ کی حفاظت کے لئے مزید کیا کیا جا سکتا ہے اور آپ کو اس سے کس طرح سے محفوظ رکھا جا سکتا ہے۔ میری ڈیوٹی تو آپ کو آج رات تک بچانے کے لئے لگائی گئی ہے“...... کرنل واسطی نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ اب چونکہ کافی وقت ہو گیا ہے اس لئے میں یہاں صبح تک رکنے کے لئے تیار ہوں“...... جمشید عالم نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

”گڈ۔ آپ نے بالکل درست فیصلہ کیا ہے جناب۔ مجھے امید ہے کہ اس بار ٹائم کلر اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکے گا اور

اسے اس بار منہ کی ہی کھانا پڑے گی“...... کرنل واسطی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”میں رات دیر تک جاگنے کا عادی ہوں۔ کیا تم میرے لئے یہاں کوئی ایسا انتظام کر سکتے ہو جس سے میرا دل لگا رہے اور مجھے وقت گزرنے کا احساس نہ ہو“...... جمشید عالم نے کہا۔

”آپ بتائیں۔ آپ کے لئے میں کیا انتظام کروں۔ میرے بس میں جو ہو گا میں ضرور کروں گا جناب“...... کرنل واسطی نے خوش دلی سے کہا۔

”مجھے یہاں ایک ٹی وی مہیا کر دو۔ میں نیوز اور انٹرٹینمنٹ چینلز دیکھ کر اپنا وقت گزارنا چاہتا ہوں“...... جمشید عالم نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میں ابھی یہاں ٹی وی لگانے کا انتظام کر دیتا ہوں“...... کرنل واسطی نے بلا تردد کہا تو جمشید عالم کے چہرے پر سکون آ گیا کہ کرنل واسطی نے اس کی فرمائش پوری کرنے سے انکار نہیں کیا تھا۔

”تو جاؤ اور کرو بندوبست“...... جمشید عالم نے کہا اور کرنل واسطی اثبات میں سر ہلا کر مڑا اور کمرے سے نکلتا چلا گیا۔ کمرے سے نکلتے ہی اس نے دیوار کے ساتھ لگا ہوا ایک بٹن پریس کیا تو کمرے کا دروازہ آٹو میٹک سسٹم سے بند ہو گیا۔ کمرہ ایک راہداری کے سرے میں تھا۔ راہداری بالکل خالی تھی۔ کرنل واسطی راہداری سے گزرتا ہوا دوسری طرف ایک دیوار کے پاس آیا اور اس نے

دیوار کے ایک کونے میں مخصوص انداز میں ٹھوکر ماری تو دیوار کے درمیان میں ایک دروازے جیسا خلاء سا بن گیا۔ دوسری طرف سیڑھیاں اوپر جا رہی تھیں۔ کرنل واسطی سیڑھیوں پر آیا تو اس کے عقب میں دیوار دوبارہ برابر ہو گئی۔ سیڑھیاں چڑھتا ہوا وہ اوپر آیا تو اس کے سامنے ایک اور سپاٹ دیوار تھی۔ دیوار کے دائیں طرف ایک پینل لگا ہوا تھا۔ کرنل واسطی نے پینل کا کوڈ پریس کیا تو اس کے سامنے ایک دروازہ سا کھل گیا۔ دوسری طرف ایک چھوٹا سا کمرہ تھا وہ کمرے میں آیا اور اس نے دروازہ بند کر دیا۔ اس کمرے کا دروازہ کھول کر وہ ایک اور کمرے میں آیا اور پھر اس کمرے سے نکل کر ایک بڑی راہداری میں آ گیا۔ راہداری کے مختلف حصوں سے گزرتا ہوا وہ اپنے مخصوص آفس نما کمرے میں آ گیا۔ آفس میں ایک میز لگی ہوئی تھی جس پر دفتری سامان کے ساتھ ایک لیپ ٹاپ کمپیوٹر بھی پڑا ہوا تھا۔ کرنل واسطی میز کے پیچھے آ کر اپنی کرسی پر بیٹھ گیا کمپیوٹر کی سکرین آف تھی۔ کرنل واسطی نے ہاتھ بڑھا کر کمپیوٹر کا ایک بٹن پریس کر دیا۔ بٹن پریس ہوتے ہی سکرین آن ہو گئی اور سکرین پر اس کمرے کا منظر ابھر آیا جہاں جمشید عالم موجود تھے تھے۔ جمشید عالم اسی کرسی پر بیٹھا کافی پی رہا تھا۔ کرنل واسطی مسلسل جمشید عالم کی طرف دیکھ رہا تھا۔ اس کی آنکھوں میں عجیب سی چمک تھی جیسے وہ یہی چاہتا ہو کہ جمشید عالم جلد سے جلد ساری کافی پی لیں۔ جمشید عالم نے چند ہی لمحوں میں

کافی پی لی اور پھر اس نے خالی مگ نیچے رکھ دیا۔ وہ چند لمحے خاموش بیٹھا رہا پھر اس نے اچانک جمائیاں لینا شروع کر دیں جیسے اچانک ان پر نیند کا غلبہ طاری ہو رہا ہو۔ اسے جمائیاں لیتے دیکھ کر کرنل واسطی کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آ گئی۔

"اب آپ بیڈ پر جا کر لیٹ جائیں اور آرام کریں اور خواب میں ٹی وی دیکھنا شروع کر دیں۔ صبح تک اب آپ کو کوئی ڈسٹرب نہیں کرے گا"...... کرنل واسطی نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس نے جمشید عالم کی کافی میں نیند آور دوا ملا دی تھی تاکہ وہ جلد سو جائے۔ جمشید عالم اسے بار بار انٹرکام پر تنگ کر رہا تھا اور اس سے ایک ہی بات کی رٹ لگائے جا رہے تھے کہ اس کا سیل فون اسے واپس کر دیا جائے۔ اس کا چونکہ صبح تک وہاں رکنا بے حد ضروری تھا اس لئے کرنل واسطی نے اسے نیند آور دوا دینے کا سوچا تھا اور یہ موقع جمشید عالم نے کافی مانگ کر اسے خود ہی فراہم کر دیا تھا اور کرنل واسطی نے کافی میں نیند آور دوا ملا دی تھی۔

جمشید عالم چند لمحے کرسی پر بیٹھا رہا پھر اس نے پلٹ کر بیڈ کی طرف دیکھا اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا جیسے اب اس میں مزید بیٹھے رہنے کی ہمت نہ ہو اور آہستہ آہستہ چلتا ہوا بیڈ کی طرف بڑھ گیا۔ وہ بیڈ پر جا کر بیٹھا اور پھر اس نے مزید جمائیاں لیں اور پھر وہ بیڈ پر لیٹتا چلا گیا۔ بیڈ پر لیٹتے ہی جیسے اسے نیند نے آ لیا۔ اس کی آنکھیں بند ہو گئیں اور وہ فوراً ہی نیند کی گہری وادیوں میں پہنچ

گیا۔ اسے بیڈ پر سوتے دیکھ کر کرنل واسطی نے سکون کا سانس لیا اور ہاتھ بڑھا کر کمپیوٹر کی سکرین آف کر دی۔ جمشید عالم چونکہ اب گہری نیند سو گیا تھا اس لئے اب اس پر مسلسل نظریں رکھنا ضروری نہیں رہ گیا تھا۔

سکرین آف کرتے ہی کرنل واسطی نے بھی اپنا سر کرسی کی پشت سے لگا کر آنکھیں موند لیں۔ وہ صبح سے جمشید عالم پر نظر رکھے ہوئے تھا اور اب انہیں سلانے کے بعد اس نے بھی کچھ دیر ریلیکس ہونے کا سوچا تھا۔ آنکھیں بند کرتے ہی اسے اپنے دماغ میں بھی نیند کا خمار سا طاری ہوتا ہوا محسوس ہوا۔ اب چونکہ وہ بے فکر تھا اس لئے اس نے آنکھیں نہیں کھولی تھیں اور اپنی کرسی پر بیٹھے بیٹھے ہی سو گیا پھر اچانک اس نے ہڑبڑا کر آنکھیں کھول دیں۔ اسے یوں محسوس ہوا جیسے کسی نے اسے بری طرح سے جھنجھوڑ کر جگایا ہو۔ وہ حیرت سے ادھر ادھر دیکھنے لگا لیکن کمرے میں اس کے سوا کوئی نہیں تھا۔ اس کی نظریں دیوار گیر کلاک پر پڑیں تو وہ بے اختیار اچھل پڑا کیونکہ کلاک پر رات کے ٹھیک دو بج کر دس منٹ ہو رہے تھے۔

”اوہ۔ میں اتنی دیر تک سویا رہا ہوں“...... اس نے پریشانی کے عالم میں کہا اور ساتھ ہی اس نے ہاتھ بڑھا کر کمپیوٹر سکرین آن کر دی۔ سکرین پر فوراً اس کمرے کا منظر ابھر آیا جہاں جمشید عالم موجود تھے اور پھر جیسے ہی کرنل واسطی کی نظریں سکرین پر پڑیں وہ یکلخت

یوں اچھل پڑا جیسے اس کی کرسی میں بجلی کی تیز رو دوڑ گئی ہو۔ کمرے میں جس بیڈ پر جمشید عالم سویا ہوا تھا وہاں اس کا صرف جسم ہی پڑا ہوا تھا لیکن اس کی گردن سے سر غائب تھا اور اس کا کٹا ہوا سر اس کرسی پر رکھا ہوا تھا جس پر وہ بیٹھتا تھا۔ یہ منظر اس قدر دلخراش تھا کہ کرنل واسطی بھی یہ بھیانک منظر دیکھ کر یکبارگی لرز اٹھا تھا۔ اسے یوں لگ رہا تھا جیسے وہ ابھی نیند میں ہو اور نیند میں کوئی بھیانک خواب دیکھ رہے ہوں۔

عمران دانش منزل میں داخل ہوا تو بلیک زیرو اس کے احترام میں فوراً اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ عمران کے چہرے پر انتہائی سنجیدگی دکھائی دے رہی تھی اور وہ خاصا الجھا ہوا بھی نظر آ رہا تھا۔ آپریشن روم میں داخل ہو کر وہ اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھ گیا۔

”کیا بات ہے عمران صاحب۔ بڑے الجھے ہوئے سے دکھائی دے رہے ہیں“...... سلام و دعا کے بعد بلیک زیرو نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ میں الجھا ہوا بھی ہوں، پریشان بھی ہوں اور تھکا ہوا بھی بلکہ بہت زیادہ تھکا ہوا ہوں“...... عمران نے سنجیدگی سے کہا تو بلیک زیرو کے ہونٹوں پر بے اختیار مسکراہٹ آ گئی۔

” تو کیا آپ کی تھکاوٹ اتارنے کے لئے آپ کو چائے پلاؤں“...... بلیک زیرو نے کہا۔

”صرف چائے سے کچھ نہیں ہو گا۔ میں نے صبح سے کچھ کھایا پیا بھی نہیں ہے۔ اگر ساتھ میں کچھ کھانے کو مل جائے تو اچھا ہو گا“...... عمران نے کہا۔

”لگتا ہے ٹائم کلر نے آپ کو واقعی بری طرح سے تھکا دیا ہے۔ اس کے پیچھے بھاگ کر آپ کا کافی برا حال ہو گیا ہے“۔ بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اور نہیں تو کیا۔ اس کمبخت نے واقعی مجھے دوڑا دوڑا کر مار دیا ہے لیکن اس کے باوجود اس کے بارے میں کچھ معلوم نہیں ہو سکا ہے کہ وہ کون ہے اور اس کا پتہ ٹھکانہ کہاں ہے“...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”اس کا پتہ ٹھکانہ تو تب معلوم ہو گا جب ہمیں اس کے بارے میں کچھ پتہ چلے گا“...... بلیک زیرو نے کہا۔

”اس نے خود کو سات پردوں کے پیچھے چھپا رکھا ہے۔ جب تک وہ پردے نہیں ہٹیں گے اس وقت تک اس کا کچھ پتہ نہیں چل سکتا“...... عمران نے کہا۔

”اب تک حالات اور ایویڈنس سے بھی ہمیں اس کے بارے میں کچھ معلوم نہیں ہوا ہے۔ جہاں جہاں اس نے کارروائی کی ہے۔ وہاں سے ہم نے اس کے فنگر پرنٹس اور دوسرے کلیو بھی حاصل کرنے کی کوشش کی تھی لیکن ایسا لگتا ہے جیسے وہ ہوا پر سوار ہو کر آتا ہے اور اپنا کام کر کے اسی طرح ہوا بن کر نکل جاتا ہے اور

اپنے ساتھ اپنے خلاف تمام ثبوت اڑا لے جاتا ہے نہ وہ اپنے ہاتھوں کے نشان چھوڑتا ہے اور نہ پیروں کے۔ بس چھوڑتا ہے تو اخبار میں ایک عجیب سا کوڈ چھوڑ جاتا ہے جس کا کوئی سر پیر ہی نہیں ہوتا“...... بلیک زیرو نے کہا۔

”یہی سب تو وہ چاہتا ہے کہ ہم اس کے نشانوں پر چلتے جائیں اور وہ ہمیں تماشہ بنا کر مزے لیتا رہے۔ اسی لئے اس نے تمام سروسز کے ساتھ ہمیں بھی چیلنج کر رکھا ہے کہ ہم لاکھ کوشش کر لیں لیکن ہم کسی بھی طرح اس کی گرد بھی نہیں پا سکیں گے اور اب تک جو کچھ بھی ہوا ہے واقعی ایسا ہی ہوا ہے اور ہم واقعی اس کی گرد بھی نہیں پا سکے ہیں“...... عمران نے کہا۔

”کیا آپ کو اپنے ڈیڈی سے بھی اس کے بارے میں کچھ نہیں پتہ چلا ہے کہ انہیں کس نے ہپناٹائزڈ کیا تھا“...... بلیک زیرو نے چند لمحے توقف کے بعد پوچھا۔

”نہیں۔ وہ جو کوئی بھی ہے انتہائی منجھا ہوا انسان ہے۔ اس نے ڈیڈی کو ہپناٹائزڈ تو کیا تھا لیکن جاتے جاتے وہ ڈیڈی کے ذہن سے اپنا عکس بھی نکال کر لے گیا تھا جیسے اسے خدشہ ہو کہ کوئی ہپناٹائسٹ ان کے دماغ میں جھانک کر اس کا عکس دیکھ لے گا اس لئے اس نے ڈیڈی کے ذہن سے وہ عکس ہی ختم کر دیا ہے جس سے اس کے بارے میں کچھ پتہ چل سکتا تھا“...... عمران نے کہا۔

”مجھے تو وہ کوئی بہت بڑا اور ماہر ہپناٹائسٹ معلوم ہوتا

ہے“...... بلیک زیرو نے کہا۔

”ہاں۔ اسی لئے تو میں نے اسے انتہائی منجھا ہوا انسان کہا ہے“...... عمران نے کہا۔

”آپ کرنل واسطی سے بھی تو ملنے کے لئے گئے تھے۔ کیا آپ نے اس کے ذہن میں نہیں جھانکا تھا۔ ہو سکتا ہے کہ وہ کرنل واسطی کے ذہن میں اپنی کوئی تصویر چھوڑ گیا ہو جب وہ کرنل واسطی کو اپنی ٹرانس میں لے رہا تھا“...... بلیک زیرو نے کہا۔

”نہیں۔ کرنل واسطی کے ذہن میں کوئی عکس نہیں ہے کیونکہ کرنل واسطی کو ہپناٹائزڈ نہیں کیا گیا تھا“...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو چونک پڑا۔

”کیا مطلب۔ اگر کرنل واسطی کو ہپناٹائزڈ نہیں کیا گیا تھا تو پھر جمشید عالم کو کس نے ہلاک کیا ہے اور وہ بھی اس کی موجودگی میں۔ کرنل واسطی نے تو کہا تھا کہ اس نے جمشید عالم کو ایسی جگہ چھپا رکھا ہے جہاں کسی کا خیال تک نہیں پہنچ سکتا“...... بلیک زیرو نے کہا۔

”کرنل واسطی نے جمشید عالم کو اپنے ہیڈ کوارٹر کے تہہ خانے میں ایک زیرو روم میں چھپا کر رکھا ہوا تھا۔ زیرو روم کے بارے میں کرنل واسطی اور اس کے چند با اعتماد ساتھیوں کے سوا کوئی نہیں جانتا تھا۔ جب کرنل واسطی جمشید عالم کو زیرو روم میں لے گیا تھا تو اس نے ان افراد کو بھی نہیں بتایا تھا جو زیرو روم کے بارے میں

جانتے تھے کہ اس نے جمشید عالم کو وہاں چھپا رکھا ہے۔ زیرو روم
میں جانے کے لئے کئی راستوں سے گزرنا پڑتا ہے اور تہہ خانے
والے تمام راستوں پر کوڈ پینل لگے ہوئے ہیں اور ان پینلز کے
کوڈز صرف کرنل واسطی ہی جانتا ہے اس کے سوا دوسرا کوئی زیرو
روم کو کھولنے کے کوڈز نہیں جانتا تھا۔ زیرو روم میں جب بھی کسی کو
جانا ہوتا تھا تو کرنل واسطی خود اسے وہاں لے جاتا تھا اور کرنل
واسطی ہی تمام خفیہ راستے کھولتا ہے۔ اس لئے کرنل واسطی کو یقین
تھا کہ زیرو روم کے بارے میں کسی کو کچھ علم نہیں ہو گا اور جمشید عالم
وہاں محفوظ رہے گا۔ کرنل واسطی نے جمشید عالم کو اپنے ہیڈ کوارٹر
کے تہہ خانے میں موجود زیرو روم میں چھپا تو دیا تھا لیکن اسے بعد
میں خیال آیا تھا کہ اسے جمشید عالم سے ان کے پاس موجود تمام
چیزیں حاصل کر لینی چاہئیں۔ خاص طور پر ان کا سیل فون کیونکہ
سیل فون ایک ایسی ڈیوائس تھی جس کے ٹریکنگ سسٹم سے یہ معلوم
کیا جا سکتا تھا کہ وہ سیل فون کہاں ایکٹیو ہے۔ ٹریکنگ سسٹم سے نہ
صرف اس جگہ کا پتہ چل جاتا ہے جہاں سیل فون ایکٹیو ہوتا ہے
بلکہ اس سسٹم سے یہ بھی پتہ چلایا جا سکتا ہے کہ سیل فون دس منزلہ
عمارت کے ٹاپ فلور پر کام کر رہا ہے یا زمین کے نیچے کسی تہہ
خانے میں۔ جب کرنل واسطی کو سیل فون حاصل کرنے کا خیال آیا
تب تک کافی دیر ہو چکی تھی۔ اس وقت تک ٹائم کلر، جمشید عالم سے
ان کے سیل فون پر بات کر چکا تھا۔ کرنل واسطی نے وہ سیل فون

سوئچ آف کر دیا تھا لیکن اب ایسی جدید ٹریکنگ ٹیکنالوجی کام کر
رہی ہے جس سے سیل فون کے آف ہونے کے باوجود فون کی
لوکیشن کو مارک کیا جا سکتا ہے۔ وہ سیل فون چونکہ ہیڈ کوارٹر میں ہی
تھا۔ اس لئے اسے آسانی سے ٹریک کیا جا سکتا تھا۔ کرنل واسطی
نے مجھے بتایا تھا کہ جمشید عالم اس سے بار بار سیل فون کا تقاضہ کر
رہے تھے لیکن اس نے انہیں سیل فون نہیں دیا تھا بلکہ کرنل واسطی
نے مزید احتیاط کی خاطر جمشید عالم کو کافی میں نیند آور دوا ملا کر پلا
دی تھی۔ جب جمشید عالم سو گئے تو کرنل واسطی نے بھی کچھ دیر
ریسٹ کرنے کا سوچا تھا اور پھر اس کی بھی اپنے دفتر میں ہی آنکھ
لگ گئی تھی۔ جب اس کی آنکھ کھلی تو دو بج کر دس منٹ ہو چکے
تھے۔ اس نے گھبرا کر اس کمپیوٹر کی سکرین آن کی جس پر وہ زیرو
روم میں موجود جمشید عالم پر نظر رکھے ہوئے تھا اور پھر یہ دیکھ کر اس
کے اوسان خطا ہو گئے کہ وہاں جمشید عالم کی لاش پڑی ہوئی تھی۔
لاش کی حالت ایسی تھی جیسے کسی نے تلوار مار کر جمشید عالم کا سر اڑا
دیا ہو اور پھر اس کا سر اٹھا کر قاتل نے وہاں موجود کرسی پر رکھ دیا
تھا۔

پہلے تو کرنل واسطی یہ سب دیکھ کر یقین ہی نہیں آیا تھا کہ جمشید
عالم کو ہلاک کر دیا گیا ہے۔ وہ یہی سمجھ رہا تھا کہ وہ کوئی خواب
دیکھ رہا ہے لیکن جب وہ تہہ خانے اور پھر زیرو روم میں گیا تو اس
پر حقیقت واضح ہو گئی کہ وہ خواب نہیں حقیقت میں جمشید عالم کی

لاش دیکھ رہا تھا۔ جمشید عالم کا سر کاٹ کر انہیں واقعی ہلاک کر دیا گیا تھا۔ وہاں جمشید عالم کی لاش کے سوا کچھ نہیں تھا اور کرنل واسطی کا یہ بھی کہنا تھا کہ اسے تہہ خانے اور زیرو روم کے راستے کھلے ہوئے ملے تھے جنہیں صرف اور صرف وہی کھول سکتا تھا۔

کرنل واسطی نے تمام راستے خود بند کئے تھے اس کی سمجھ میں ہی نہیں آ رہا تھا کہ وہ راستے کھل کیسے گئے تھے۔ ہیڈ کوارٹر میں اس کے سوا کوئی نہیں تھا البتہ باہر عمارت کی حفاظت کے لئے گارڈز ضرور تعینات تھے لیکن ان گارڈز میں سے ایسا کوئی نہیں تھا جو کرنل واسطی کی اجازت کے بغیر اندر آنے کی جرأت کر سکتا ہو بلکہ ان میں سے تو کوئی تہہ خانوں اور زیرو روم کے بارے میں بھی نہیں جانتا تھا۔ اس کے علاوہ کرنل واسطی نے عمارت میں ایسا سیٹ اپ کر رکھا تھا کہ اگر کوئی شخص اس کی اجازت کے بغیر عمارت میں داخل ہونے کی کوشش کرتا تو عمارت میں فوراً خطرے کے سائرن بج اٹھتے۔ لیکن وہاں کوئی سائرن نہیں بجا تھا اور نہ ہی کوئی آواز سنائی دی تھی۔ اس کے باوجود قاتل نہ صرف عمارت میں آ گیا تھا بلکہ وہ خفیہ راستوں سے ہوتا ہوا زیرو روم میں پہنچ گیا تھا اور جمشید عالم کو ہلاک کر کے وہ وہاں سے نکل جانے میں بھی کامیاب ہو گیا تھا۔ یہ سب کیسے ہوا تھا اس کے بارے میں کرنل واسطی قطعی طور پر لاعلم ہے۔ میں نے اس کا دماغ ٹٹولا ہے لیکن اس کے دماغ میں کچھ بھی نہیں ہے اور میں وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ اسے کم از کم

نہیں کیا گیا تھا۔ جمشید عالم کو ہیڈ کوارٹر میں لانے اور اس کی پلان کرتے ہوئے وہ بری طرح سے تھک گیا تھا اس لئے اس پر کچھ دیر کے لئے واقعی نیند غالب آ گئی تھی اور اس کی نیند کے دوران ہی ٹائم کلر اپنا کام کر گیا تھا''...... عمران نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''کرنل واسطی نے جمشید عالم پر نظر رکھنے کے لئے زیرو روم میں کیمرے لگا رکھے تھے اس کے علاوہ بھی تو وہاں کیمرے لگے ہوئے ہوں گے کیا آپ نے وہ فلم نہیں دیکھی تھی۔ شاید اس فلم سے پتہ چل جائے کہ وہاں کون آیا تھا اور کس نے جمشید عالم کو ہلاک کیا تھا''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''وہاں ریکارڈنگ ہوئی تھی اور میں نے وہ فلم نہایت باریک بینی سے دیکھی ہے لیکن تمہیں یہ سن کر حیرت ہو گی کہ رات کے دو بجنے سے کچھ دیر پہلے اس فلم کی ریکارڈنگ رک گئی تھی جیسے کسی نے ریکارڈنگ باقاعدہ روک دی ہو۔ تقریباً دس منٹ تک ریکارڈنگ رکی رہی تھی اور اس کے بعد ریکارڈنگ دوبارہ شروع ہو گئی تھی''...... عمران نے کہا اور بلیک زیرو کے چہرے پر واقعی حیرت اچھنے لگی۔

''اس کا مطلب ہے کہ قاتل کو کیمروں اور ملٹری انٹیلی جنس ہیڈ کوارٹر کے حفاظتی سسٹم کے بارے میں پہلے سے ہی علم تھا اسی لئے اس نے وہ ساری ریکارڈنگ روک دی تھی تاکہ کسی کو اس کی آمد کا

پتہ نہ چل سکے“...... بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
”ہاں۔ ریکارڈنگ سسٹم کو جدید سائنسی آلات سے جام کیا جا سکتا ہے اور اگر کسی کے پاس عمارت کا نقشہ ہو تو وہ گارڈز کی نظروں سے چھپ کر عمارت میں بھی داخل ہو سکتا ہے اور یہ بھی کیا جا سکتا ہے کہ سائنسی آلات سے عمارت کے تمام حفاظتی سسٹم کو کچھ دیر کے لئے بلاک کر دیا جائے۔ شاید ٹائم کلر نے کچھ ایسا ہی کیا ہو گا لیکن اہم سوال یہ ہے کہ اسے ان کوڈز کا کیسے پتہ چلا تھا جن کے ذریعے وہ تہہ خانے اور زیرو روم میں داخل ہو سکتا تھا۔ جیسا کہ میں پہلے بتا چکا ہوں کہ ان کوڈز کے بارے میں سوائے کرنل واسطی کے کسی کو بھی کوئی علم نہیں تھا اس کے باوجود وہاں تمام راستے پرفیکٹ کوڈز سے کھولے گئے تھے اور ٹائم کلر نے زیرو روم میں جا کر اپنا کام کیا اور جس طرح سے وہاں گیا تھا اسی طرح وہاں سے نکل جانے میں بھی کامیاب ہو گیا تھا“...... عمران نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔
”اس سلسلے میں کرنل واسطی کیا کہتا ہے“...... بلیک زیرو نے اسی طرح حیرت زدہ لہجے میں پوچھا۔
”اس بے چارے کیا کہنا ہے اس صورتحال سے تو وہ خود بھی حیران اور پریشان ہے“...... عمران نے جواب دیا۔
”یہ بھی تو ہو سکتا ہے ٹائم کلر کے پاس کچھ ایسے آلات موجود ہوں جنہیں پینلز سے منسلک کر کے ان کے کوڈز معلوم کئے جا سکتے

ہیں“...... بلیک زیرو نے کہا۔
”جو بھی ہے اب ان سب باتوں سے کیا حاصل ہو سکتا ہے۔ ٹائم کلر نے اپنا کام کرنا تھا سو وہ کر چکا ہے اور تیسرا قتل بھی ہو چکا ہے۔ لیکن تین قتل ہونے کے باوجود بھی ہم جہاں تھے اب بھی وہیں کھڑے ہیں“...... عمران نے سر جھٹکتے ہوئے کہا۔
”مجھے سمجھ میں نہیں آ رہا ہے کہ آخر ٹائم کلر ہے کیا چیز۔ وہ قاتل بھی ہے۔ ماہر ہپنا ٹائسٹ بھی اور اب یہ بھی سامنے آ رہا ہے کہ وہ ایک سائنس دان بھی ہے۔ ظاہر ہے کوئی سائنس دان ہی ان تمام کوڈوں کو پار کر سکتا ہے جو ملٹری انٹیلی جنس کے ہیڈ کوارٹر میں موجود تھیں“...... بلیک زیرو نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔
”اس نے ہمیں کچھ اس انداز میں الجھا دیا ہے کہ ہمیں اس کے بارے میں کچھ سوچنے اور سمجھنے کا موقع ہی نہیں مل رہا ہے“...... عمران نے کہا۔
”آپ نے کل وہ ریکارڈنگ بھی سنی تھی جس میں ٹائم کلر نے پروفیسر کاشف جلیل، سرفراز شیرازی اور جمشید عالم سے باتیں کی تھیں۔ اس سے بھی آپ کو کوئی اندازہ نہیں ہوا کہ وہ کون ہو سکتا ہے حالانکہ آپ نے تو کہا تھا کہ اگر آپ ٹائم کلر کی آواز سن لیں تو خیال خوانی کے ذریعے آپ اس کے دماغ تک ضرور رسائی حاصل کر لیں گے“...... بلیک زیرو نے کہا۔
”اگر وہ اپنی اصلی آواز میں بات کرتا تو شاید میں اس کے

دماغ تک پہنچ جاتا لیکن وہ کسی مشینی آلے کے ذریعے بول رہا اور وہ مشینی آلہ ایسا تھا جس نے انسانی آواز کو اس حد تک بدل دیا تھا کہ وہ باقاعدہ ایک مشینی آواز معلوم ہو رہی تھی۔ مشین میں بولنے سے آواز کی لہریں، بولنے کا انداز اور آواز کا زاویہ یکسر ہی بدل جاتا ہے جبکہ ٹیلی پیتھی آواز کی لہروں پر سفر کرتی ہے۔ ٹیلی پیتھی کے ماہر کے دماغ کی لہریں دوسرے شخص کے دماغ تک یا تو اس کی شکل دیکھ کر پہنچتی ہیں یا پھر آواز کی لہروں پر سفر کرتی ہوئی بولنے والے کے دماغ میں داخل ہوتی ہیں اور اگر ان لہروں میں کسی قسم کی گڑبڑ ہو تو لہروں کا سفر وہیں رک جاتا ہے اور کسی بھی طرح بولنے والے کے دماغ میں داخل نہیں ہو سکتی ہیں''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اس کا مطلب ہے کہ ہم ابھی تک اندھیرے میں ہی ہیں''...... بلیک زیرو نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''ہاں اور یہ اندھیرا کم ہونے کی بجائے اور زیادہ گہرا ہوتا جا رہا ہے۔ اس قدر گہرا کہ اب تو ہاتھ کو ہاتھ بھی سجھائی نہیں دے رہا''...... عمران نے کہا۔

''ان کوڈز سے بھی کچھ پتہ نہیں چل رہا ہے کہ ان کوڈز میں کیا پیغام چھپا ہوا ہے اور نمبروں کے کوڈز سے قاتل کا نام کیسے ڈھونڈا جا سکتا ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''مجھے تو ایسا لگ رہا ہے کہ یہ کوڈز بھی ہمیں الجھانے کے لئے

بنائے جا رہے ہیں تاکہ ہم ان الٹے سیدھے نمبروں میں بلا وجہ اپنے سر کھپاتے رہیں اور قاتل کے بارے میں زیادہ نہ سوچ سکیں''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''آپ نے یہ بھی تو کہا تھا کہ جن افراد کو ٹارگٹ کیا جا رہا ہے ٹائم کلر باقاعدہ ان کی مانیٹرنگ کر رہا ہے تاکہ وہ کہیں بھی جا کر چھپ جائیں تو وہ ان تک آسانی سے پہنچ جائے۔ کیا آپ کو اب تک یہ بھی معلوم نہیں ہو سکا ہے کہ ٹائم کلر کس طرح سے اپنے ٹارگٹ کو مانیٹر کر رہا ہے''...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

''کسی انسان کو مانیٹر کرنے کے دو طریقے ہوتے ہیں۔ ایک تو یہ کہ جس انسان کو مانیٹر کیا جانا مقصود ہو اس کے لباس میں کوئی ڈیوائس چھپا دی جائے۔ اس ڈیوائس کا لنک سیٹلائٹ سسٹم سے ہوتا ہے اور وہ ڈیوائس جہاں بھی جاتی ہے سیٹلائٹ اسے مسلسل چیک کرتا ہے اور اس کی ایک ایک حرکت پر آسانی سے نظر رکھی جا سکتی ہے''...... عمران نے کہا۔

''اور دوسرا طریقہ کون سا ہے''...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

''دوسرے طریقے کے تحت ہر طرف الٹرا ساؤنڈ جیسی مخصوص لہروں کا جال سا پھیلا دیا جاتا ہے۔ پھر جس انسان کو مانیٹر کیا جانا ہو کمپیوٹرائزڈ سسٹم میں اس انسان کی تصویر ڈال کر اس کے جسم کے خد و خال، اس کی جسامت کے ساتھ ساتھ جلد کی ساخت اور خون کے نمونے بھی فیڈ کر دیئے جاتے ہیں اور پھر وہ انسان جہاں بھی

ہوتا ہے اسے مخصوص لہروں کی وجہ سے ایک سیٹلائٹ کے ذریعے ہی لائیو چیک کیا جا سکتا ہے۔ ان لہروں کو ڈائریکٹ ویو سرچ یا ڈی ویو ساؤنڈ ریز کا نام دیا گیا ہے اور ڈی ویو ساؤنڈ ریز سسٹم پاکیشیا میں تو کیا پورے ایشیا میں کہیں موجود نہیں ہے کیونکہ ان ویوز کی رسیونگ کے لئے ایک الگ سیٹلائٹ استعمال کرنا پڑتا ہے اور ان لہروں کو پورے شہر بلکہ پورے ملک میں پھیلانے کے لئے انتہائی ہیوی ڈیوٹی مشینوں کا استعمال کرنا پڑتا ہے جو اربوں کھربوں ڈالرز میں آتی ہیں۔ اس لئے ایسی مشینوں کا پاکیشیا میں ہونا تو ناممکن ہے''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ایسی مشینیں تو واقعی یہاں نہیں ہوں گی لیکن وہ ڈیوائسز تو یہاں موجود ہو سکتی ہیں جن کے بارے میں آپ نے پہلے بتایا ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''ہاں۔ یہ خیال کرنل واسطی کو بھی آیا تھا اسی لئے اس نے جمشید عالم سے اس کی تمام چیزیں لے لی تھیں اور اس کے پیروں کے جوتے تک بھی اتروا لئے تھے''...... عمران نے کہا۔

''لیکن یہ سب کرنل واسطی نے تب کیا تھا جب وہ جمشید عالم کو ہیڈ کوارٹر لے جا کر زیرو روم میں پہنچا چکا تھا۔ اس وقت تک تو ٹائم کلر کو معلوم ہو گیا ہو گا کہ جمشید عالم کو کہاں لے جایا گیا ہے اور کہاں چھپا کر رکھا گیا ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''ہاں۔ مگر میں نے جمشید عالم کی وہ تمام چیزیں خود دیکھی ہیں

لیکن مجھے ان میں سے ایسی کوئی چیز نہیں ملی جس سے جمشید عالم کو مانیٹر کیا جا سکتا ہو''...... عمران نے کہا۔

''یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ کوئی مائیکرو ڈیوائس جمشید عالم کے جسم میں چھپا دی گئی ہو''...... بلیک زیرو نے کہا اور اس کی بات سن کر عمران بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کے چہرے پر یکلخت جوش کے آثار دکھائی دینے لگے۔

''گڈ شو۔ گڈ شو۔ تم نے میری توجہ واقعی بے حد اہم پوائنٹ کی طرف دلائی ہے۔ واقعی اس جدید سائنسی دور میں کوئی مائیکرو چپ کسی بھی انسانی جسم میں چھپانا کوئی مشکل کام نہیں ہے۔ اگر ایسا ہے تو پھر ٹائم کلر نے ان تمام افراد کے جسموں میں بھی ویسی ہی چپیں لگا رکھی ہوں گی جنہیں اس نے آج رات اور آئندہ آنے والے دنوں میں ہلاک کرنے کا پروگرام بنا رکھا ہے''...... عمران نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ٹائم کلر کا چوتھا شکار ایک سیاسی شخصیت ہے جو انتہائی با اثر ہونے کے ساتھ ساتھ حکومت کا ایک انتہائی اہم حصہ بھی ہے اور اس کا نام ساجد انصاری ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''ساجد انصاری۔ اوہ۔ وہ تو واقعی حکومت کا ایک بڑا ستون ہے۔ اس کی ہلاکت کا سن کر تو حکومت کی نیندیں اُڑ گئی ہوں گی''۔ عمران نے ہونٹ سیٹی بجانے کے انداز میں گول کرتے ہوئے کہا۔

''جی ہاں۔ حکومت کے ساتھ ساتھ خود ساجد انصاری کے بھی

ہوش اُڑے ہوئے ہیں بلکہ تین بین الاقوامی شہرت یافتہ افراد کی ہلاکت نے عوام میں بھی بے پناہ خوف و ہراس پھیلا ہوا ہے اور عوام کے ساتھ میڈیا بھی حکومت پر انگلیاں اٹھا رہا ہے کہ حکومت اگر اس قدر اہم افراد کو سیکورٹی فراہم نہیں کر سکتی تو پھر وہ عام انسان کے جان و مال کی کیا حفاظت کرے گی“...... بلیک زیرو نے کہا۔

”ظاہر ہے۔ تین شہرت یافتہ افراد کے ہلاک ہونے کے بعد عوام اور میڈیا نے تو چیخنا ہی تھا“...... عمران نے کہا۔

”زیادہ تر لوگ اس بات سے ڈر رہے ہیں کہ اگلی باری نجانے کس کی ہو اور ٹائم کلر اگلی بار کس کا زندگی کا ڈیتھ کوڈ جاری کر دے“...... بلیک زیرو نے کہا۔

”اوہ ہاں۔ ٹائم کلر نے اس بار ساجد انصاری کے لئے کون سا ڈیتھ کوڈ بتایا گیا ہے“...... عمران نے پوچھا۔

”ان کا ڈیتھ کوڈ بھی پہلے کوڈز جیسا ہی ہے۔ وہ نمبر ہے۔ آٹھ، بائیس، زیرو تین اور زیرو زیرو یعنی ڈبل زیرو“...... بلیک زیرو نے کہا۔

”کیا ٹائم کلر نے ساجد انصاری سے رابطہ کیا تھا“...... عمران نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد پوچھا۔

”جی ہاں۔ جولیا ٹیلی کمیونیکیشن آفس میں ہی ہے اور جیسے ہی اسے نئے ٹارگٹ کا نام پتہ چلتا ہے وہ اس کے استعمال میں رہنے

والے فونز کے ساتھ ٹیپ لگا دیتی ہے اور اس بات کا خاص طور پر خیال رکھتی ہے کہ ٹائم کلر کب کال کرے گا اور جیسے ہی ٹائم کلر کال کرتا ہے وہ ریکارڈنگ کرنی شروع کر دیتی ہے“...... بلیک زیرو نے کہا۔

”تب تو جولیا نے ٹائم کلر اور ساجد انصاری کے فون کی ریکارڈنگ بھی کر لی ہو گی۔ اس مرتبہ ٹائم کلر نے ساجد انصاری پر کون سا الزام عائد کیا ہے“...... عمران نے پوچھا۔

”جی ہاں جولیا نے ان کی کال کی ریکارڈنگ کی تھی اور وہ ریکارڈنگ میرے پاس آ چکی ہے اگر آپ کہیں تو میں آپ کو وہ ریکارڈنگ سنا سکتا ہوں“...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

”نہیں۔ اپنی زبان سے ہی بتا دو۔ میں ذرا بھی برا نہیں مانوں گا“...... عمران نے مسکرا کر کہا تو بلیک زیرو بھی مسکرا دیا۔

”ٹائم کلر نے ساجد انصاری پر فارن اکاؤنٹس میں غیر قانونی طور پر بنک بیلنس جمع کرنے کا الزام لگایا ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ ساجد انصاری کے وہ ان تمام غیر ملکی بنکوں کے نام اور اکاؤنٹس نمبر جانتا ہے جہاں اس نے پاکیشیا کے غریب عوام کے خون پسینے کی کمائی لوٹ کر اپنے لئے جمع کر رکھی ہے۔ ٹائم کلر نے ساجد انصاری کو یہ بھی کہا ہے کہ وہ اپنے تمام خفیہ فارن اکاؤنٹس سے دولت جلد سے جلد پاکیشیا منتقل کرا لے ورنہ اس کا انجام بے حد بھیانک ہو گا۔ ساجد انصاری بے حد کمزور دل کا مالک ہے اس نے پہلے تو اس

الزام کی تردید کی تھی لیکن پھر وہ ٹائم کلر کی دھمکیاں سن کر بری طرح سے ڈر گیا تھا اور اس نے کہا ہے کہ وہ جلد سے جلد اپنی تمام دولت پاکیشیا لے آئے گا۔ اس کے لئے اسے وقت دیا جائے لیکن ٹائم کلر نے اسے زیادہ سے زیادہ پانچ گھنٹوں کا وقت دیا ہے۔ اس نے کہا ہے کہ اگر پانچ گھنٹوں میں بینکنگ آن لائن سروس کے ذریعے اس نے خفیہ فارن اکاؤنٹس کی تمام رقم پاکیشیائی بنکوں میں ٹرانسفر نہ کرائی تو وہ بھیانک موت سے ہمکنار ہوگا اور پھر وقت آنے پر وہ خود ہی حکومت کو ان کے تمام غیر قانونی اور خفیہ اکاؤنٹس کی معلومات فراہم کر دے گا“...... بلیک زیرو نے کہا۔

”دیکھا جائے تو ٹائم کلر واقعی ان جیسے افراد کو ٹارگٹ کر کے پاکیشیا کی بھلائی کے لئے ہی کام کر رہا ہے۔ سرفراز شیرازی اور جمشید عالم کے بارے میں ٹائم کلر نے جو کہا تھا وہ سچ ثابت ہوا ہے۔ ممبران نے سرفراز شیرازی کے آفس اور اس کی رہائش گاہ کی خفیہ جگہوں سے وہ تمام فائلیں ڈھونڈ نکالی ہیں جن کی سرفراز شیرازی نے غیر قانونی طور پر کاپیاں بنا رکھی تھیں۔ اسی طرح ریڈ ڈولفن نامی اس شپ کا بھی پتہ چل گیا ہے جو جمشید عالم کی ملکیت تھا۔ کوسٹ گارڈز نے اس ریڈ ڈولفن شپ پر چھاپہ مار کر شپ کے خفیہ حصوں میں چھپے ہوئے اسلحے کا بہت بڑا ذخیرہ برآمد کیا ہے جو واقعی انتہائی تباہ کن اور خطرناک تھا“...... عمران نے کہا۔

”لیکن پروفیسر کاشف جلیل کے بارے میں ابھی کچھ بھی معلوم

نہیں ہو سکا ہے۔ آپ نے خود بھی پروفیسر کاشف جلیل کی خفیہ لیبارٹری چیک کی تھی جہاں ہر چیز جلا دی گئی تھی۔ اس لئے یہ ابھی تک ثابت نہیں ہو سکا ہے کہ پروفیسر کاشف جلیل بھی وہی کچھ کر رہے تھے جس کا ٹائم کلر نے ان پر الزام لگایا تھا“...... بلیک زیرو نے کہا۔

”ہاں۔ پروفیسر کاشف جلیل کی ہلاکت واقعی ابھی تک معمہ بنی ہوئی ہے۔ ان کی ایجاد کا کچھ پتہ نہیں چل رہا ہے کہ وہ کس نوعیت کی تھی اور کہاں ہے“...... عمران نے کہا۔

”ہمیں کسی طرح پروفیسر کاشف جلیل صاحب کی نئی ایجاد کے بارے میں پتہ چل جائے تو شاید یہ معمہ بھی حل ہو جائے کہ وہ قصور وار تھے یا نہیں“...... بلیک زیرو نے کہا۔

”شاید“...... عمران نے مبہم سے انداز میں کہا۔

”اور ہاں۔ میں آپ کو بتانا بھول گیا ہوں۔ اس بار ساجد انصاری کو حفاظت کے لئے نیوی کے حوالے کیا گیا ہے“...... بلیک زیرو نے کہا اور عمران چونک کر اس کی شکل دیکھنے لگا۔

”نیوی کے حوالے۔ کیوں۔ کس لئے“...... عمران نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

”ایسا ساجد انصاری کی خواہش پر کیا گیا ہے۔ ان کا کہنا تھا کہ نیوی انہیں کسی آبدوز میں چھپا کر لے جائے اور انہیں سمندر کی گہرائی میں لے جا کر چھپا دیا جائے تو ٹائم کلر کسی بھی طرح ان

تک نہیں پہنچ سکے گا اور ان کی جان بچ جائے گی۔ وہ چونکہ حکومتی نمائندہ ہیں اس لئے ان کی خواہش پر ہی عمل کیا گیا ہے اور انہیں نیوی کے حوالے کر کے ایک آبدوز میں چھپا دیا گیا ہے جو گہرے پانیوں میں چلی گئی ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس آبدوز کی نگرانی کے لئے وہاں چار مزید جنگی سامان سے آراستہ آبدوزوں کو بھیجا گیا ہے تاکہ اس آبدوز پر کسی جانب سے حملہ کیا جائے تو اس حملے کو روکا جا سکے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''کس نے بتایا ہے تمہیں یہ سب''...... عمران نے پوچھا۔

''سر سلطان نے''...... بلیک زیرو نے جواب دیا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''مجھے ایسا لگ رہا ہے کہ نیوی والے بھی ساجد انصاری کو ٹائم کلر سے نہیں بچا سکیں گے''...... عمران نے کہا۔

''کیوں۔ آپ کو ایسا کیوں لگ رہا ہے کہ وہ انہیں نہیں بچا سکیں گے۔ آبدوز اگر سمندر کی گہرائی میں چلی جائے اور اس آبدوز کی نگرانی کے لئے وہاں چار جنگی آبدوزیں بھی موجود ہوں تو بھلا ٹائم کلر ان تک کیسے پہنچ سکتا ہے۔ کیا ٹائم کلر کے لئے سمندر کی گہرائی میں جانا اور جنگی آبدوزوں سے بچ کر آبدوز میں داخل ہو کر انہیں ہلاک کرنا اس قدر آسان ہو سکتا ہے۔ یہ تو ایسا ہی ہو گا جیسے ٹائم کلر کوئی انسان نہ ہو بلکہ واقعی مافوق الفطرت مخلوق ہو جس کے لئے زمین کے اندر، سمندر کی گہرائی اور آسمان کی بلندیوں پر جانا

کچھ مشکل نہ ہو''...... بلیک زیرو نے حیران ہو کر کہا۔

''مشکل نہ ہو لیکن یہ ناممکن بھی تو نہیں ہے۔ میں نے ٹائم کلر کی باتیں سنی ہیں۔ وہ جس اعتماد سے بات کر رہا تھا اس سے میرے لئے یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں ہے کہ وہ کیا کر سکتا ہے اور کیا نہیں۔ ساجد انصاری کو تو محض سمندر میں چھپایا گیا ہے۔ اگر انہیں خلاء میں یا چاند پر بھی لے جا کر چھپا دیا جاتا تو ٹائم کلر کا اس تک پہنچنا ناممکن نہیں ہو سکتا ہے''...... عمران نے کہا۔

''لیکن کیسے۔ یہ سب کچھ اس کے لئے اس قدر آسان کیسے ہو سکتا ہے''...... بلیک زیرو نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

''اگر ٹائم کلر نے ان کے جسم میں مائیکرو چپ لگائی ہو گی تو سوچو اس کے لئے بھلا اپنے ٹارگٹ کو ہٹ کرنا کیا مشکل ہو سکتا ہے۔ ایک بٹن پریس کر کے بھی تو وہ ساجد انصاری کو ہلاک کر سکتا ہے''...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو کا منہ کھلے کا کھلا رہ گیا۔

''اوہ۔ میرے خدا۔ اس طرف تو میرا دھیان ہی نہیں گیا تھا۔ واقعی ٹائم کلر اگر کسی کے جسم میں چپ لگا سکتا ہے تو اس چپ میں مائیکرو بم بھی موجود ہو سکتا ہے جسے صرف ایک بٹن پریس کرنے سے بلاسٹ کیا جا سکتا ہے۔ اس طرح تو واقعی اس کے ہاتھوں سے کوئی بھی محفوظ نہیں رہے گا اور وہ آسانی سے اپنا ٹارگٹ ہٹ کرتا رہے گا''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''ساجد انصاری کو بچانے کا اب ایک ہی طریقہ ہے کہ انہیں

یہاں واپس لایا جائے اور ان کے جسم کی سکریننگ کی جائے۔ ان کے جسم میں اگر واقعی کوئی چپ موجود ہے تو اسے فوری طور پر نکال لیا جائے''...... عمران نے کہا۔

''اس کے لئے تو انہیں نیوی والوں سے واپس لانا پڑے گا''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''میں بھی یہی سوچ رہا ہوں۔ ساجد انصاری اپنی مرضی سے وہاں گیا ہے اور میں جانتا ہوں کہ وہ بے حد ہٹ دھرم انسان ہے دوسروں کی سننے کی بجائے اپنی زیادہ منواتا ہے۔ میں لاکھ کوششیں بھی کر لوں تو وہ وہاں سے واپس نہیں آئے گا''...... عمران نے کہا۔

''سرفراز شیرازی اور جمشید عالم کی لاشیں ابھی سرد خانے میں ہیں۔ اب تک ان کا پوسٹ مارٹم ہو چکا ہو گا آپ اپنے طور پر بھی تو ان کا پوسٹ مارٹم کر سکتے ہیں''...... بلیک زیرو نے مسکرا کر کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''لگتا ہے کہ ٹائم کلر نے میرے دماغ کی چارجڈ بیٹریاں تمہارے دماغ میں منتقل کر دی ہیں اسی لئے آج تمہیں مجھ سے زیادہ سوجھ رہی ہیں اور وہ بھی ہری ہری۔ لیکن یہ نہ بھولنا کہ ہری ہری گھاس ہی ہوتی ہے''...... عمران نے جواباً مسکراتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ ایسی بات نہیں ہے۔ آپ پچھلے دو دنوں سے خاصی بھاگ دوڑ کر رہے ہیں اور پھر آپ بارہ گھنٹوں سے زائد وقت تک بے ہوش بھی تو رہے ہیں۔ شاید اس لئے آپ کا دماغ ابھی تک

صحیح طور پر کام نہیں کر رہا ہے ورنہ میرا یہ آئیڈیا سب سے پہلے آپ کے ہی دماغ میں آتا''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''میرے دماغ کی اتنی عزت رکھنے کا بہت بہت شکریہ۔ ورنہ آج تو مجھے ایسا ہی لگ رہا تھا جیسے میرے دماغ کو ٹائم کلر فوبیا ہو گیا ہے''...... عمران نے کہا اور بلیک زیرو بے اختیار ہنس دیا۔

''بہر حال معلوم کرو کہ دونوں لاشیں کس ہسپتال کے سرد خانے میں موجود ہیں اور سر سلطان سے کہہ کر ان دونوں کی لاشیں فاروقی ہسپتال منتقل کرا دو۔ میں دونوں لاشوں کو چیک کروں گا تاکہ پتہ چل سکے کہ ان کے جسموں کے کس حصے میں چپ لگائی گئی ہے اور وہ ایسی کون سی ڈیوائس ہے جس سے اتنے زیادہ کام لئے جا رہے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''کیا ان ڈیوائسز سے یہ بھی معلوم کیا جا سکتا ہے کہ انہیں کون کنٹرول کر رہا ہے''...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

''یہ تو ڈیوائس ملنے کے بعد ہی پتہ چلے گا''...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر وہ سر سلطان کو کال کرنے میں مصروف ہو گیا۔ سر سلطان ہی اسے بتا سکتے تھے کہ سرفراز شیرازی اور جمشید عالم کی لاشیں کس ہسپتال کے سرد خانے میں رکھی گئی تھیں جبکہ عمران اپنے سیل فون پر ڈاکٹر فاروقی کو کال کر کے انہیں ہدایات دینے لگا۔

سیکرٹ سروس کے تمام ممبران صفدر کے فلیٹ میں جمع تھے۔ عام طور پر وہ سب جولیا کے فلیٹ میں جمع ہوتے تھے لیکن ان دنوں چونکہ چیف نے جولیا کی ڈیوٹی ٹیلی کمیونیکیشن کے آفس میں لگائی ہوئی تھی۔ اس لئے جولیا وہاں مصروف تھی اور وہ ٹائم کلر اور اس کے نئے ٹارگٹ کی فون پر ہونے والی بات چیت ریکارڈ کرتی تھی اس لئے چیف نے وقتی طور پر جولیا کی جگہ صفدر کو ان سب کا ڈپٹی بنا دیا تھا تاکہ وہ ان سب کو منظم رکھ سکے۔

وہ سب اپنے اپنے طور پر ٹائم کلر کی تلاش میں بھاگ دوڑ کرتے رہے تھے لیکن ٹائم کلر ان کی توقعات سے کہیں زیادہ چالاک اور ہوشیار تھا۔ انتہائی کوششوں کے باوجود ان میں سے کوئی بھی ٹائم کلر کے بارے میں ایک معمولی سا کلیو بھی حاصل نہیں کر سکا تھا۔ یہاں تک کہ انہیں جائے واردات سے بھی چند چیزوں کے

علاوہ کچھ نہیں ملا تھا اور انہیں وہاں جو نشان بھی ملا تھا وہ چند کرائم گروپس کی طرف ہی اشارہ کرتے تھے۔ وہ نشان ٹائم کلر نے انہیں الجھائے رکھنے کے لئے جان بوجھ کر وہاں چھوڑے تھے۔ ممبران ان کرائم گروپس کے خلاف کارروائیاں کرنا چاہتے تھے لیکن چیف نے انہیں منع کر دیا تھا کہ وہ ان گروپس کے پیچھے بھاگ دوڑ کر کے اپنا وقت ضائع نہ کریں۔ چیف نے انہیں عمران کے خیالات سے بھی آگاہ کر دیا تھا کہ اسے کس طرح سے ٹائم کلر نے پرنس میکارلو کے ریڈ ڈائمنڈ گروپ کے پیچھے لگا دیا تھا اور پھر اس گروپ کا کیا ہوا تھا جبکہ یہ سب جاننے کے باوجود ممبران کا خیال تھا کہ انہیں کریمنلز گروپس کے ملنے والے کلیوز کو مدنظر رکھ کر ان گروپس کے خلاف کارروائیاں کرتے رہنا چاہئے تھا۔ عین ممکن تھا کہ ان میں سے کسی گروپ سے انہیں ٹائم کلر کے بارے میں کوئی معلومات مل جاتی اور اگر ایسا نہ بھی ہوتا تو وہ ان کریمنلز گروپس کا خاتمہ کر کے ملک سے جرائم کی بڑھتی ہوئی شرح کو کم کر سکتے تھے لیکن چونکہ چیف کا حکم تھا اس لئے وہ سب۔ خاموش ہو گئے تھے۔

تین ہلاکتیں ہو چکی تھیں آج رات چوتھی ہلاکت ہونے والی تھی۔ ممبران کو معلوم تھا کہ ٹائم کلر نے اس بار ملک کے ایک معروف سیاست دان ساجد انصاری کو موت کی دھمکی دی تھی۔ ان کا خیال تھا کہ اس بار چیف ٹائم کلر سے ساجد انصاری کو بچانے کے لئے انہی کی ڈیوٹیاں لگائے گا کیونکہ دو افراد کو بچانے کے لئے

سنٹرل انٹیلی جنس کوشش کر چکی تھی اور تیسرے شخص کو بچانے کے لئے ملٹری انٹیلی جنس کا سہارا لیا گیا تھا جس نے جمشید عالم کو انتہائی خفیہ مقام پر اور فول پروف انتظامات میں رکھا ہوا تھا لیکن اس کے باوجود ٹائم کلر اپنے مقررہ وقت پر وہاں پہنچ گیا تھا اور اس نے نہ صرف ملٹری انٹیلی جنس کے ہیڈ کوارٹر کے تمام حفاظتی انتظامات ناکارہ کر دیئے تھے بلکہ جمشید عالم کو بھی کرنل واسطی کی موجودگی میں ہلاک کر دیا تھا اور وہاں سے نکل جانے میں بھی کامیاب ہو گیا تھا۔ تین معروف افراد کی ہلاکت کے بعد ممبران کو یقین تھا کہ چیف اس بار اس معاملے کو حکمانہ طور پر اپنے ہاتھ میں لے لے گا اور ساجد انصاری کی حفاظت کی ذمہ داری سیکرٹ سروس کے سپرد کر دی جائے گی لیکن جب انہیں معلوم ہوا کہ اس بار ساجد انصاری کو بچانے کے لئے نیوی کا سہارا لیا گیا تھا اور ساجد انصاری کو ایک آبدوز کے ذریعے گہرے سمندر میں لے جا کر چھپا دیا گیا تھا تو انہیں بے حد کوفت ہوئی تھی اور ان سب کا خیال تھا کہ نیوی والے بھی ساجد انصاری کو ٹائم کلر سے نہیں بچا سکیں گے۔ ان سب کو چیف نے فی الحال خاموش بیٹھنے کا مشورہ دیا تھا اس لئے وہ صفدر کے فلیٹ میں اکٹھے ہو گئے تھے۔ صفدر نے ان کے لئے چائے بنائی تھی اور وہ سب خاموشی سے چائے پینے میں مصروف تھے۔

"ہم اس چالاک اور پراسرار قاتل کو آخر کہاں سے اور کیسے تلاش کریں۔ وہ اتنی چالاکی اور صفائی سے اپنا کام کرتا ہے کہ اپنے پیچھے کوئی معمولی سا نشان بھی نہیں چھوڑتا۔ ہم نے اس کی تلاش کے لئے کیا کیا نہیں کیا ہے اور کہاں کہاں کی خاک نہیں چھانی لیکن وہ جانے کہاں چھپا ہوا ہے۔ اس کے خلاف کام کرنے کے لئے ہمیں ایک چھوٹی سی بھی لائن آف ایکشن نہیں مل رہی ہے۔ سمجھ میں نہیں آ رہا ہے کہ ہم کیا کریں اور کیا نہ کریں"...... کچھ دیر کے بعد خاور نے خاموشی توڑتے ہوئے کہا۔

"چیف نے فی الحال ہمیں خاموش رہنے کا کہا ہے تو ہمیں چیف کی بات مان لینی چاہئے اور خاموش رہنا چاہئے"...... چوہان نے کہا۔

"لیکن ہمارے اس طرح خاموش رہنے سے کیا ہو گا۔ کیا ٹائم کلر اپنے ارادوں سے باز آ جائے گا"...... نعمانی نے منہ بنا کر کہا۔

"تو کیا کیا جائے۔ اس سے بری بات اور کیا ہو سکتی ہے کہ سرفراز شیرازی کو ہم چاروں کی موجودگی میں ہلاک کر دیا گیا تھا اور ہم انہیں بچانے کے لئے کچھ بھی نہیں کر سکے تھے"...... صدیقی نے تاسف بھرے لہجے میں کہا۔

"اس میں ہماری کوئی غلطی نہیں تھی۔ ہم نے سرفراز شیرازی کی حفاظت کے لئے جو اقدامات کئے تھے وہ انتہائی فول پروف تھے۔ اب ہمیں کیا معلوم تھا کہ گھر کا بھیدی ہی لنکا ڈھا دے گا اور سرفراز شیرازی پر کوئی اور نہیں بلکہ سنٹرل انٹیلی جنس کے ڈائریکٹر جنرل سر عبدالرحمٰن گولی چلا دیں گے"...... چوہان نے کہا۔

''جو بھی ہے۔ ہمیں اپنی غلطی تسلیم کر لینی چاہئے۔ جب ہمارے فیاض اور سر عبدالرحمٰن نے اپنی گنیں نکالی تھیں تو ہمیں اسی وقت ہوشیار ہو جانا چاہئے تھا اور ان دونوں پر خاص توجہ دینی چاہئے تھی۔ سر عبدالرحمٰن اگر واقعی ٹرانس میں تھے تو ہمیں ان کی آنکھیں دیکھتے ہی پتہ چل سکتا تھا اور ہم ان سے سرفراز شیرازی کو بچا سکتے تھے''...... صدیقی نے کہا۔

''اس وقت ہم ان پر کیا توجہ دیتے۔ عین وقت پر وہاں لائٹ بھی تو چلی گئی تھی''...... خاور نے کہا۔

''ہم نے پاور سپلائی کی طرف بھی کوئی دھیان نہیں دیا تھا۔ قاتل کے لئے اندھیرا انتہائی سود مند ثابت ہوتا ہے۔ ہمیں اس امکان کو مدنظر رکھنا چاہئے تھا کہ اگر اچانک وہاں پاور سپلائی معطل ہوگئی تو اس کا متبادل انتظام کیا ہوسکتا ہے''...... صدیقی نے کہا۔

''وہاں متبادل انتظام کیا ہوسکتا تھا۔ اس گھر میں ایک پاور یو پی ایس لگا تو ہوا تھا لیکن سرفراز شیرازی کے کہنے کے مطابق یو پی ایس صبح ہی خراب ہوگیا تھا اس کی سپلائی پاور میں کوئی فالٹ آ گیا تھا''...... نعمانی نے کہا۔

''یہی تو بات ہے۔ ہمیں فوری طور پر اس بیٹری کو ریپلیس کرا لینا چاہئے تھا لیکن ہم نے اس طرف کوئی توجہ نہیں دی تھی''...... صدیقی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ہونہہ۔ اب چھوڑو ان سب باتوں کو۔ یہ سب اب لکیر پیٹنے

والی باتیں ہیں''...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ واقعی یہ سانپ نکل جانے کے بعد اب لکیر پیٹنے جیسا ہی لگتا ہے لیکن پھر بھی ہمیں یہ تو سوچنا چاہئے کہ آخر یہ سب کیسے ہو رہا ہے۔ ٹائم کلر کے ہاتھ آخر ایسا کون سا الہ دین کا چراغ آ گیا ہے کہ وہ ہر اس جگہ آسانی سے پہنچ جاتا ہے جہاں اس کا ٹارگٹ موجود ہوتا ہے۔ نہ صرف اپنے راستے میں آنے والی رکاوٹوں کو ختم کر لیتا ہے بلکہ اپنے ٹارگٹ کو ہٹ کر کے آسانی سے وہاں سے نکل جانے میں بھی کامیاب ہو جاتا ہے''...... صفدر نے کہا۔

''ہاں یہ واقعی سوچنے کی باتیں ہیں۔ جمشید عالم جسے ملٹری انٹیلی جنس کے چیف کرنل واسطی نے انتہائی فول پروف انتظام میں رکھا ہوا تھا ٹائم کلر وہاں بھی پہنچ گیا تھا اور اس نے وہ تمام خفیہ راستے بھی کھول لئے تھے جن کے بارے میں سوائے کرنل واسطی کے اور کوئی نہیں جانتا تھا''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''مجھے تو وہ کوئی جادوگر ہی معلوم ہوتا ہے جو ہر قسم کی رکاوٹیں پار کرنا جانتا ہے اسی لئے تو اعلانیہ کہتا ہے کہ تمام حفاظتی حصاروں کے باوجود وہ ہر حال میں اپنا ٹارگٹ ہٹ کرے گا چاہے اس کا ٹارگٹ اس سے بچنے کے لئے خلاء میں بھی چلا جائے تو وہ اسے وہاں جا کر بھی ہلاک کر دے گا''...... خاور نے کہا۔

''ہر جرم کا کوئی نہ کوئی نشان ضرور ہوتا ہے اور یہی نشان مجرم تک پہنچنے کا باعث بنتا ہے لیکن یہ جرم کرنے والا ایسا ہے کہ

اپنے پیچھے کوئی نشان نہیں چھوڑتا''......صدیقی نے کہا۔

''نشان تو خیر اس مجرم نے بھی چھوڑے ہوں گے لیکن شاید ہماری نظریں ان نشانوں کو دیکھ نہیں پا رہی ہیں''...... صفدر نے سوچتے ہوئے کہا۔

''ہم نے فنگر پرنٹس کے ساتھ ساتھ موقع واردات سے ہر قسم کے شواہد اکھٹے کئے تھے اور ان شواہد کی فرانسک لیبارٹری رپورٹ بھی بنوائی تھی لیکن ان میں ہمیں تو کوئی ایسا کوئی خاص کلیو نہیں ملا تھا جس سے کسی طرح سے مجرم کے بارے میں کچھ پتہ چل سکتا ہو''......نعمانی نے کہا۔

''اس کے باوجود کچھ نہ کچھ تو ہے جو ہماری نگاہوں سے پوشیدہ ہے کیا پوشیدہ ہے اس کے بارے میں ہمیں سوچنا ہوگا''......کیپٹن شکیل نے کہا۔

''تمہارے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ ہم کسی بات کو نظر انداز کر رہے ہیں''......تنویر نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''ہاں''......کیپٹن شکیل نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''ایسی کون سی بات ہو سکتی ہے جسے ہم سب نے ہی نظر انداز کیا ہو''......صدیقی نے حیران ہو کر کہا جیسے اسے کیپٹن شکیل کی بات کا مطلب سمجھ میں نہ آیا ہو۔ یہی حال باقی سب کا بھی تھا وہ سب بھی غور سے کیپٹن شکیل کی طرف دیکھ رہے تھے۔

''میں خود بھی نہیں جانتا۔ لیکن میرا دماغ چیخ چیخ کر کہہ رہا ہے

کہ مجرم ہمارا جانا پہچانا ہے مگر ہم اس کے بارے میں سوچ نہیں پا رہے ہیں کہ وہ کون ہے حالانکہ وہ ہمارے اتنے نزدیک ہے جیسے''......کیپٹن شکیل کہتے کہتے رک گیا۔

''جیسے۔ جیسے کیا''......چوہان نے کہا۔

''جیسے ہم ایک دوسرے کے نزدیک ہیں اور ایک دوسرے کو بخوبی جانتے ہیں''......کیپٹن شکیل نے کہا۔

''مطلب کہ ہم میں سے وہ کوئی ایک ہے''......خاور نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔ صفدر اور باقی سب بھی چونک کر کیپٹن شکیل کی طرف دیکھنا شروع ہو گئے تھے جیسے انہیں بھی یہی لگا ہو کہ کیپٹن شکیل ان میں سے کسی کی بات کر رہا ہے۔

''نہیں۔ وہ ہم میں سے نہیں ہے لیکن وہ ہمیں اور ہم اسے بہت اچھی طرح سے جانتے ہیں''......کیپٹن شکیل نے کہا۔

''یہ سب تم کیسے کہہ سکتے ہو کہ وہ ہمیں اور ہم اسے بخوبی جانتے ہیں''......تنویر نے منہ بنا کر کہا۔

''دوسری سروسز کے ساتھ ساتھ اس نے خاص طور پر ہمیں بھی چیلنج دیا تھا کہ ہم بھی لاکھ کوشش کر لیں لیکن اس تک نہیں پہنچ سکیں گے۔ وہ ہر روز ایک کوڈ بتاتا ہے جس میں اس کے کہنے کے مطابق اس کا نام چھپا ہوا ہے۔ اس کے علاوہ اب تک ہمیں ایسی کوئی رپورٹ نہیں ملی ہے کہ ٹائم کلر نے کسی دوسری سروس کو الجھانے کے لئے کچھ کیا ہو۔ جبکہ ہمیں وہ ایسے راستوں پر ڈال دیتا ہے کہ ہم

عام کریمنلز کے پیچھے بھاگتے رہیں۔ تم سب نے چیف کی بات کی تو تھی کہ ٹائم کلر نے عمران صاحب کے ساتھ کیا کیا تھا۔ عمران صاحب کو ایک گولڈن رنگ ملی تھی جس میں ایک سرخ رنگ کا ہیرا جڑا ہوا تھا۔ عمران صاحب اس رنگ کی وجہ سے ریڈ ڈائمنڈ کے ایک گروپ تک پہنچ گئے تھے اور وہاں عمران صاحب کو بے ہوش کر کے گروپ لیڈر سمیت سب کو ہلاک کر دیا گیا تھا۔ اس وقت عمران صاحب کے ساتھ ان کا شاگرد ٹائیگر بھی تھا وہ دونوں وہاں بے ہوش پڑے ہوئے تھے اور ان کی بے ہوشی کے دوران قاتل نے ریڈ ڈائمنڈ کے سربراہ اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک کیا تھا جبکہ اس نے عمران صاحب اور ٹائیگر کو ہاتھ تک نہیں لگایا تھا اور جب عمران صاحب اور ٹائیگر نے وہاں سے کوئی کلیو تلاش کرنا چاہا تو انہیں وہاں ایک اور کریمنل گروپ کی ٹپ مل گئی تھی۔ وہاں ایک ایسے شخص کی لاش ملی تھی جسے خنجر کی بجائے گولی مار کر ہلاک کیا گیا تھا جس کا تعلق آر ڈی گروپ کے مخالف گروپ سے تھا اور اس کی لاش دیکھ کر یہ کہا جا سکتا تھا کہ پرنس میکارلو اور اس کے گروپ کو کسی اور نے نہیں بلکہ اس کے مخالف گروپ نے ہی ختم کیا تھا جبکہ قتل کرنے والے چاہتے تو وہ اپنے ساتھی کی لاش وہاں سے لے جا سکتے تھے لیکن انہوں نے ایسا نہیں کیا تھا۔ یہی نہیں وہاں عمران صاحب اور ٹائیگر بھی بے ہوش پڑے ہوئے تھے لیکن قاتل نے انہیں ہاتھ تک نہیں لگایا تھا حالانکہ وہ چاہتے تو پرنس میکارلو اور اس

کے گروپ کے ساتھ ساتھ ان دونوں کو بھی بے ہوشی کی حالت میں ہلاک کر سکتے تھے لیکن ایسا لگتا تھا کہ قاتلوں نے جان بوجھ کر عمران صاحب اور ٹائیگر کو ہلاک نہیں کیا تھا۔ اسی طرح ہمیں بھی کرائسٹن کی جو ٹپ ملی تھی اس کا تعلق بھی ایک قاتل گروہ سے ہی تھا۔ ٹائم کلر نے عمران صاحب کی طرح ہمیں بھی دوسری طرف متوجہ کرنے کے لئے یہ چکر چلایا تھا اور ہم نے بلیک کلب سے جس کرائسٹن کو اغوا کیا تھا اس کا نمبر بھی ہیک کیا گیا تھا چیف نے اس سے خود پوچھ گچھ کی تھی لیکن اس کا ٹائم کلر سے کوئی تعلق نہیں تھا۔ ان سب باتوں سے تو یہی لگتا ہے جیسے ٹائم کلر ہمارے بارے میں بہت کچھ جانتا ہے اور ہماری ایک ایک حرکت پر نظر رکھ رہا ہے اور ایسا وہی کر سکتا ہے جو ہمارے بہت نزدیک ہو اور اس انسان کے بارے میں ہم بھی جانتے ہوں''...... کیپٹن شکیل نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

''ہونہہ۔ ہم میں سے ایسا کون ہو سکتا ہے جو ہپنا ٹازم بھی جانتا ہو۔ سائنس سے بھی واقف ہو اور ...... اوہ ایک منٹ۔ کہیں تم یہ تو نہیں کہنا چاہتے کہ یہ سب عمران صاحب کر رہے ہیں''...... صدیقی نے پہلے عام انداز میں بات کرتے ہوئے کہا پھر اچانک ایک خیال آنے پر وہ بری طرح سے چونک پڑا۔

''اوہ نہیں۔ عمران صاحب ایسا سب کیسے کر سکتے ہیں لیکن ہاں میں یہ ضرور کہہ سکتا ہوں کہ ٹائم کلر جو کوئی بھی ہے عمران صاحب

جیسا ہو یا نہ ہو لیکن خوبیوں میں کسی طرح سے ان سے کم بھی نہیں ہے کیونکہ اب تک عمران صاحب بھی اس کے بارے میں کچھ نہیں جان سکے ہیں۔ وہ بھی ہماری طرح اس کی تلاش میں جگہ جگہ بھاگتے پھر رہے ہیں''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''تمہاری باتوں سے تو مجھے بھی یہ لگ رہا ہے جیسے ٹائم کلر ہماری ایک ایک حرکت پر نظر رکھے ہوئے ہے اور ہم جو کچھ بھی کر رہے ہیں وہ ہمیں باقاعدہ مانیٹر کر رہا ہے''...... صفدر نے کہا۔

''ہونہہ۔ اگر اس کی ہم پر نظر ہوتی تو ہمیں اس بات کا پتہ نہ لگ گیا ہوتا۔ ہم ہر طرح کی احتیاط برت رہے ہیں۔ نہ ابھی تک ہمارا تعاقب کیا گیا ہے اور نہ ہی ہمیں راستوں میں کوئی ایسا نشان ملا ہے جس سے یہ ثابت ہو سکے کہ ہم پر بھی نظر رکھی جا رہی ہے''...... تنویر نے منہ بنا کر کہا۔

''اب وقت بدل گیا ہے برادر۔ اب تعاقب کر کے یا خفیہ ڈیوائسز اور کیمرے لگا کر کسی کی نگرانی نہیں کی جاتی ہے۔ اب نگرانی کرنے کے جدید طریقے سامنے آ رہے ہیں۔ اس کے لئے سائنسی آلات استعمال ہوتے ہیں اور مواصلاتی لہریں بھی۔ جن کا لنک سیٹلائٹ سے ہوتا ہے اور مخصوص لہروں سے کسی بھی مطلوبہ شخص کو نہ صرف ٹریس کیا جا سکتا ہے بلکہ اسے لائیو مانیٹر بھی کیا جا سکتا ہے''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''اور یہ سب کوئی سائنس دان ہی کر سکتا ہے''...... صفدر نے

کہا۔

''ہاں۔ ہو سکتا ہے کہ ٹائم کلر کوئی سائنس دان ہی ہو۔ کوئی سر پھرا سائنس دان۔ جس سے اور کچھ نہیں بن پڑا تو اس نے ملک سے ایسے افراد کو ہلاک کرنے کا پروگرام بنا لیا جو اپنی پاور، اپنی حیثیت اور اپنے ذرائع سے قانون کی آنکھوں میں دھول جھونک کر اپنے مفادات حاصل کرتے رہتے ہیں جیسا کہ سرفراز شیرازی اور جمشید عالم تھے''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''ان دونوں کے جرائم تو سامنے آ گئے ہیں لیکن تم پروفیسر کاشف جلیل کو کس خانے میں فٹ کرو گے اسے بھی تو ٹائم کلر نے ہی ہلاک کیا ہے۔ لیکن ان کا کوئی جرم سامنے نہیں آیا۔ تمہارا کیا خیال ہے کہ کیا وہ بھی مجرم تھے اور کیا واقعی وہ پاکیشیا میں رہ کر کافرستان کے لئے کام کر رہے تھے''...... چوہان نے اس کی طرف حیرت بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے۔

''پروفیسر کاشف جلیل کا جرم ابھی تک سامنے نہیں آیا اور نہ ہی اس کے بارے میں چیف نے ہمیں کچھ بتایا ہے۔ چیف نے صرف اتنا ہی کہا تھا کہ عمران صاحب نے پروفیسر صاحب کی رہائش گاہ کے ساتھ ان کی خفیہ لیبارٹری بھی چیک کی تھی لیکن پروفیسر کاشف جلیل کی لیبارٹری مکمل طور پر جلا دی گئی تھی۔ عمران صاحب کو بھی یہ معلوم نہیں ہے کہ پروفیسر صاحب ان دنوں کس قسم کی ایجاد کرنے میں مصروف تھے اور ان کی ایجاد یا اس ایجاد کا فارمولا کہاں ہے۔

اس کے علاوہ یہ بھی کہا جا رہا ہے کہ پروفیسر کاشف جلیل اس مرتبہ خاموشی سے اور اپنے طور پر کام کر رہے تھے۔ انہوں نے اپنی ایجاد کے بارے میں پاکیشیا کے قانون کے تحت حکومت کو بھی انفارم نہیں کیا تھا کہ وہ ذاتی طور پر ہی سہی لیکن کیا کام کر رہے ہیں اور نہ ہی انہوں نے اپنی ایجاد کے بارے میں متعلقہ محکمہ میں کوئی فائل جمع کرائی تھی کہ وہ کس نوعیت کی ایجاد کر رہے ہیں اور اس ایجاد کا فارمولا کیا ہے''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''نظریاتی طور پر دیکھا جائے تو ان باتوں سے واقعی پروفیسر کاشف جلیل کی حیثیت کافی حد تک مشکوک ہی ثابت ہوتی ہے''...... خاور نے کہا۔

''ہاں۔ اسی لئے میں کہہ رہا ہوں کہ پروفیسر کاشف جلیل کی حیثیت ابھی تک مشکوک ہے اور ٹائم کلر بھی ان افراد کے پیچھے پڑا ہوا ہے جو کسی نہ کسی طرح قومی جرم میں عملی طور پر کام کر رہے ہیں اور ان کے جرام کا کسی کو پتہ نہیں ہے۔ اس لئے ہو سکتا ہے کہ پروفیسر صاحب بھی ان میں سے ہی ایک ہوں''...... کیپٹن شکیل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''پھر تو ساجد انصاری کے ہاتھ بھی صاف نہیں ہوں گے۔ اس نے بھی فارن اکاؤنٹس بنا رکھے ہوں گے جہاں وہ خفیہ طور پر پاکیشیا کی عوام کے خون پسینے کی کمائی بھیج رہا ہو گا''...... نعمانی نے کہا۔

''ظاہر سی بات ہے۔ ورنہ ٹائم کلر اسے اس طرح کی دھمکی کیوں دیتا اور وہ بھی موت کی دھمکی''...... صفدر نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

''اگر ٹائم کلر کوئی سائنس دان ہے تو اس کا پتہ کیسے چلایا جا سکتا ہے۔ اگر وہ اپنا کام سرانجام دینے کے لئے سائنسی حربے استعمال کر رہا ہے تو پھر اس کا ہاتھ آنا واقعی مشکل ہے''...... تنویر نے کہا۔

''اس کا پتہ چلانے کا میرے خیال میں صرف ایک ہی طریقہ ہو سکتا ہے''...... کیپٹن شکیل نے جواب دیا۔

''کون سا طریقہ''...... صفدر نے پوچھا۔

''ہمیں ان سائنس دانوں کے بارے میں معلومات حاصل کرنی چاہئیں جو یا تو ریٹائرڈ ہو گئے ہوں یا پھر اپنی کوتاہیوں اور غلطیوں کی وجہ سے سائنسی لیبارٹریوں سے نکالے جا چکے ہوں۔ ان میں عام سائنس دان بھی ہو سکتے ہیں اور وہ سائنس دان بھی جو عام طور پر بڑے سائنس دانوں کے ساتھ اسسٹنٹس کے طور پر کام کرتے ہیں۔ میرا شک زیادہ تر انہی سائنس دانوں کی طرف جاتا ہے جو بڑے بڑے کام کرنے کے باوجود اپنی چھوٹی چھوٹی غلطیوں کی وجہ سے سزا پا کر دلبرداشتہ ہو جاتے ہیں اور پھر وہ یا تو دوسرے ممالک کا رخ کر لیتے ہیں یا پھر اپنے طور پر ہی کچھ نہ کچھ بنانے کی کوشش کرتے رہتے ہیں تاکہ ایک دن وہ اپنے بل بوتے پر پوری دنیا کے سامنے اپنا لوہا منوا سکیں۔ عام طور پر ایسے سائنس دانوں کی

سوچ نیگیٹو ہی ہوتی ہے اور وہ ایسی ایجادات کرنے کی سوچتے ہیں جن سے وہ بے پناہ دولت اور شہرت حاصل کر سکیں اور ٹائم کلر کا جو بھی مقصد ہو وہ اس معاملے میں شہرت تو بہرحال حاصل کر ہی رہا ہے“...... کیپٹن شکیل نے جواب دیا۔

”ان میں کچھ سائنس دان ایسے بھی تو ہوتے ہیں جو مکمل طور پر سائنس کی تعلیم حاصل نہیں کرتے اور کسی نہ کسی سائنس دان سے منسلک ہو کر ان کے تجربات کی بناء پر خود کو بھی بہت بڑا سائنس دان سمجھنا شروع کر دیتے ہیں اور چھوٹی موٹی ایجادات کر کے خود کو منوانا چاہتے ہیں“...... صفدر نے کہا۔

”ہاں۔ ایسے افراد کی جب حوصلہ شکنی کی جائے تو وہ پازیٹو کی بجائے نیگیٹو انداز میں ہی سوچتے ہیں“...... کیپٹن شکیل نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

”ایسے افراد کی تو پوری دنیا میں بھرمار ہوتی ہے۔ پاکیشیا میں بھی ان کی کوئی کمی نہیں ہو گی۔ ہم انہیں کہاں کہاں تلاش کریں گے اور ہمیں کیسے معلوم ہو گا کہ ان میں سے کون ہے جو اپنی ایجادات کی بدولت ٹائم کلر کا رول ادا کر رہا ہے“...... تنویر نے کہا۔

”ہمارے ملک میں ایسے افراد کی تعداد بہت زیادہ نہیں ہو گی۔ جن سائنس دانوں میں کچھ کر دکھانے کی صلاحیت ہوتی ہے اور وہ ذہین ہوتے ہیں انہیں پاکیشیا کی لیبارٹریوں میں آسانی سے جگہ مل جاتی ہے اور جو لالچی ہوتے ہیں وہ پاکیشیا کی بجائے فارن کنٹریز

کو ہی فوقیت دیتے ہیں۔ رہی بات سائنس دانوں کے اسسٹنٹس کی اور ان سائنس دانوں کی جو تعلیمی اور اپنی قابلیت کی کمی کی وجہ سے سلیکٹ نہیں ہوتے یا انہیں کسی اور وجہ سے کام کرنے سے روک دیا جاتا ہے ان میں وہ افراد بھی شامل ہیں جن میں جذبہ اور کام کرنے کی صلاحیت تو ہوتی ہے لیکن انہیں کام کرنے کا موقع نہیں دیا جاتا اور انتہائی ٹیلنٹ ہونے کے باوجود انہیں پسِ پشت ڈال دیا جاتا ہے۔ ان تمام افراد کا بائیو ڈیٹا اور کہیں ہو یا نہ ہو لیکن وزارت سائنس کے پاس ضرور ہوتا ہو گا۔ اگر ہم کوشش کریں تو ہمیں ان تمام افراد کی فائلیں مل سکتی ہیں“...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

”اگر وہ تمام فائلیں وزارت سائنس کے پاس ہوں گی تو لامحالہ ان کی کاپیاں سیکرٹری سائنس کے پاس بھی تو ہوں گی“...... صفدر نے کہا۔

”ہاں۔ وزارت سائنس سے زیادہ ایسی فائلیں عموماً ان کے سیکرٹری کے پاس ہی موجود ہوتی ہیں“...... صدیقی نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

”وزارت سائنس کا سیکرٹری سرفراز شیرازی تھا جس کے آفس اور رہائش کی خفیہ جگہوں سے ہم نے فارمولوں اور سائنسی نوعیت کی دوسری فائلیں حاصل کی تھی۔ کیا ان فائلوں میں ان افراد کی فائلیں بھی ہو سکتی ہیں جن کی ہمیں ضرورت ہے“...... صفدر نے کہا۔

”بالکل ہو سکتی ہیں کیوں نہیں ہو سکتیں۔ ہم نے فائلوں کی

نقول کے ساتھ ساتھ سیکرٹری سائنس کی آفیشل فائلوں کا بھی تو ریکارڈ حاصل کیا تھا جنہیں چیف کے کہنے پر ہم نے رانا ہاؤس پہنچا دیا تھا''...... صدیقی نے کہا۔

''اوہ۔ کیا وہ فائلیں اب بھی رانا ہاؤس میں ہی موجود ہوں گی''...... نعمانی نے کہا۔

''اگر فائلیں وہاں ہوئیں تو ہمارا کام آسان ہوسکتا ہے ورنہ اس کے لئے ہمیں چیف سے بات کرنی پڑے گی اور مجھے یقین ہے کہ چیف ہمارے ان خیالات کی مخالفت نہیں کریں گے اور ہمیں وہ فائلیں دے دیں گے جن سے ہوسکتا ہے کہ ہمیں ٹائم کلر تک پہنچنے کے لئے کوئی کلیو یا لائن آف ایکشن مل سکے''...... تنویر نے کہا۔

''تب پھر ہمیں رانا ہاؤس جانے سے پہلے چیف سے بات کر لینی چاہئے۔ ہوسکتا ہے اس سلسلے میں چیف ہمیں کوئی اور بہتر مشورہ دے سکیں''...... صدیقی نے کہا۔

''یہ کام تو صفدر ہی کر سکتا ہے۔ مس جولیا کے بعد انہیں ہی ہمارا ڈپٹی بنایا گیا ہے''...... چوہان نے مسکراتے ہوئے کہا تو ان سب کے ساتھ صفدر بھی مسکرا دیا۔

''ٹھیک ہے میں بات کر لیتا ہوں''...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور ایکسٹو کو کال کرنے میں مصروف ہو گیا۔

یہ ایک کافی بڑا کمرہ تھا جو شکل وصورت سے ایک مشینی کمرہ معلوم ہو رہا تھا۔ کمرے میں چاروں طرف عجیب وغریب اور چھوٹی بڑی مشینیں لگی ہوئی تھیں جو آن تھیں۔ ان مشینوں پر لگے ہوئے مختلف ڈائل تھرک رہے تھے اور رنگ برنگے بلب جلتے بجھتے ہوئے دکھائی دے رہے تھے۔ اس کے علاوہ ان تمام مشینوں پر چھوٹی بڑی سکرینیں بھی لگی ہوئی تھیں۔ ان میں سے چند سکرینیں آن تھیں جبکہ باقی سٹینڈ بائے تھیں۔

کمرے کی ایک سائیڈ پر شیشے کی ایک بڑی سی ٹیوب سی بنی ہوئی دکھائی دے رہی تھی جو اوپر سے بند تھی اور اس ٹیوب پر ایک ایئر ٹائٹ دروازہ بھی لگا ہوا تھا۔ ٹیوب کے اندر چھت سے سرخ رنگ کی روشنی سی نکل رہی تھی جس نے ٹیوب کا رنگ سرخ کر رکھا تھا۔ ٹیوب میں ایک کرسی بھی رکھی ہوئی تھی جس کے بازوؤں پر

بے شمار بٹن لگے ہوئے تھے۔ جو شاید کرسی یا ٹیوب کو استعمال کرنے کے لئے کنٹرول بٹن تھے۔

کمرے میں موجود ایک مشین کے پاس ایک سیاہ پوش بیٹھا ہوا تھا۔ اس سیاہ پوش نے سر سے پاؤں تک سیاہ لباس پہن رکھا تھا اور اس نے چہرے کو بھی ایک سیاہ نقاب سے ڈھانپ رکھا تھا۔ سیاہ پوش کی نظریں ایک سکرین پر جمی ہوئی تھیں اور وہ مشین کے مختلف بٹن پریس کر رہا تھا۔ بٹن پریس کرنے کے ساتھ ساتھ وہ مشین کے مختلف ڈائل بھی گھماتا جا رہا تھا۔ مشین کے اوپر لگی ہوئی سکرین دوسری مشینوں پر لگی ہوئی سکرینوں سے کافی بڑی اور سپاٹ تھی۔ سکرین آن تھی اور اس پر نیلا رنگ سا بکھرا ہوا تھا۔ جیسے جیسے نقاب پوش بٹن پریس کرتا جا رہا تھا سکرین پر جھماکے سے ہونا شروع ہو گئے تھے۔ نقاب پوش نے جیسے ہی ایک سوئچ آن کیا اچانک سکرین پر ایک جھماکا ہوا اور ساتھ ہی سکرین پر ایک منظر ابھرتا چلا گیا۔

یہ منظر ایک سمندری آبدوز کا تھا جس کا اندرونی منظر دکھائی دے رہا تھا۔ سکرین پر آبدوز کا کنٹرول روم دکھائی دے رہا تھا جہاں آبدوز کا کریو اپنے اپنے کام کر رہا تھا۔ کریو کے سامنے بھی ایک بڑی سی سکرین تھی جس سے انہیں بیرونی منظر دکھائی دے رہا تھا۔ اس سکرین پر آبدوز ایک بڑی سرنگ کی طرف بڑھتی ہوئی دکھائی دے رہی تھی۔

کنٹرول روم میں کریو کے ساتھ ایک ادھیڑ عمر شخص بھی موجود تھا

جس نے نہایت قیمتی سوٹ پہن رکھا تھا۔ اس ادھیڑ عمر کی نظریں سکرین پر ہی جمی ہوئی تھیں اور اس کے چہرے پر انتہائی بے چینی دکھائی دے رہی تھی۔ اس کے ہونٹ مسلسل ہل رہے تھے جیسے وہ کریو کو مسلسل ہدایات دے رہا ہو۔ سامنے نظر آنے والی سرنگ کا دہانہ کھلا ہوا اور کافی چوڑا تھا۔ یہ سرنگ سمندر کے نیچے ایک بڑی پہاڑی میں تھا جہاں ہر طرف آبی جانور تیرتے ہوئے دکھائی دے رہے تھے۔ آبدوز آہستہ آہستہ اس سرنگ کے دہانے کی جانب بڑھی چلی جا رہی تھی اور پھر جیسے ہی آبدوز دہانے کے نزدیک پہنچی۔ آبدوز کے فرنٹ پر لگی ہوئی ہیوی لائٹس آن ہو گئیں اور سرنگ کے دہانے میں تیز روشنی پڑنے لگی۔ تیز روشنی میں سرنگ روشن ہو گئی تھی اور سرنگ کافی دور تک جاتی ہوئی دکھائی دے رہی تھی۔ آبدوز سرنگ میں داخل ہوئی اور آگے بڑھتی چلی گئی اور پھر کچھ دور جاتے ہی آبدوز رک گئی۔

نقاب پوش غور سے آبدوز کو سرنگ میں داخل ہوتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر ایک بٹن پریس کیا تو مشین پر لگے ہوئے سپیکر سے کھڑکھڑاہٹ کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔ نقاب پوش نے جو بٹن پریس کیا تھا اس کے ساتھ لگا ہوا ایک ڈائل گھمانا شروع کر دیا۔ جیسے جیسے وہ ڈائل گھماتا جا رہا تھا سپیکر سے آنے والی کھڑکھڑاہٹ کی آوازیں کم ہوتی جا رہی تھیں اور اس میں انسانی آوازیں سنائی دینا شروع ہو گئی تھیں۔

''تم نے بہت اچھی جگہ منتخب کی ہے کمانڈر حارث۔ یہ سرنگ واقعی بہت محفوظ ہے۔ ٹائم کلر کچھ بھی کر لے وہ یہ بھی نہیں جان سکتے گا کہ آبدوز سمندر کے کس حصے میں، کتنی گہرائی میں اور کہاں چھپی ہوئی ہے۔ وہ یہاں تک کسی بھی صورت میں نہیں پہنچ سکے گا۔ بس اب جب تک میں نہ کہوں آبدوز اسی سرنگ میں رہے گی۔ ہمیں ہر حال میں صبح تک اسی سرنگ میں چھپ کر رہنا پڑے گا''...... سپیکر میں ایک مسرت بھری آواز سنائی دی۔ یہ الفاظ اس ادھیڑ عمر نے ادا کئے تھے جس نے قیمتی سوٹ پہن رکھا تھا اور جو وہاں نہایت بے چین اور پریشان دکھائی دے رہا تھا۔

''یس سر۔ ہم اس وقت تک اس سرنگ میں رہیں گے جب تک آپ چاہیں گے''...... ایک نوجوان نے کہا جو نیوی کے مخصوص لباس میں تھا اور کریو کا کمانڈر معلوم ہو رہا تھا۔

''بس آج کی رات۔ صرف آج کی رات۔ کسی طرح سے گزر جائے پھر ٹائم کلر میرا کچھ نہیں بگاڑ سکے گا۔ صبح ہوتے ہی میں خفیہ طور پر یہاں سے نکل کر ایئر پورٹ پر چلا جاؤں گا اور پھر اس ملک سے ہمیشہ کے لئے نکل جاؤں گا۔ ٹائم کلر تو کیا کسی کو بھی یہ معلوم نہیں ہو سکے گا کہ میں کس ملک میں اور کہاں گیا ہوں''...... ادھیڑ عمر نے کہا۔

''آپ کو ملک سے باہر جانے کی کیا ضرورت ہے جناب۔ ٹائم کلر نے یہ بھی تو کہہ رکھا ہے کہ اگر وہ آپ کو بتائے ہوئے وقت

کے مطابق ہلاک نہ کر سکا تو وہ اسے اپنی شکست تسلیم کر لے گا اور آپ کو دوبارہ ہلاک کرنے کی کوئی کوشش نہیں کرے گا۔ اس نے آپ کی ہلاکت کے لئے تین بجے کا وقت طے کر رکھا ہے اگر وہ آپ کو ٹھیک وقت پر ہلاک نہ کر پایا تو آپ اس سے ہمیشہ کے لئے محفوظ ہو جائیں گے اور وہ آپ کو کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا''...... کمانڈر نے کہا۔

''نہیں کمانڈر حارث۔ میں اب اس ملک میں نہیں رہ سکتا۔ اس ملک میں لاقانونیت کی انتہا ہے اور یہاں کسی خاص یا عام انسان کی جان و مال محفوظ نہیں ہے۔ میں اس ملک میں رہ کر اپنی جان کا کوئی خطرہ مول نہیں لے سکتا۔ آج مجھے کسی ٹائم کلر نے دھمکی دی ہے تو کل کوئی اور مجھے ہلاک کرنے کی کوشش کر سکتا ہے۔ میں کس کس سے اپنی جان بچانے کی کوشش کرتا پھروں گا۔ جس ملک میں لاقانونیت ہو اور جس ملک میں کسی کی جان و مال محفوظ نہ ہو اس ملک میں رہنے کا کیا فائدہ''...... ادھیڑ عمر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''لیکن جناب یہ قانون تو آپ کے ہی بنائے ہوئے ہیں اور آپ بھی موجودہ گورنمنٹ کا حصہ ہیں۔ پھر آپ یہ بات کیسے کہہ سکتے ہیں''...... کمانڈر حارث نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ میں ہوں اس گورنمنٹ کا حصہ۔ لیکن یہاں حکومت اور قانون سے زیادہ پاورفل شدت پسند عناصر ہیں جو کچھ بھی کر سکتے ہیں اور میں کسی شدت پسند کا شکار نہیں بننا چاہتا''...... ادھیڑ عمر نے

غصیلے لہجے میں کہا جو معروف سیاست دان ساجد انصاری تھا۔

"کیا آپ کو اپنے آپ پر اور اپنی فورسز پر بھروسہ نہیں ہے۔ آپ پاکیشیا کی ایک اہم ہستی ہیں اور تمام فورسز پر آپ کا ہولڈ ہے اس کے باوجود آپ سمجھتے ہیں کہ یہاں آپ کی جان محفوظ نہیں ہے تو پھر یہاں عام انسان کی جان و مال کیسے محفوظ رہ سکتی ہے اور آپ یہاں سے صرف اس لئے جانا چاہتے ہیں کہ آپ کی جان بچ جائے اور شدت پسند جسے چاہیں ہلاک کرتے رہیں۔ نو سر۔ آپ کو ایسا نہیں کرنا چاہئے اگر آپ یہاں سے چلے گئے تو اس ملک کا کیا ہوگا اس ملک کے قانون اور قانون کے رکھوالوں کا کیا ہوگا۔ آپ کو تو چاہئے کہ آپ اسی ملک میں رہیں اور جیسے بھی ممکن ہو اس قاتل کو تلاش کر کے اسے کیفر کردار تک پہنچائیں تاکہ اس سے وہ دوسرے افراد بھی محفوظ رہ سکیں جنہیں اس نے ہلاک کرنے کی دھمکیاں دی ہیں"...... کمانڈر حارث نے تلخ لہجے میں کہا۔

"ہونہہ۔ میں کچھ نہیں جانتا۔ مجھے تو بس اپنی جان کی فکر ہے۔ ٹائم کلر کسی اور کو ہلاک کرے یا نہ کرے مجھے اس سے کچھ فرق نہیں پڑتا۔ ویسے بھی ٹائم کلر کی تلاش کے لئے پاکیشیا کی تمام ایجنسیاں اور فورسز کام کر رہی ہیں لیکن ٹائم کلر جیسے شاطر اور خطرناک قاتل کا ابھی تک کچھ پتہ نہیں چل سکا ہے کہ وہ کون ہے اور کہاں چھپا ہوا ہے۔ وہ جس قدر فعال ہے مجھے لگتا ہے کہ اس تک پہنچنا اتنا آسان نہیں ہے۔ اس نے آج مجھے ہلاک کرنے کی دھمکی دی

ہے۔ میں جانتا ہوں کہ وہ اس آبدوز تک کسی بھی طریقے سے نہیں پہنچ سکے گا اور اس کا مجھے دیا ہوا ڈیتھ ٹائم ختم ہو جائے گا لیکن اس بات کی کیا ضمانت ہے کہ وہ مجھے وقت گزرنے کے باوجود ہلاک نہیں کرے گا۔ اس سے پہلے کہ وہ مجھ تک پہنچے یا مجھ پر کوئی وار کرے مجھے ہر حال میں اس ملک سے نکلنا ہوگا اور میں ایسا ہی کروں گا"...... ساجد انصاری نے تیز تیز بولتے ہوئے کہا۔ اس کی باتیں سن کر نقاب پوش کی آنکھوں میں عجیب سی چمک لہرانے لگی تھی جیسے وہ ساجد انصاری کی باتیں سن کر طنزیہ انداز میں مسکرا رہا ہو۔

"یہ غلط ہے سر۔ سراسر غلط۔ آپ کو اس قدر بزدلی کا ثبوت نہیں دینا چاہئے"...... کمانڈر حارث نے کہا۔

"شٹ اپ۔ تم اپنے کام سے کام رکھو سمجھے تم۔ نانسنس۔ میرے معاملے میں تمہیں بولنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے"...... ساجد انصاری نے غراتے ہوئے کہا۔

"یس سر۔ اوکے سر۔ جیسے آپ کی مرضی سر۔ میں اب کیا کہہ سکتا ہوں"...... کمانڈر حارث نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا جیسے یہ سب وہ مجبوری کے عالم میں کہہ رہا ہو۔

"مجھے بتاؤ کہ یہاں میری حفاظت کے لئے اور کتنی آبدوز لائی گئی ہیں"...... ساجد انصاری نے کمانڈر حارث سے انتہائی کرخت لہجے میں پوچھا۔

"ہماری آبدوز کی حفاظت کے لئے یہاں چار جنگی آبدوزیں

موجود ہیں جو ہر قسم کے جنگی آلات سے لیس ہیں''...... کمانڈر حارث نے اسی انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوکے۔ ان سے کہو کہ وہ اس پہاڑی کے چاروں طرف پھیل جائیں اور اگر انہیں کوئی دوسری آبدوز یا کوئی بھی جہاز اور لانچ اس طرف آتی دکھائی دے وہ اسے تارپیڈو مار کر تباہ کر دیں اس سرنگ میں کسی آبی جانور کو بھی داخل نہ ہونے دیا جائے''...... ساجد انصاری نے کہا۔

''یس سر۔ آپ بے فکر رہیں سر۔ ایسا ہی ہو گا۔ میں یہ احکامات پہلے ہی دے چکا ہوا۔ نیوی کے کمانڈر انچیف نے مجھے آپ کی حفاظت کے لئے تمام اختیارات دے دیئے ہیں اور میں آپ کی حفاظت کے لئے کچھ بھی کر سکتا ہوں۔ اسی لئے میں آپ کو ساحلی علاقے سے دور سمندر کی گہرائی میں موجود اس پہاڑی سرنگ میں لے آیا ہوں۔ یہاں تک ٹائم کلر کسی طرح بھی نہیں پہنچ سکے گا۔ سرنگ سے باہر ہماری آبدوز کی چار جنگی آبدوزیں نگرانی کر رہی ہیں اور میں نے ان آبدوز کے کمانڈرز کو ہدایات دے دی ہیں کہ اس طرف کوئی آبدوز، شپ یا لانچ بھی آتی دکھائی دے تو وہ اسے تارپیڈو مار کر وہیں تباہ کر دیں''...... کمانڈر نے کہا۔

''گڈ۔ ویری گڈ۔ میں بھی یہی چاہتا ہوں''...... ساجد انصاری نے کہا۔ نقاب پوش غور سے ان کی باتیں سن رہا تھا۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر وہ بٹن آف کر دیا جس سے اس نے سپیکر آن کر کے ان

دونوں کی باتیں سنی تھیں۔

''ہونہہ۔ تم کچھ بھی کر لو مسٹر ساجد انصاری لیکن آج تم مجھ سے نہیں بچ سکو گے۔ میں تو خود یہی چاہتا تھا کہ تمہیں کیسی ایسی جگہ لے جا کر رکھا جائے جہاں تمہارے خیال میں تم تک میں نہیں پہنچ سکوں گا۔ تم نے واقعی اپنی حفاظت کا اچھا انتظام کیا ہے اور ایک آبدوز میں چھپ کر ایسی جگہ چلے گئے ہو جہاں واقعی کسی عام انسان کے پہنچنے کا سوال ہی نہیں اٹھتا لیکن میں ٹائم کلر ہوں۔ ٹائم کلر۔ اور ٹائم کلر ناممکن کو بھی ممکن کرنا جانتا ہے۔ تم اپنی حفاظت کے لئے صرف سمندر کی گہرائی میں گئے ہو اگر تم خلاء میں بھی چلے گئے ہوتے تو میں وہاں بھی پہنچ جاتا اور تمہاری ہلاکت ٹھیک اس وقت پر کرتا جو میں نے تمہارے لئے مخصوص کیا تھا۔ اگر میں چاہوں تو اس آبدوز میں بھی داخل ہو کر میں تمہیں ہلاک کر سکتا ہوں۔ تمہیں اپنے ہاتھوں سے قتل کر سکتا ہوں۔ تم جس آبدوز میں چھپے ہوئے ہو میں اس آبدوز سمیت تمہیں غرق کر سکتا ہوں لیکن میں تمہارے ساتھ ان بے گناہ انسانوں کو ہلاک نہیں کرنا چاہتا جو آبدوز میں موجود ہیں۔ جن افراد کو میں نے ہلاک کرنے کا پروگرام ترتیب دیا ہے میں صرف انہیں ہی ہلاک کروں گا اور میں اپنے اسی پروگرام پر ہی عمل کرنا چاہتا ہوں۔ میرے ہاتھوں صرف وہی افراد ہلاک ہوں گے جو جرائم پیشہ ہونے کے ساتھ ساتھ ملک وقوم کے ساتھ دھوکہ کر رہے ہیں اور مختلف طریقوں سے پاکیشیا کی

سالمیت کو نقصان پہنچا رہے ہیں اور اندر ہی اندر پاکیشیا کی جڑیں کاٹنے میں مصروف ہیں۔ میں ان میں سے کسی ایک کو بھی زندہ نہیں چھوڑوں گا۔ یہی میرا مقصد ہے اور یہی میرا مشن ہے۔ میں اپنا مقصد اور اپنا مشن ہر صورت میں پورا کروں گا چاہے اس کے لئے مجھے کچھ بھی کیوں نہ کرنا پڑے۔ تم نے اپنے ہاتھ سے اپنی ریسٹ واچ نہیں اتاری ہے۔ تم نہیں جانتے تمہاری موت تمہاری اسی ریسٹ واچ میں چھپی ہوئی ہے۔ تمہارے ہلاک ہونے کا وقت رات کے تین بجے کا مقرر کیا ہے۔ رات کے تین بجتے ہی تمہاری ریسٹ واچ کے پینڈے سے ایک سوئی نکلے گی جس پر پوٹاشیم سائنائیڈ لگا ہوا ہے۔ اس سوئی کے لگتے ہی تم دوسرا سانس بھی نہیں لے سکو گے اور فوراً ہلاک ہو جاؤ گے۔ تمہاری موت طے ہے ساجد انصاری۔ قطعی طور پر طے ہے۔ تمہیں دنیا کی کوئی طاقت میرے ہاتھوں مرنے سے نہیں بچا سکتی تھی''...... نقاب پوش نے خود کلامی کرتے ہوئے کہا۔ اس نے اپنی ریسٹ واچ پر نظر ڈالی تو رات کے ڈھائی بج رہے تھے۔

''تمہارے پاس زندہ رہنے کے لئے صرف آدھا گھنٹہ باقی ہے ساجد انصاری۔ اپنی زندگی بچانے کے لئے تم مزید کچھ کر سکتے ہو تو وہ بھی کر لو۔ میں تمہیں آخری وقت تک چانس دینا چاہتا ہوں تاکہ مرنے کے بعد تمہیں یہ افسوس نہ ہو کہ میں نے تمہیں جان بچانے کا کوئی موقع نہیں دیا تھا''...... نقاب پوش نے سکرین پر موجود

ساجد انصاری پر نظریں گاڑتے ہوئے کہا۔

آبدوز سرنگ کے کافی اندر جا کر ایک ٹھوس حصے پر رکی ہوئی تھی اور کمانڈر کی ہدایات پر آبدوز کے تمام انجن آف کر دیئے گئے تھے۔ آبدوز کے باہر تمام لائٹس بھی آف کر دی گئی تھیں اور سرنگ میں اب اندھیرا دکھائی دے رہا تھا۔

کمانڈر چند لمحے ساجد انصاری کے پاس کھڑا رہا پھر وہ مڑ کر ایک طرف بڑھ گیا اور ایک ٹرانسمیٹر پر کسی سے باتیں کرنے لگا شاید اس کے لئے کسی کی کال آئی تھی جبکہ ساجد انصاری بڑی بے چینی کے عالم میں بار بار اپنی ریسٹ واچ دیکھ رہا تھا۔ جوں جوں وقت گزرتا جا رہا تھا اس کا رنگ سفید پڑتا جا رہا تھا۔ شاید اس قدر محفوظ جگہ ہونے کے باوجود اس کے دل کے کسی حصے میں موت کا خوف چھپا ہوا تھا جو اسے کسی بھی کل چین نہیں لینے دے رہا تھا۔ کمانڈر حارث چند لمحے ٹرانسمیٹر پر بات کرتا رہا پھر وہ ٹرانسمیٹر اپنے ایک ساتھی کو دے کر تیز تیز چلتا ہوا ساجد انصاری کے پاس آ گیا۔ اس نے ساجد انصاری سے کچھ کہا تو ساجد انصاری نے سر ہلا کر اپنے لباس میں ہاتھ ڈال لیا اور اپنی جیبوں میں موجود چیزیں نکال نکال کر کمانڈر حارث کو دینے لگا۔ یہ دیکھ کر نقاب پوش نے فوراً ہاتھ آگے بڑھایا اور سپیکر کا بٹن دوبارہ آن کر دیا۔

''آپ کے پاس جو کچھ بھی ہے سر وہ سب نکال کر مجھے دے دیں۔ میری ہائی کمان سے بات ہوئی ہے ان کا کہنا ہے کہ آپ

کے جسم پر جو لباس ہے وہ بھی بدل دیا جائے۔ آپ اپنی تمام چیزیں مجھے دیں اور میرے ایک آدمی کے ساتھ نیچے کیبن میں چلے جائیں۔ وہاں آپ کو دوسرا لباس دے دیا جائے گا پھر یہ لباس آپ میرے ساتھی کو دے دیں''...... سپیکر آن ہوتے ہی کمانڈر حارث کی آواز سنائی دی اور جواب میں ساجد انصاری نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اس نے اپنی جیبوں سے تمام چیزیں نکال کر کمانڈر کو دے دی تھیں۔

''بس یہی سب تھا اب میرے۔پاس اور کچھ نہیں ہے''...... ساجد انصاری نے کہا۔

''آپ کے گلے میں جو چین ہے اور آپ نے جو رنگز پہن رکھی ہیں وہ سب بھی اتار دیں''...... کمانڈر حارث نے کہا۔

''اوہ۔ یہ سب کیوں۔ ان کا میرے پاس رہنے سے کیا نقصان ہوسکتا ہے''...... ساجد انصاری نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

''میں نہیں جانتا جناب۔ مجھے تو جیسا ہائی اتھارٹی نے حکم دیا ہے میں صرف اس پر عمل کر رہا ہوں''...... کمانڈر حارث نے کہا۔

''ہونہہ۔ کیا یہ تمام چیزیں مجھے واپس مل جائیں گی''...... ساجد انصاری نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

''آف کورس سر۔ بھلا یہ بھی کوئی کہنے کی بات ہیں۔ یہ تمام چیزیں میرے پاس آپ کی امانت ہیں۔ جیسے ہی آپ یہاں سے واپس جائیں گے میں آپ کی تمام چیزں آپ کو واپس لوٹا دوں

گا''...... کمانڈر نے کہا تو ساجد انصاری نے مطمئن انداز میں اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر اس نے انگلیوں میں پہنی ہوئی انگوٹھیاں اتار اتار کر کمانڈر حارث کو دینی شروع کر دیں پھر اس نے گلے سے گولڈن چین اتاری اور وہ بھی کمانڈر حارث کے حوالے کر دی۔ اسے ہر چیز کمانڈر کے حوالے کرتے دیکھ کر نقاب پوش کرسی پر بے چینی سے پہلو بدلنا شروع ہو گیا تھا جیسے وہ سوچ رہا ہو کہ کہیں کمانڈر حارث اس کی کلائی سے اس کی ریسٹ واچ نہ اتروا لے جس میں اس نے ساجد انصاری کی موت چھپا رکھی تھی۔ وہ ساجد انصاری کی جانب انتہائی پریشان نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

''یہ واچ بھی اتار دیں سر''...... کمانڈر حارث نے کہا اور نقاب پوش کمانڈر کی بات سن کر ایک لمحے کے لئے ساکت سا رہ گیا۔ ساجد انصاری نے بغیر کسی اعتراض کے اپنی ریسٹ واچ اتاری اور کمانڈر حارث کے حوالے کر دی۔

''بس۔ اب میرے پاس اور کچھ بھی نہیں ہے''...... ساجد انصاری نے کہا تو کمانڈر حارث نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''اوکے۔ اب آپ میرے ساتھی کے ساتھ میٹل کیبن میں چلے جائیں۔ وہاں جا کر لباس بدل کر اپنا لباس میرے ساتھی کو دے دیں اور خود کو اس وقت تک میٹل کیبن میں بند کر لیں جب تک کہ ٹائم پورا نہیں ہو جاتا۔ ٹائم پورا ہونے کے آدھے گھنٹے کے بعد میں خود وہاں آؤں گا اور تب آپ نے میٹل کیبن کا دروازہ کھولنا ہے

اس سے پہلے چاہے میں بھی وہاں آ کر آپ کو دروازہ کھولنے کا کیوں نہ کہوں آپ دروازہ نہیں کھولیں گے۔ کیا آپ سمجھ رہے ہیں کہ میں کیا کہہ رہا ہوں''...... کمانڈر حارث نے کہا تو ساجد انصاری سر ہلا کر اٹھ کھڑا ہوا۔

''ہاں سمجھ رہا ہوں''...... ساجد انصاری نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''اوکے۔ شفیق جاؤ تم ان کے ساتھ اور یہ جب تمہیں لباس اتار کر دیں تو وہ لباس میرے پاس لے آنا''...... کمانڈر حارث نے اپنے ایک ساتھی سے کہا تو اس نے اثبات میں سر ہلا دیا پھر وہ ساجد انصاری کو لے کر کنٹرول روم سے نکل گیا اور مختلف راستے کھولتا ہوا اور مختلف راستوں سے گزرتا ہوا آبدوز کے نچلے حصے میں لے آیا جہاں فولاد کا ایک چھوٹا سا کیبن بنا ہوا تھا۔ کیبن میں دو کرسیاں پڑی ہوئی تھیں جن میں ایک کرسی پر ایک لباس بھی پڑا ہوا تھا جو شاید ساجد انصاری کے لئے پہلے سے ہی وہاں رکھ دیا گیا تھا۔ دیوار کے ساتھ کریو کے آرام کرنے کے لئے فولادی تختے بھی لگے ہوئے تھے۔ جو دیوار میں فکسڈ تھے۔

''تم باہر جاؤ۔ میں تمہیں خود ہی اپنا لباس اتار کر دے دوں گا''...... ساجد انصاری نے اپنے ساتھ آنے والے شخص سے مخاطب ہو کر کہا تو اس نے اثبات میں سر ہلایا اور باہر چلا گیا اور ساجد انصاری نے دروازہ بند کر لیا پھر اس نے لباس اتار کر دوسرا

لباس پہنا اور کیبن کا دروازہ کھول کر اپنا اتارا ہوا لباس اس شخص کے حوالے کر دیا جو باہر ہی کھڑا تھا۔ لباس لے کر وہ شخص چلا گیا تو ساجد انصاری نے کیبن کا دروازہ بند کیا اور دروازے کو لاک لگا دیا۔ یہ لاک ایسا تھا جسے صرف اندر سے ہی کھولا جا سکتا تھا۔

''ہونہہ۔ میرے پاس اب گھڑی بھی نہیں ہے۔ مجھے کیسے پتہ چلے گا کہ ٹائم کلر نے مجھے ہلاک کرنے کا جو وقت دیا تھا وہ پورا ہونے میں کتنا وقت باقی ہے''...... ساجد انصاری نے کہا۔

''ہونہہ۔ تمہارے پاس زیادہ وقت نہیں ہے ساجد انصاری۔ میں تو چاہتا تھا کہ تم اس زہریلی سوئی سے ہلاک ہو جاؤ جو تمہاری ریسٹ واچ میں چھپی ہوئی ہے لیکن خیر کوئی بات نہیں۔ تمہارے پاس ریسٹ واچ نہ ہونے کے باوجود بھی میں تمہیں ہلاک کر سکتا ہوں بس تھوڑا سا اور انتظار کر لو۔ تمہاری سانسیں چلنے کا تھوڑا سا وقت ہی باقی رہ گیا ہے''...... نقاب پوش نے سکرین پر ساجد انصاری کو دیکھتے ہوئے کہا۔ اس نے ایک بار پھر اپنی ریسٹ واچ دیکھی اور پھر وہ ایک جھٹکے سے کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ وہ کمرے کی شمالی دیوار کی طرف بڑھا جہاں ایک اور مشین رکھی تھی۔ مشین آن تھی البتہ اس کی سکرین آف تھی۔ نقاب پوش نے مشین کے دو تین بٹن پریس کئے تو اچانک سکرین روشن ہو گئی۔ اس سکرین پر کوئی منظر نہیں تھا۔ نقاب پوش مشین کے پاس دوسری کرسی پر بیٹھ گیا اور اس نے مشین کے نچلے حصے میں ہاتھ ڈال کر ایک ٹرے سی باہر

نکال لی۔ اس ٹرے پر کمپیوٹر والا کی بورڈ رکھا ہوا تھا۔ نقاب پوش نے ٹرے کھینچ کر مزید باہر نکالی اور پھر اس نے کی بورڈ کا ایف ون کا بٹن پریس کر دیا۔ اسی لمحے سکرین پر ایک جھماکا سا ہوا اور سکرین پر دو ونڈو بن گئیں اور پھر وہ دونوں ونڈو الگ الگ ہو کر دائیں بائیں پھیلتی چلی گئیں اور سکرین پر ایڈجسٹ ہو گئیں۔ ان میں سے ایک ونڈو میں ایک انسانی ڈھانچہ سا بننا شروع ہو گیا تھا جبکہ دوسری ونڈو خالی تھی البتہ اس میں ٹائپنگ کرنے والا کرسر فلیش کر رہا تھا۔

نقاب پوش نے مزید بٹن پریس کئے تو ونڈو میں بنا ہوا ڈھانچہ واضح ہو گیا اور اس کا رنگ نیلا ہو گیا۔ جیسے ہی ڈھانچے کا رنگ نیلا ہوا نقاب پوش نے دونوں ہاتھ کی بورڈ کی کیز پر رکھے اور پھر اس کی انگلیاں تیزی سے کی بورڈ پر تھرکنے لگیں اور وہ ٹائپ کرنا شروع ہو گیا وہ جو کچھ ٹائپ کر رہا تھا وہ سکرین پر موجود دوسری طرف بنی ہوئی ونڈو میں نمایاں ہوتا جا رہا تھا۔ جیسے جیسے ٹائپنگ ہوتی جا رہی تھی بائیں طرف موجود ڈھانچے میں جیسے حرکت سی ہونا شروع ہو گئی تھی اور وہ آہستہ آہستہ کلاک وائز گھومنے لگا تھا۔ نقاب پوش مسلسل ٹائپنگ کرتا چلا جا رہا تھا۔ ٹائپنگ کرنے کے ساتھ ساتھ وہ کبھی ایف ون کا بٹن پریس کر رہا تھا اور کبھی ایف سیریز کے دوسرے بٹن۔ جیسے ہی وہ ایف سیریز کے کسی بٹن کو پریس کرتا تھا سکرین پر نظر آنے والے ڈھانچے کے مختلف حصوں پر سرخ رنگ

کی لکیری سی بن جاتی تھی۔ کبھی وہ لکیر ڈھانچے کے بازوؤں کی ہڈیوں میں دکھائی دیتی کبھی کسی پسلی پر اور کبھی سر کے مختلف حصوں پر اور کبھی ہاتھوں کی انگلیوں اور کبھی پیروں کی ہڈیوں پر۔ اسی طرح ایک بار جیسے ہی سرخ لکیر ڈھانچے کے دل کے قریب ایک پسلی کے پاس ابھری تو اچانک مشین سے بیپ کی تیز آواز نکلی اور وہ لکیر سپارک کرنا شروع ہو گئی۔ یہ دیکھ کر نقاب پوش نے فوراً ایف الیون کا بٹن پریس کر دیا۔ جیسے ہی ایف الیون کا بٹن پریس ہوا سکرین پر ڈھانچہ حرکت میں آیا اور تیزی سے پھیلتا چلا گیا پھر سکرین پر ڈھانچے کے سینے کا وہ حصہ دکھائی دینے لگا جہاں سرخ لکیر سپارک ہو رہی تھی۔ اچانک پسلی غائب ہوئی اور اس کی جگہ سکرین پر ایک انسانی دل دھڑکتا ہوا دکھائی دینے لگا۔ دل سرخ رنگ کا تھا اور دل کی تمام رگیں بھی صاف دکھائی دے رہی تھیں جن سے خون پاس ہو رہا تھا۔ دل دیکھتے ہی نقاب پوش کی انگلیاں ایک بار پھر چلنا شروع ہو گئیں۔ وہ اسی طرح کچھ دیر ٹائپنگ کرتا رہا پھر اس نے پلٹ کر اس سکرین کی طرف دیکھا جس پر آبدوز میں موجود ساجد انصاری نظر آ رہا تھا۔ ساجد انصاری کا چہرہ موت کے خوف سے بگڑا ہوا تھا اور وہ ایک کرسی پر بیٹھا کیبن کے چاروں طرف دیکھ رہا تھا۔

نقاب پوش نے اپنی ریسٹ واچ دیکھی۔ تین بجنے میں ابھی ایک منٹ باقی تھا۔ نقاب پوش نے کی بورڈ کے ایف نائن پر انگلی رکھ دی اور پھر اس کی نظریں جیسے اپنی ریسٹ واچ پر جم سی گئیں۔

سیکنڈز والی سوئی ٹک ٹک کرتی ہوئی بارہ کی طرف بڑھ رہی تھی جب دس سیکنڈ رہ گئے تو اس کی نظریں ایک بار پھر اس سکرین کی طرف گھوم گئیں جہاں ساجد انصاری دکھائی دے رہا تھا۔

''تیار ہو جاؤ ساجد انصاری۔ تمہاری موت کا وقت آن پہنچا ہے''...... نقاب پوش نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس نے ریسٹ واچ دیکھی اب صرف چار پانچ سیکنڈ ہی باقی تھے۔

''تین۔ دو۔ ایک''...... نقاب پوش نے سیکنڈوں کے حساب سے کاؤنٹ ڈاؤن کرتے ہوئے کہا اور جیسے ہی اس کا کاؤنٹ ڈاؤن پورا ہوا اس نے فوراً ایف نائن کا بٹن پریس کر دیا۔ جیسے ہی ایف نائن کا بٹن پریس ہوا اسی لمحے سکرین پر اس نے ساجد انصاری کو زور دار جھٹکا لگتے دیکھا۔ ساجد انصاری کرسی سے یکلخت یوں اچھل کر کھڑا ہو گیا تھا جیسے کرسی میں اچانک ہزاروں وولٹ کا کرنٹ دوڑ گیا ہو۔ اس کی آنکھیں پھیلی ہوئی تھیں اس سے پہلے کہ ساجد انصاری کے منہ سے کوئی آواز نکلتی وہ لہرایا اور ہاتھ پاؤں مارے بغیر منہ کے بل نیچے گرتا چلا گیا اور پھر اچانک اس کے منہ، ناک اور کانوں سے خون نکلنا شروع ہو گیا جیسے اچانک اس کا دل پھٹ گیا ہو۔

صورتحال انتہائی مخدوش ہو چکی تھی۔ اب تک ملک کے انتہائی اہم پوسٹوں کے حامل چار افراد کو ہلاک کر دیا گیا تھا جو ملک کے لئے انتہائی قیمتی اثاثے کی حیثیت رکھتے تھے۔ ان افراد کا شمار ملک کے انتہائی اہم افراد سے ہوتا تھا۔ ٹائم کلر نے ان سب کو باقاعدہ وارننگ دے کر ٹھیک وقت پر اور الگ الگ طریقوں سے ہلاک کر دیا تھا جیسا کہ اس نے کہا تھا۔ ٹائم کلر سب کے لئے ایسا معمہ بنا ہوا تھا جو کسی کی بھی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا اور نہ ہی اس کے بارے میں کوئی اب تک کچھ جان پایا تھا۔

عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران بھی اپنی سی کوششیں کر رہے تھے لیکن وہ بھی ابھی تک ٹائم کلر کے بارے میں کچھ نہیں جان پائے تھے۔ وہ چونکہ ٹائم کلر کی تلاش میں بھاگ دوڑ کر رہے تھے اس لئے عمران نے ابھی تک کسی بھی شخص کو اپنی حفاظت میں

لینے کا نہیں سوچا تھا۔ وہ ہر ممکن طریقے سے ٹائم کلر تک پہنچنا چاہتا تھا اور اسے جہاں بھی کوئی کلیو ملتا تھا وہ اس کلیو کو بیس بنا کر ٹائم کلر کی تلاش میں نکل کھڑا ہوتا تھا۔ وہ اپنے طور پر الگ کوشش کر رہا تھا اور ممبران ٹائم کلر کی الگ تلاش میں مصروف تھے یہاں تک کہ عمران کے کہنے پر ٹائیگر انڈر ورلڈ کو ٹٹول رہا تھا لیکن ایسا لگ رہا تھا جیسے ٹائم کلر واقعی کوئی انسان نہ ہو کسی دوسری دنیا کی مخلوق ہو جس تک ان کا پہنچنا مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہو گیا ہو۔

ٹائم کلر کی جانب سے دیئے گئے کوڈز کو عمران اور بلیک زیرو نے ڈی کوڈ کرنے کی ہر ممکن کوشش کر لی تھی لیکن ان کی حالت ایسی تھی جیسے وہ ٹائم کلر کے بنائے ہوئے ایک سرکل میں ہی قید ہو کر رہ گئے ہوں اور ٹائم کلر انہیں اس سرکل سے باہر نکلنے کا کوئی موقع ہی نہ دے رہا ہو۔

چار افراد کی ہلاکت نے حکومت کو بری طرح سے ہلا کر رکھ دیا تھا اور پاکیشیا کی عوام بھی ان ہلاکتوں سے بے حد ہراساں ہو گئی تھی۔ تمام بڑے بڑے کاروباری مراکز بند کر دیئے گئے تھے اور پاکیشیا کی معیشت جیسے مفلوج سی ہو کر رہ گئی تھی۔ ہر شخص سہما سہما سا نظر آتا تھا کہ اگلی بار ٹائم کلر کہیں اس کی ہلاکت کا ڈیتھ کوڈ نہ دے دے۔

عمران اور اس کے ساتھی ٹائم کلر کی تلاش میں بھاگ بھاگ کر بری طرح سے تھک گئے تھے اور یوں لگتا تھا جیسے ٹائم کلر کے

مقابلے پر انہوں نے واقعی ہار مان لی ہو اور انہوں نے ہتھیار ڈال دیئے تھے۔ ان کی سمجھ میں ہی نہیں آ رہا تھا کہ وہ ٹائم کلر کو آخر کیسے اور کہاں تلاش کریں۔

چیف نے انہیں کال کر کے عمران سمیت دانش منزل کے میٹنگ روم میں بلایا تھا۔ ممبران ایک ایک کر کے میٹنگ روم میں آتے جا رہے تھے۔ ان سب کے چہروں پر تھکاوٹ اور ناکامی کے ملے جلے تاثرات صاف طور پر دیکھے جا رہے تھے۔ سوائے عمران اور صفدر کے میٹنگ روم میں تمام ممبران پہنچ چکے تھے۔ وہ سب خاموش بیٹھے ہوئے تھے جیسے ان کے پاس بات کرنے کا کوئی موضوع ہی نہ ہو۔ تھوڑی دیر بعد صفدر بھی وہاں پہنچ گیا۔ وہ بھی خاصا الجھا ہوا اور تھکا تھکا سا نظر آ رہا تھا۔

”آ گئے تم۔ عمران کہاں ہے“...... رسمی سلام و دعا کے بعد صفدر جب ایک خالی کرسی پر بیٹھ گیا تو جولیا نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

”معلوم نہیں۔ وہ میرے ساتھ نہیں تھے۔ میں تو اپنے فلیٹ سے سیدھا یہاں آ رہا ہوں“...... صفدر نے جواب دیا۔

”ہونہہ۔ نجانے وہ اب کہاں رہ گیا ہے۔ اگر اس کے آنے سے پہلے چیف نے کال کر لیا تو“...... جولیا نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

”تو کیا ہو گا۔ چیف نے اگر ہمیں بلایا ہے تو وہ شاید ہم سے

ہی بات کرنا چاہتے ہوں۔ اس میٹنگ میں ہو سکتا ہے چیف نے عمران کو بلایا ہی نہ ہو''.....تنویر نے کہا۔

''نہیں۔ چیف نے مجھے بتایا تھا کہ اس میٹنگ میں انہوں نے عمران کو بھی خصوصی طور پر بلایا ہے''...... جولیا نے جواب دیا۔

''تو پھر وہ ابھی تک آئے کیوں نہیں''......صفدر نے کہا۔

''ہونہہ۔ وہ کون سا ٹائم کا پابند ہے۔ کر رہا ہو گا کہیں نہ کہیں وہ اپنی خرمستیاں''......تنویر نے منہ بنا کر کہا۔

''خرمستیاں، خر دماغوں کے ساتھ کی جاتی ہیں اور وہ خر دماغ تو یہاں موجود ہے میں بھلا اس سے الگ رہ کر خرمستیاں کیسے کر سکتا ہوں''...... اسی لمحے میٹنگ روم میں عمران داخل ہوا اس نے شاید تنویر کا جملہ سن لیا تھا اس لئے اندر آتے ہی اس نے جواباً تنویر پر ہی جملہ کس دیا تھا اور اس کی بات سن کر وہ سب مسکرا دیئے۔

''میں خر دماغ نہیں ہوں''......تنویر نے غرا کر کہا۔

''میں جانتا ہوں تم ہمیشہ کسرِ نفسی سے ہی کام لیتے ہو اور اپنے منہ میاں مٹھو کبھی نہیں بنتے''......عمران نے آگے بڑھ کر ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے اطمینان بھرے لہجے میں کہا اور میٹنگ روم میں موجود ممبران اس قدر الجھے اور تھکے ہوئے ہونے کے باوجود عمران کی بات سن کر بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑے جبکہ تنویر غرا کر رہ گیا تھا۔

''بڑے مطمئن نظر آ رہے ہو جیسے کوئی بہت بڑا تیر مار کر آئے ہو''...... جولیا نے مسکرا کر کہا۔

''یہ تیر، تلوار کا زمانہ نہیں ہے۔ توپوں بلکہ یہ جدید ایٹمی میزائلوں کا دور ہے۔ تمہیں تیر کی بجائے کسی ایٹمی میزائل کا نام لینا چاہئے تھا''......عمران نے کہا اور وہ سب ایک بار پھر ہنس پڑے۔

''اچھا بتاؤ۔ کون سا میزائل مار کر آئے ہو اور کہاں پر''۔ جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''یہ لٹھ مارنے والا محاورہ تو سنا تھا میزائل مارنے والا محاورہ میں پہلی بار سن رہا ہوں۔ جہاں تک میں نے تعلیم حاصل کر رکھی ہے اس کے مطابق میزائل مارا نہیں بلکہ داغا جاتا ہے''......عمران بھلا آسانی سے کہاں باز آنے والا تھا

''نہیں بتانا چاہتے تو نہ بتاؤ''......جولیا نے منہ بنا کر کہا۔

''ارے ارے۔ کچھ پوچھو گی تو بتاؤں گا۔ پوچھو کیا پوچھنا چاہتی ہو۔ جب تک کچھ پوچھو گی نہیں تو تمہارے علم میں اضافہ کیسے ہو گا''......عمران نے کہا۔

''آپ دیر سے آئے ہیں۔ کہیں مصروف تھے کیا''...... صفدر نے مسکراتے ہوئے سوال کا انداز بدلتے ہوئے کہا۔

''ہاں مصروف تو تھا لیکن''......عمران نے کہا اور جان بوجھ کر فقرہ ادھورا چھوڑ دیا۔

''لیکن۔ لیکن کیا''......جولیا نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

''کچھ نہیں''......عمران نے شرمانے کی شاندار اداکاری کرتے ہوئے کہا۔

"کیا کچھ نہیں اور یہ تم شرما کیوں رہے ہو"...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اب شرمانے والی بات ہو تو اس میں شرمانہ تو پڑتا ہے۔ میں شرماؤں گا نہیں تو تم خواہ مخواہ برا مان جاؤ گی"...... عمران نے کہا۔

"کیا مطلب ہوا اس بات کا"...... جولیا نے اسی انداز میں کہا۔ باقی سب بھی حیرت سے عمران کی جانب دیکھ رہے تھے جیسے انہیں بھی عمران کی بات کا مطلب سمجھ میں نہ آیا ہو۔

"وہ میں۔ وہ۔ وہ"...... عمران نے اسی انداز میں کہا۔

"کیا وہ وہ کر رہے ہو۔ بتاؤ کیا کہنا چاہتے ہو"...... جولیا نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

"کیا بتاؤں۔ وہ وہ"...... عمران نے پھر اسی انداز میں کہا اور وہ سب پھر مسکرانے لگے وہ سمجھ گئے تھے کہ عمران اس وقت شرارت کے موڈ میں ہے اور جان بوجھ کر یہ سب کر رہا ہے۔

"تم بتاتے ہو یا نہیں"...... جولیا نے غرا کر کہا۔

"بب۔ بب۔ بتاتا ہوں۔ بتاتا ہوں"...... عمران نے بوکھلا کر کہا جیسے اس نے نہ بتایا تو جولیا واقعی اس کے سر پر لٹھ مار دے گی۔

"تو بتاؤ"...... جولیا نے کہا۔

"کیا بتاؤں"...... عمران نے بڑی معصومیت سے کہا اور جولیا غرا کر رہ گئی جبکہ ممبران کے چہروں پر پھر مسکراہٹ بکھر گئی تھی۔

"عمران"...... جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"کک۔ کک۔ کون عمران۔ کہاں ہے۔ کدھر ہے"...... عمران نے بوکھلا کر ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

"تم بتاتے ہو یا نہیں"...... جولیا نے کہا۔

"بتاتا ہوں۔ میں۔ وہ۔ وہ میں بازار ڈھونڈنے گیا تھا"۔ عمران نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

"بازار ڈھونڈنے گئے تھے۔ کیا مطلب کون سا بازار ڈھونڈنے گئے تھے"...... جولیا نے کہا۔

"وہ بازار جہاں شادی کی شیروانی اور سہرا ملتا ہے۔ مگر ہزار کوشش کے باوجود میں وہ بازار نہیں ڈھونڈ سکا تھا۔ اگر میرے ساتھ کوئی شادی شدہ ہوتا تو شاید وہ مجھے اس بازار کا راستہ دکھا دیتا اور ہم یہاں جس مقصد کے لئے جمع ہوئے ہیں وہ مقصد آج پورا ہو ہی جاتا"...... عمران نے ایک ایک لفظ رک رک کر کہا اور کمرہ ایک بار پھر ممبران کی تیز ہنسی کی آواز سے گونج اٹھی۔ جبکہ جولیا اسے گھور کر رہ گئی تھی۔

"آپ کے خیال میں کس مقصد کے لئے ہم یہاں جمع ہوئے ہیں"...... چوہان نے عمران کی جانب شرارت بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"میں سوچ رہا تھا کہ شاید چیف کو میری حالت پر ترس آ گیا ہو اور انہوں نے یہاں دلہن کو مع باراتیوں کے ساتھ جمع کیا ہو اور"...... عمران نے اسی طرح سہمے سہمے سے انداز میں کہا اور وہ

سب ایک مرتبہ پھر ہنس پڑے اور پھر اس سے پہلے کہ ان میں مزید کوئی بات ہوتی اسی لمحے میز پر پڑا ہوا ٹرانسمیٹر آن ہو گیا اور اس سے تیز سیٹی کی آواز سنائی دی۔ ٹرانسمیٹر کی سیٹی کی آواز سن کر وہ سب یکلخت سنجیدہ گئے۔

”چیف کی کال ہے۔ خاموش ہو جاؤ سب“...... جولیا نے کہا اور اس نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔ بٹن آن ہوتے ہی ٹرانسمیٹر سے نکلنے والی سیٹی کی آواز ختم ہو گئی۔

”کیا تمام ممبر پہنچ گئے ہیں“...... سیٹی کی آواز ختم ہوتے ہی ٹرانسمیٹر سے ایکسٹو کی مخصوص آواز سنائی دی۔

”نو چیف۔ عمران ابھی نہیں آیا ہے۔ وہ اپنے لئے شادی کا جوڑا خریدنے کے لئے گیا ہوا ہے۔ اسے آنے میں تھوڑی دیر ہو سکتی ہے تب تک آپ نکاح خواہ کو اپنے پاس ہی روک لیں اور اس پر کڑا پہرہ لگا دیں تاکہ وہ میرا نکاح پڑھائے بغیر بھاگ نہ جائے“...... عمران نے اونچی آواز میں کہا۔

”فضول باتیں مت کرو عمران۔ میں اس وقت بہت پریشان ہوں“...... ایکسٹو نے سخت لہجے میں کہا اور چیف کی بات سن کر وہ سب بری طرح سے چونک پڑے۔ یہ ان کی زندگی کا پہلا موقع تھا جب چیف ان سے کہہ رہا تھا کہ وہ بہت پریشان ہے۔

”پریشان اور آپ۔ ارے باپ رے۔ یہ میں کیا سن رہا ہوں چیف۔ شاید میرے کان بج رہے ہیں۔ آپ کیسے پریشان ہو سکتے

ہیں“...... عمران نے دونوں کانوں پر ہاتھ رکھتے ہوئے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”کیوں۔ میں کیوں پریشان نہیں ہو سکتا۔ کیا میں انسان نہیں ہوں اور میرے اندر کوئی احساسات اور جذبات نہیں ہیں“۔ ایکسٹو نے سخت لہجے میں کہا۔

”جج۔ جج۔ جولیا ذرا باہر جا کر دیکھنا آج سورج الٹی طرف سے تو نہیں نکل آیا۔ چیف تو سچ مچ پریشان معلوم ہو رہے ہیں۔ یہ میرے لئے اس صدی کی سب سے زیادہ حیرت زدہ کر دینے والی بات ہے“...... عمران نے کہا۔

”میں ٹھیک کہہ رہا ہوں۔ میں واقعی پریشان ہوں“...... ایکسٹو نے اسی انداز میں کہا تو ان سب کے چہروں پر موجود حیرت اور زیادہ بڑھ گئی۔

”یا اللہ تیرا شکر ہے۔ آج مجھے معلوم ہوا ہے کہ چیف بھی انسانوں جیسے ہی ہیں ورنہ میں تو یہی سمجھتا رہتا تھا کہ چیف کے کوئی جذبات نہیں ہیں۔ نہ چیف ہنستے ہیں۔ نہ روتے ہیں اور نہ ہی انہیں کبھی کوئی پریشانی لاحق ہوتی ہے اور یہ کہ چیف نے سوائے سرد لہجے میں حکم دینے اور ہم سب پر غرانے کے اور کچھ سیکھا ہی نہیں ہے۔ جس طرح آپ نے خود کو سات پردوں میں چھپا رکھا ہے اس سے تو ہم نے یہ سمجھنا شروع کر دیا تھا کہ آپ انسانوں میں شمار ہی نہیں ہوتے بلکہ آپ کا تعلق کسی دوسری دنیا کی مخلوق سے

ہے لیکن آج آپ نے میرے سارے خیالات اور احساسات کی تردید کر دی ہے یہ کہہ کر کہ آپ میں بھی انسانوں جیسی حسیں موجود ہیں اور آپ بھی پریشان ہو سکتے ہیں''...... عمران بولنے پر آیا تو بولتا ہی چلا گیا۔

''چار افراد ہلاک ہو چکے ہیں عمران اور ان چاروں افراد کو ٹائم کلر نے ہلاک کیا ہے۔ ہم نہ ان افراد کو کسی طرح سے ٹائم کلر بچا سکے ہیں اور نہ ہی ہم اب تک ٹائم کلر کے بارے میں کچھ جان سکے ہیں۔ وہ مجھ سمیت تم سب کو ہر طرح سے نچا رہا ہے اور ہم کوشش کے باوجود ابھی تک اس کے بارے میں ایک معمولی سا سراغ بھی نہیں لگا سکے ہیں۔ اتنا سب کچھ ہونے کے بعد بھی میں پریشان نہ ہوں تو کیا کروں''...... ایکسٹو نے کہا۔

''یس چیف۔ ہمیں اعتراف ہے کہ اس بار ہم واقعی ہر طرف ہاتھ پیر مارنے کے باوجود ناکام رہے ہیں اور ٹائم کلر کا کچھ پتہ نہیں چلا سکے ہیں۔ وہ نہ جانے کون ہے اور اس نے نجانے خود کو کہاں چھپا رکھا ہے''...... جولیا نے کہا۔

''شاید وہ بھی چیف کی طرح سات پردوں میں چھپا ہوا پراسرار انسان ہے''...... عمران نے کہا۔

''میری طرح۔ کیا مطلب''...... ایکسٹو نے چونک کر کہا۔

''میں نے اور ممبران نے کئی مرتبہ آپ کی حقیقت جاننے کی کوشش کی تھی چیف۔ آپ کو تلاش کرنے کے لئے ہم نے کیا کیا

نہیں کیا تھا۔ آپ کی ایک جھلک دیکھنے کے لئے ہم نے ہر ممکن طریقہ اختیار کر لیا تھا لیکن آپ کو دیکھنا تو ایک طرف ہم آج تک آپ کا سایہ بھی نہیں دیکھ سکے ہیں۔ کیوں ساتھیو''...... عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

''ہونہہ۔ یہ تم کہاں کی باتیں لے کر بیٹھ گئے ہو''...... ایکسٹو نے غرا کر کہا۔

''یہیں کی باتیں ہیں چیف۔ میں باہر والوں کی باتیں تو نہیں کر رہا ہوں''...... عمران نے کہا۔ جولیا اور اس کے ساتھی حیرت سے عمران کی جانب دیکھ رہے تھے جو چیف سے اس انداز میں باتیں کر رہا تھا جیسے اسے چیف کے غصے کا کوئی ڈر ہی نہ ہو۔

''شٹ اپ۔ نانسنس۔ میں ٹائم کلر کی بات کر رہا ہوں۔ میں نے تم سب کو ٹائم کلر کے سلسلے میں ڈسکس کرنے کے لئے یہاں بلایا ہے''...... ایکسٹو نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''اوہ۔ میں سمجھا تھا کہ آپ نے مجھے، میرے رقیب روسفید کی بہن سے شادی کرنے کے لئے بلایا تھا اور یہ سب میری بارات میں شرکت کے لئے آئے تھے''...... عمران نے مایوس ہوتے ہوئے کہا جیسے چیف نے اس کے ارمانوں پر پانی پھیر دیا ہو اور اس کی مایوس شکل دیکھ کر ان سب کے ہونٹوں پر مسکراہٹیں آ گئیں جبکہ تنویر اور جولیا اسے گھور کر رہ گئے تھے۔

''شٹ اپ۔ اب تم حد سے بڑھتے جا رہے ہو عمران۔ اب

اگر تم نے کوئی بات کی تو میں تمہیں شوٹ کرنے کے آرڈر دے دوں گا"...... ایکسٹو نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"ن۔ ن۔ نہیں چیف۔ میں اب کچھ نہیں بولوں گا۔ مم۔ مم۔ میں۔ میں۔ ارے۔ ہپ"...... عمران نے ایکسٹو کا غصیلی آواز سن کر بری طرح سے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا اور پھر بولتے بولتے اس نے فوراً اپنے منہ پر ہاتھ رکھ لیا۔ اس کی بوکھلاہٹ دیکھ کر تنویر کے ہونٹوں پر بے اختیار طنز آمیز مسکراہٹ آ گئی جبکہ باقی ممبران ایکسٹو کو غصے میں پا کر گھبرا گئے تھے۔

"اب میری بات غور سے سنو۔ میں نے ٹائم کلر کو ٹریپ کرنے کا ایک طریقہ سوچا ہے"...... چند لمحوں بعد ایکسٹو نے کہا۔

"یس چیف ہم سن رہے ہیں"...... جولیا نے سہم کر کہا۔

"ٹائم کلر سے بچانے کے لئے چاروں افراد کو انتہائی فول پروف سیکورٹی فراہم کی گئی تھی اور ان میں سے بعض افراد کو ایسی جگہوں پر رکھا گیا تھا جہاں ٹائم کلر تو کیا اس کا خیال بھی نہیں پہنچ سکتا تھا لیکن اس کے باوجود ٹائم کلر وہاں پہنچ گیا تھا اور اس نے اپنے ٹارگٹس کو آسانی سے ہٹ کر دیا تھا۔ وہ ان خفیہ جگہوں پر کیسے پہنچا تھا اور ٹارگٹ ہٹ کرنے کے بعد وہ کہاں غائب ہو جاتا ہے اس کے بارے میں ابھی تک کچھ پتہ نہیں چل سکا ہے۔ وہ اب تک چار افراد کو ہلاک کر چکا ہے جن میں سے پروفیسر کاشف جلیل کو چھوڑ کر سب ہی مختلف جرائم میں ملوث تھے لیکن وہ جو بھی تھے جیسے

بھی تھے کسی ٹائم کلر کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ قانون اپنے ہاتھ میں لے اور اپنے طور پر کسی کی زندگی اور موت کا فیصلہ کرے۔ ٹائم کلر نے جن افراد کو ہلاک کیا ہے ان کی ہلاکتوں سے ہر خاص و عام پریشان ہے اور پاکیشیا کی زندگی جیسے ٹائم کلر کے خوف سے مفلوج سی ہو کر رہ گئی ہے اور اگر یہی حال رہا تو پاکیشیا جس کی معیشت پہلے ہی سے انتہائی کمزور ہے مکمل طور پر تباہ ہو جائے گی اور لوگ اپنے گھروں سے نکلنا ہی چھوڑ دیں گے۔ پاکیشیا میں کوئی کاروبار نہیں ہو گا۔ لوگ شدت پسندوں کی طرح اس ٹائم کلر سے ڈریں گے کہ کہیں اگلی باری ان کی نہ ہو۔ اس لئے میں نے ٹائم کلر کو سامنے لانے اور اسے پکڑنے کا ایک طریقہ سوچا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ اگر ہم اس طریقے پر عمل کریں گے تو ٹائم کلر نہ صرف ہمارے سامنے آ جائے گا بلکہ ہم اسے پکڑنے میں بھی کامیاب ہو جائیں گے"...... ایکسٹو نے کہا۔

"وہ کون سا طریقہ ہے چیف"...... جولیا نے پوچھا۔

"ٹائم کلر نے آج سنٹرل جیل کے سپرنٹنڈنٹ جیل شیخ کرامت کو ہلاک کرنے کا اعلان کیا ہے۔ ٹائم کلر کا شیخ کرامت پر الزام ہے کہ وہ اپنی جیل سے جرائم پیشہ افراد کو آزاد کرتا ہے جو اس کی ایماء پر جرائم کرتے ہیں۔ وہ ان سے اپنے لئے چوری اور ڈکیتی کی وارداتیں کراتا ہے اور جرائم پیشہ افراد جہاں جہاں چوری کرتے ہیں یا ڈاکے ڈالتے ہیں وہ سب کچھ لا کر اس سپرنٹنڈنٹ جیل کے

حوالے کر دیتے ہیں جس کے بدلے میں سپرنٹنڈنٹ جیل انہیں جیل میں نہ صرف مراعات دیتا ہے بلکہ انہیں چوری اور ڈکیتی سے حاصل کی ہوئی دولت سے باقاعدہ حصہ بھی دیتا ہے۔ چوری اور ڈکیتی کی وارداتوں کے دوران مزاحمت کرنے والے افراد کو یہ قیدی ہلاک بھی کر دیتے ہیں۔ اس کے علاوہ جرائم پیشہ افراد سپرنٹنڈنٹ جیل شیخ کرامت کے بتائے ہوئے بڑے بڑے خاندانوں کے معصوم بچوں کو بھی اغوا کرتے ہیں جنہیں لا کر جیل کے خفیہ سیلز میں رکھ دیا جاتا ہے اور پھر سپرنٹنڈنٹ جیل ان بچوں کے اہل خانہ سے بچوں کی زندگی کے بدلے میں بھاری تاوان مانگتا ہے اور جو خاندان انہیں تاوان دینے سے انکار کر دیتا ہے یا وہ سپرنٹنڈنٹ جیل کی ڈیمانڈ پوری نہیں کرتا تو سپرنٹنڈنٹ جیل ان کے بچوں کو انتہائی بے دردی سے قتل کر دیتا ہے اور ان بچوں کی لاشیں جیل کے احاطے میں ہی دفن کر دیتا ہے۔ اس لئے ٹائم کلر نے اس سپرنٹنڈنٹ جیل کو بھی ہلاک کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ ٹائم کلر کے ان الزامات کی وجہ سے میڈیا میں سپرنٹنڈنٹ جیل کے ان ظالمانہ فعل کو بہت زیادہ اچھالا جا رہا ہے اور عام لوگ بھی پولیس اور سپرنٹنڈنٹ جیل کے ان جرائم کو بری نظروں سے دیکھ رہے ہیں جس کی وجہ سے ہر خاص و عام کی طرف سے قانون نافذ کرنے والے اداروں پر انگلیاں اٹھائی جا رہی ہیں۔

سپرنٹنڈنٹ جیل کے یہ جرائم غلط ہیں یا صحیح اس کا فیصلہ ملک کا

قانون کر سکتا ہے۔ عام آدمی کی نظر میں ایسے سپرنٹنڈنٹ جیل اور ان جرائم پیشہ افراد کو ہلاک کر دینا ہی مناسب ہے لیکن چونکہ شیخ کرامت کو ہلاک کرنے کا عندیہ ٹائم کلر نے دیا ہے اس لئے ہمیں ہر حال میں اسے ہلاک ہونے سے بچانا ہے۔ اپنی ہلاکت کا سن کر شیخ کرامت بھی بے حد ڈرا ہوا ہے۔ اس سے پہلے کہ اس کی حفاظت کے پیش نظر اسے پاکیشیا کی کسی اور ایجنسی کے سپرد کر دیا جاتا یا ٹائم کلر اسے خود اغوا کر لیتا۔ میں نے عمران کے ذریعے اسے اغوا کرا لیا ہے اور عمران نے اسے یہاں لا کر ڈارک روم میں بند دیا ہے۔ میں نے سپرنٹنڈنٹ جیل کی حفاظت کے لئے ڈارک روم سیلڈ کر دیا ہے اور دانش منزل کے تمام حفاظتی سسٹم آن کر دیئے ہیں اور مجھے امید ہے کہ کوئی مجرم کتنا ہی چالاک یا تیز طرار کیوں نہ ہو وہ میری نظروں میں آئے بغیر دانش منزل میں داخل نہیں ہو سکتا۔ ایسا کرنے سے شیخ کرامت کی جان تو بچ جائے گی لیکن ٹائم کلر ہمارے ہاتھ نہیں آئے گا اور ہم یہ کبھی نہیں جان سکیں گے کہ وہ اصل میں ہے کون۔ اس لئے میں چاہتا ہوں کہ تم میں سے کسی ایک کو شیخ کرامت کا میک اپ کرا دیا جائے اور اسے رانا ہاؤس میں چھپا دیا جائے۔ رانا ہاؤس کے حفاظتی سسٹم بھی اسی طرح سے آن ہوں گے جیسے یہاں ہیں اور وہاں جوزف اور جوانا کے ساتھ ساتھ تم سب بھی موجود ہو گے اور اگر ٹائم کلر وہاں آیا تو وہ تمہاری نظروں اور ہاتھوں سے بچ کر کہیں نہیں جا سکے گا۔ ٹائم کلر کو پکڑنے

کا ہمارا یہ ڈبل ٹریپ ہی کارآمد ثابت ہو سکتا ہے اگر وہ یہاں آیا تو اسے میں دبوچ لوں گا اور اگر اس نے رانا ہاؤس میں آنے کی کوشش کی تو اسے پکڑنے کی ذمہ داری تمہاری ہو گی"...... ایکسٹو نے کہا اور پھر خاموش ہو گیا۔ ایکسٹو کے ڈبل ٹریپ کا سن کر ان کی آنکھوں میں چمک سی آ گئی تھی۔

"یس چیف۔ آپ کا ڈبل ٹریپ والا آئیڈیا واقعی شاندار ہے۔ ٹائم کلر اصلی یا نقلی شیخ کرامت کو بھی ہلاک کرنے کی کوشش ضرور کرے گا۔ وہ جہاں بھی جائے گا آسانی سے قابو میں آ جائے گا"...... جولیا نے کہا۔

"لیکن یہ ضروری تو نہیں ہے کہ وہ شیخ کرامت کو ہلاک کرنے کے لئے خود ہی یہاں یا رانا ہاؤس میں آئے۔ وہ شیخ کرامت کو ہلاک کرنے کے لئے کوئی سائنسی حربہ بھی تو استعمال کر سکتا ہے جیسا کہ اس نے ساجد انصاری کو ہلاک کرنے کے لئے کیا تھا اور ساجد انصاری آبدوز میں اور سمندر کی گہرائی میں ہونے کے باوجود اچانک دل پھٹ جانے کی وجہ سے ہلاک ہو گیا تھا"...... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

"دانش منزل اور رانا ہاؤس میں ایسے تمام انتظامات موجود ہیں جو سائنسی آلات کو نہ صرف بلاک کر سکتے ہیں بلکہ ان کی موجودگی کا پتہ بھی بتا سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ اگر ٹائم کلر دور سے کسی ریز کے ذریعے بھی شیخ کرامت کو ہلاک کرنے کی کوشش کرے گا تو اس بار

اس کی یہ کوشش بھی ناکام بنا دی جائے گی کیونکہ دانش منزل اور رانا ہاؤس میں تمام ریز کا بریکنگ سسٹم کام کر رہا ہے جو ہر قسم کی ریز کو بریک کر دیتا ہے۔ بریکنگ ریز کی وجہ سے ان دونوں جگہوں پر کسی گیس کا بھی کوئی اثر نہیں ہوتا۔ دونوں عمارتوں میں موجود افراد ہر قسم کی زہریلی اور بے ہوش کر دینے والی گیسوں سے بھی محفوظ رہیں گے۔ ٹائم کلر نے اگر شیخ کرامت کو ہلاک کرنا ہو گا تو اس کے لئے اس بار اس کا کوئی سائنسی حربہ کام نہیں آئے گا۔ اسے ہلاک کرنے کے لئے اس مرتبہ ٹائم کلر کو خود ہی آنا پڑے گا۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ وہ اصلی سپرنٹنڈنٹ جیل کو ہلاک کرنے آتا ہے یا نقلی سپرنٹنڈنٹ جیل کو"...... ایکسٹو نے جواب دیا۔

"آپ کا ڈبل ٹریپ والا آئیڈیا تو زبردست ہے لیکن چیف ہم میں سے شیخ کرامت بنے گا کون"...... صفدر نے پوچھا۔

"اس کے لئے میں عمران کا نام لوں گا کیونکہ ایک تو عمران کا قد کاٹھ شیخ کرامت جیسا ہے اور دوسرا عمران کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ یہ ہر ایک کی آواز کی بخوبی نقل کر سکتا ہے"۔ ایکسٹو نے کہا۔ اور چیف کی بات سن کر عمران بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کے چہرے پر یکلخت بوکھلاہٹ سی ناچنے لگی تھی۔

"مم۔ مم۔ میں۔ یعنی کہ میں قربانی کا بکرا بنوں گا۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں چیف۔ مم۔ مم۔ میری تو ابھی شادی بھی نہیں ہوئی ہے اور"...... عمران نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''قربانی کا بکرا نہیں تم اس مجرم کے خاتمے کا باعث ہو گے عمران جس کے جرائم دن بدن بڑھتے جا رہے ہیں اور جس نے پاکیشیا کی تمام فورسز اور ایجنسیوں کو تگنی کا ناچ نچا رکھا ہے جن میں ہم بھی شامل ہیں۔ میں نے اس سلسلے میں سیکرٹری داخلہ سر سلطان سے بات کر لی ہے اور ان کا کہنا ہے کہ اس بار چونکہ ہم آگے آئے ہیں اس لئے یہ ان کی بھی عزت اور وقار کا سوال ہے کہ شیخ کرامت کو ہم ہر صورت میں ٹائم کلر سے محفوظ رکھیں۔ اگر ایسا نہ ہوا تو سیکرٹ سروس کا نام بھی ان اداروں کے نام کے ساتھ جوڑ دیا جائے گا جو پہلے سے ہی بدنام اور نا اہل سمجھے جاتے ہیں۔ تم سیکرٹ سروس کے ساتھ باقاعدہ منسلک نہیں ہو لیکن سیکرٹ سروس کا نام تمہارے ان کارناموں اور تمہاری جدو جہد کی وجہ سے بھی روشن ہے جو تم نے ملک اور قوم کی مفاد کے لئے اپنے ان ساتھیوں کے ساتھ مل کر سرانجام دیئے ہیں''...... ایکسٹو نے کہا۔

''لیکن چیف۔ اب تک ٹائم کلر نے صرف ان افراد کو ہی ہلاک کیا ہے جو واقعی ملک کے ناسور بنے ہوئے تھے اور اندر ہی اندر ملک کی جڑیں کاٹ رہے تھے۔ سپرنٹنڈنٹ جیل شیخ کرامت بھی انہی لوگوں میں سے ایک ہے جو اپنے مفاد کے لئے جرائم پیشہ افراد سے مزید جرائم کراتا ہے۔ میں تو کہتا ہوں کہ ٹائم کلر ایسے افراد کو چن چن کر مار کر ملک وقوم کا نقصان نہیں بلکہ سب کی بھلائی ہی کر رہا ہے۔ ایسے ناسوروں کو واقعی اب ختم ہو جانا چاہئے جو ملک کی

رسوائی اور تباہی کا باعث بن رہے ہیں جتنے زیادہ جرائم پیشہ افراد کم ہوں گے اتنا ہی ملک سے جرائم کی شرح میں بھی کمی آ جائے گی''...... عمران نے کہا۔

''ٹائم کلر کے جرائم بھی اسی زمرے میں آتے ہیں۔ اگر وہ ملک کا خیر خواہ ہوتا تو ملک کا قانون اپنے ہاتھ میں لینے کی بجائے ایسے لوگوں کی نشاندہی کرتا جو اس طرح کے جرائم میں ملوث تھے یا ہیں۔ وہ قانون کی گرفت میں آتے اور ملک کا قانون انہیں ایسی سزائیں دیتا جو دوسروں کے لئے نشان عبرت ہوتیں۔ لیکن ٹائم کلر خود ہی اس ملک کا قانون بن گیا ہے اور اس نے خود ہی ان جرائم کرنے والے افراد کو سزائیں دینے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ اس طرح ہوتا رہا تو ہر دوسرے دن کوئی نہ کوئی نیا ٹائم کلر سامنے آتا رہے گا اور ملک کی بھلائی کی آڑ میں اپنے دشمنوں کو ہلاک کرنا شروع کر دے گا۔ اس لئے ایسے مجرم کا پکڑا جانا بے حد ضروری ہے تاکہ ملک کی عوام پر قانون اور قانون بنانے والے اداروں کی ساکھ بحال ہو سکے اور ان کے دلوں سے خوف و دہشت ختم ہو جائے''...... ایکسٹو نے کہا۔

''جو بھی ہے چیف۔ میں قربانی کا بکرا بننے کے لئے تیار نہیں ہوں۔ ٹائم کلر نے اب تک جتنی بھی ہلاکتیں کی ہیں وہ انتہائی منظم اور مربوط پلاننگ سے کی ہیں اور وہ ایسی ایسی جگہوں تک پہنچ جانے میں کامیاب ہو گیا تھا جہاں تک کوئی عام انسان پہنچنے کا تصور بھی

نہیں کر سکتا تھا۔ اس کے علاوہ اس نے تمام حفاظتی انتظامات کو بھی مات دے دی تھی جن کو مات دینا بظاہر ناممکن تھا۔ وہ تمام رکاوٹوں کو توڑ کر اپنے ٹارگٹ تک پہنچنے کا فن جانتا ہے۔ اس بار بھی ایسا نہ ہو کہ وہ مجھے ہی اپنا ٹارگٹ سمجھ لے اور رانا ہاؤس میں داخل ہو کر میرا کام تمام کر دے“...... عمران نے خوفزدہ ہونے کی شاندار اداکاری کرتے ہوئے کہا۔

”نہیں تمہیں کچھ نہیں ہو گا۔ میں تمہیں اس بات کی گارنٹی دیتا ہوں۔ ٹائم کلر کچھ بھی کر لے وہ تمہیں کسی بھی صورت میں ہلاک نہیں کر سکے گا“...... ایکسٹو نے کہا۔

”اس بات کا آپ دعویٰ کیسے کر سکتے ہیں چیف کہ ٹائم کلر مجھ تک نہیں پہنچ سکے گا اور وہ مجھے ہلاک نہیں کرے گا“...... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

”میں دعویٰ نہیں کر رہا۔ میں اپنے اعتماد کی بات کر رہا ہوں۔ دونوں جگہوں پر میں نے جو خصوصی انتظامات کئے ہیں ان انتظامات کی وجہ سے ٹائم کلر کی ناکامی یقینی ہے۔ رانا ہاؤس کے ڈارک روم میں جہاں تم رہو گے وہاں ڈی ہاگ نامی گیس پھیلا دی جائے گی۔ تمہیں اس گیس سے محفوظ رکھنے کے لئے ایک انجکشن لگایا جائے گا جس کی وجہ سے تم پر ڈی ہاگ گیس کا کوئی اثر نہیں ہو گا لیکن اس کمرے میں جو بھی داخل ہو گا چاہے وہ غیبی حالت میں ہی کیوں نہ ہو وہ فوراً بے ہوش ہو جائے گا اور کمرے میں لگے ہوئے حساس

آلات سے یہ بھی پتہ چل جائے گا کہ کمرے میں تمہارے علاوہ کوئی اور بھی موجود ہے۔ ایسے ہی انتظامات میں نے یہاں بھی کر رکھے ہیں۔ سپرنٹنڈنٹ جیل شیخ کرامت کو جس ڈارک روم میں رکھا گیا ہے۔ وہاں اگر کوئی اور جائے گا تو کمرے میں موجود آلات فوراً اس کے بارے میں مجھے خبر دے دیں گے اور ڈی ہاگ گیس اسے ایک لمحے میں بے ہوش کر دے گی چاہے اس نے گیس ماسک ہی کیوں نہ لگا رکھا ہو“...... ایکسٹو نے کہا۔

”چیف نے جو حفاظتی انتظامات کئے ہیں۔ وہ فول پروف اور انتہائی شاندار ہیں عمران۔ مجھے بھی یقین ہے کہ ٹائم کلر تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گا اس لئے تم چیف کی بات مان لو۔ اس بار ہم ٹائم کلر کو بچ نکلنے کا کوئی موقع نہیں دیں گے“...... جولیا نے چیف کی حمایت میں بولتے ہوئے کہا۔

”اگر یہ اتنے ہی فول پروف اور شاندار انتظامات ہیں تو چیف کو ڈبل ٹریپ لگانے کی کیا ضرورت ہے۔ ٹائم کلر نے شیخ کرامت تک ہی پہنچنا ہے اور وہ جہاں بھی جائے گا ٹریپ ہو جائے گا۔ اسے شیخ کرامت کا چارہ ڈال کر رانا ہاؤس میں ٹریپ کیا جائے یا دانش منزل میں کیا فرق پڑتا ہے“...... عمران نے کہا۔

”میں نے کچھ سوچ کر ہی ڈبل ٹریپ لگانے کا ارادہ کیا ہے عمران۔ میں یہ جاننا چاہتا ہوں کہ آخر ٹائم کلر کو یہ کیسے پتہ چلتا ہے کہ اس کا ٹارگٹ کہاں چھپا ہوا ہے۔ اگر وہ اپنے ٹارگٹ کو تلاش

کرنے کے لئے کوئی مخصوص ریز کا استعمال کرتا ہے تو ہمیں اس کا بھی پتہ چل جائے گا اور یہ بھی پتہ چل جائے گا کہ وہ چہروں سے دھوکہ کھا سکتا ہے یا نہیں''...... ایکسٹو نے کہا۔

''مجھے ڈر لگ رہا ہے باس۔ اگر آپ نے مجھے قربانی کا بکرا بنانے کا مصمم ارادہ کر ہی لیا ہے تو کم از کم میری شادی ہی کرا دیں تاکہ میرا جنازہ تو جائز ہو جائے''...... عمران نے رو دینے والے لہجے میں کہا اور ممبران کے ہونٹوں پر بے اختیار مسکراہٹیں آ گئیں۔

''میں نے تم سے کہا ہے نا کہ تمہیں کچھ نہیں ہو گا''...... ایکسٹو نے غرا کر کہا۔

''اور کچھ ہو یا نہ ہو لیکن اسی بہانے میری شادی تو ہو ہی جائے گی اور پھر میں چین و سکون کی زندگی بسر کر سکوں گا''...... عمران نے اسی انداز میں کہا۔

''یہ کام تمہارے ماں باپ کریں گے۔ تم یہ بتاؤ۔ یہ کام کرو گے یا نہیں''...... ایکسٹو نے غراتے ہوئے پوچھا۔

''اگر میں انکار کروں تو''...... عمران نے معصومیت سے کہا۔

''ملک کی بقاء اور مفاد کے لئے کام کرنے سے تم انکار نہیں کر سکتے اور اگر تم نے ایسا کیا تو سیکرٹ سروس کا چیف ہونے کی حیثیت سے میں تمہیں گولی مارنے کے آرڈر دے سکتا ہوں۔ اب خود ہی فیصلہ کر لو کہ تمہیں کیا کرنا ہے۔ اگر تمہارا جواب ہاں میں ہوا تو ٹھیک ہے ورنہ میں تنویر کو حکم دیتا ہوں کہ تمہارا انکار سنتے ہی

تمہیں گولی سے اڑا دے''...... ایکسٹو نے انتہائی کرخت آواز میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ ایکسٹو کا حکم سن کر تنویر بوکھلا کر رہ گیا تھا اور ممبران کے چہروں پر بھی پریشانی کے تاثرات نمایاں ہو گئے تھے کیونکہ چیف نے بہت سخت فیصلہ کیا تھا کہ انکار کی صورت میں عمران کو گولی مار دی جائے۔

''یہاں وہ محاورہ یاد آ رہا ہے کہ چھپکلی سانپ کو نگلے تو مرتی ہے اور اگلے تو کوڑھی ہوتی ہے''...... عمران نے مردہ سے لہجے میں کہا۔

''سانپ چھپکلی کو نگلے تو مرتا ہے اور اگلے تو کوڑھی ہوتا ہے''...... صدیقی نے عمران کی تصحیح کرتے ہوئے کہا۔

''تمہیں سانپ اور چھپکلی کی فکر ہو رہی ہے اور ادھر مجھے اپنے جان کی پڑی ہوئی ہے۔ اگر میں انکار کروں تو اپنے رقیب کے ہاتھوں ہلاک ہوتا ہوں اور اگر ہاں کروں تو ٹائم کلر مجھے بے موت مارنے کے لئے آ جائے گا۔ میں کروں تو کیا کروں۔ جاؤں تو کہاں جاؤں''...... عمران نے رو دینے والے انداز میں کہا۔

''میرے ہاتھوں ہلاک ہونے سے بہتر ہے کہ تم اپنی جان ملک کے مفاد اور بھلائی کے لئے قربان کر دو''...... تنویر نے جان چھڑانے کے لئے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

''رقیب کے ہاتھوں ہلاک ہونا اعزاز کی بات ہے جبکہ کسی ٹائم کلر کے ہاتھوں ہلاک ہونا ذلت کی بات ہوتی ہے''...... عمران نے منہ بنا کر کہا اور وہ سب ہنس پڑے۔

”اگر تمہیں مرنے سے اتنا ہی ڈر لگتا ہے تو تمہاری جگہ میں سپرنٹنڈنٹ جیل شیخ کرامت کا میک اپ کر لیتا ہوں۔ ایک بار ٹائم کلر میرے سامنے آئے تو دیکھنا میں اس کا کیا حشر کرتا ہوں“...... تنویر نے کہا۔

”ہاں یہ ٹھیک ہے۔ تنویر زندہ بچ گیا تو یہ اس کی خوش قسمتی ہو گی اور اسے کچھ ہو گیا تو یہ میری خوش قسمتی ہو گی۔ کیوں جولیا“...... عمران نے دانت نکوستے ہوئے کہا۔

”شٹ اپ۔ چیف نے تمہیں حکم دیا ہے۔ تمہیں چیف کا حکم ماننا پڑے گا۔ ورنہ“...... جولیا نے سختی سے کہا۔

”ورنہ“...... عمران نے دوبارہ منہ بگاڑتے ہوئے کہا جیسے اسے جولیا کی بات سن کر شدید کوفت ہوئی ہو۔

”ورنہ مجھے چیف کے حکم پر عمل کرانا پڑے گا“...... جولیا نے ٹھوس لہجے میں کہا اور عمران آنکھیں پھاڑ کر اس کی شکل دیکھنے لگا۔

”یعنی تم مجھے تنویر کے ہاتھوں گولی مروا دو گی“...... عمران نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ چیف کا حکم میرے لئے مقدم ہے“...... جولیا نے اسی انداز میں کہا۔

”وہی تکئے ہوا دینے لگے جن پر پتے تھے۔ اب میں اس کے سوا اور کیا کہہ سکتا ہوں“...... عمران نے ایک سرد آہ بھر کر کہا۔

”آپ پھر محاورہ غلط بول گئے ہیں عمران صاحب“...... نعمانی

نے مسکراتے ہوئے کہا اور عمران اسے گھور کر رہ گیا۔

”بولو۔ کیا جواب ہے تمہارا“...... جولیا نے اسے تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

”تم نے سوال کب کیا ہے جس کا تم مجھ سے جواب مانگ رہی ہو۔ تم سوال کرو تو میں جواب بھی دے دوں گا“...... عمران نے اپنے مخصوص انداز میں کہا۔

”تم شیخ کرامت بنو گے یا نہیں“...... جولیا نے جیسے اس کی بات ان سنی کرتے ہوئے پوچھا۔

”دولہا بننے کا سکوپ تو تم نے ختم کر ہی دیا ہے اب خواہ مخواہ خوش ہونے سے کیا فائدہ۔ اس لئے اب تم مجھے سپرنٹنڈنٹ جیل بننے کے لئے کہو یا سپاہی بننے کے لئے۔ کیا فرق پڑتا ہے تم جو کہو گی وہ تو مجھے اب بننا ہی پڑے گا“...... عمران نے منہ پھلاتے ہوئے کہا اور اس کا پھولا ہوا منہ دیکھ کر وہ سب ایک بار پھر ہنس پڑے۔ عمران کی واقعی کوئی کل سیدھی نہیں تھی وہ کب سنجیدہ ہوتا ہے اور کب مذاق کے موڈ میں، اس بارے میں کوئی بھی اندازہ نہیں لگا سکتا تھا۔

نقاب پوش کے ہاتھ نہایت تیزی سے کی بورڈ پر چل رہے تھے اور اس کے سامنے سکرین پر مسلسل ٹائپنگ ہو رہی تھی جبکہ اس کے عقب میں دوسری مشین کی سکرین پر ایک ادھیڑ عمر شخص ایک کرسی پر بندھا ہوا نظر آ رہا تھا اس کا سر ڈھلکا ہوا تھا جیسے وہ گہری نیند سو رہا ہو یا پھر بے ہوش ہو۔ وہ اس کا پانچواں شکار سنٹرل جیل کا سپرنٹنڈنٹ جیل شیخ کرامت تھا۔ جسے ایکسٹو نے دانش منزل کے ایک ڈارک روم میں بند کر کے نہ صرف باندھ رکھا تھا بلکہ اسے بے ہوش بھی کر رکھا تھا۔

نقاب پوش ٹائپنگ کرنے کے ساتھ بار بار ہاتھ پر بندھی ہوئی ریسٹ واچ کی جانب دیکھ رہا تھا۔ جس پر رات کے چار بجنے میں کچھ ہی دیر باقی تھی۔ ٹائم کلر نے جدید کمپیوٹرائز سسٹم سے کام لے کر دانش منزل تک رسائی حاصل کر لی تھی اور وہ اس ڈارک روم

تک پہنچنے میں بھی کامیاب ہو گیا تھا جہاں شیخ کرامت کو انتہائی سخت حفاظتی انتظامات میں رکھا گیا تھا۔ پہلے تو ٹائم کلر کے لئے دانش منزل کے سیٹ اپ کو ٹریس کرنے اور اسے سمجھنے میں کافی وقت کا سامنا کرنا پڑا تھا لیکن پھر اس نے اپنی کوششوں سے نہ صرف دانش منزل کے تمام حفاظتی سسٹم کو سمجھ لیا تھا بلکہ اس سسٹم کو اس نے اپنے کنٹرول میں بھی لے لیا تھا اور اب وہ دانش منزل کے حفاظتی انتظامات کو کچھ دیر کے لئے بریک کر سکتا تھا۔ لیکن اس کے باوجود ٹائم کلر کی آنکھوں میں پریشانی اور الجھن چھائی ہوئی تھی وہ جدید کمپیوٹرائزڈ سسٹم سے شیخ کرامت کے اعصابی نظام کو سکرین پر لانے کی کوشش کر رہا تھا تاکہ وہ یہیں بیٹھ کر اسے ہلاک کر سکے لیکن اس بار جیسے اس کی کوئی کوشش بار آور نہیں ہو رہی تھی۔ دانش منزل میں کوئی ایسا سسٹم تھا جو اس کے سسٹم میں رکاوٹ بن رہا تھا اور کوشش کے باوجود ٹائم کلر شیخ کرامت کے جسمانی نظام تک نہیں پہنچ پا رہا تھا۔

”ہونہہ۔ میری تمام کوششیں بے کار ہوتی جا رہی ہیں۔ میں کسی بھی طرح سے شیخ کرامت کے جسم میں موجود ریڈ بالز تک نہیں پہنچ پا رہا ہوں۔ نجانے عمران نے شیخ کرامت کے ساتھ ایسا کیا کر دیا ہے کہ میرا سسٹم کسی بھی طرح سے شیخ کرامت کو کور نہیں کر پا رہا ہے“...... ٹائم کلر نے بڑبڑاتے ہوئے انتہائی پریشانی کے عالم میں کہا۔ اس نے ریسٹ واچ دیکھی۔ چار بجنے میں پندرہ منٹ باقی

تھے۔

''صرف پندرہ منٹ باقی رہ گئے ہیں اور مجھے ٹھیک چار بجے ہر حال میں شیخ کرامت کو ہلاک کرنا ہے۔ مجھے دانش منزل میں عمران کا بنایا ہوا وہ حصار ختم کرنا ہی ہو گا جو مجھے شیخ کرامت تک پہنچنے سے روک رہا ہے''...... ٹائم کلر نے غصے اور پریشانی سے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اس نے ایک بار پھر ٹائپنگ کرنا شروع کر دی۔ اس کے سامنے سکرین پر جہاں ٹائپنگ ہو رہی تھی وہاں ایک اور ونڈو بنی ہوئی تھی جس میں انسانی ڈھانچہ دکھائی دے رہا تھا لیکن وہ ڈھانچہ ساکت تھا اس میں کوئی حرکت نہیں تھی اور نہ ہی اس کا رنگ بدل رہا تھا۔ ٹائم کلر کی انگلیاں تیزی سے حرکت کر رہی تھیں سکرین پر ٹائپ ہونے والے کوڈز میں مسلسل اضافہ ہوتا جا رہا تھا۔ ٹائم کلر مزید دس منٹ تک ٹائپنگ کرتا رہا لیکن جب ڈھانچے میں کوئی حرکت پیدا نہ ہوئی اور اس کا رنگ نہ بدلا تو ٹائم کلر نے جھلا کر کی بورڈ سے ہاتھ ہٹا لئے۔ اس کی نظریں سکرین پر موجود ڈھانچے پر جمی ہوئی تھیں۔

''صرف سات منٹ باقی رہ گئے ہیں لیکن میں کسی بھی طرح شیخ کرامت کے جسم میں موجود ریڈ بالز کو ایکٹیویٹ نہیں کر پا رہا ہوں۔ اگر اس کے جسم میں موجود ریڈ بالز ایکٹیو نہ ہوئے تو میں اسے یہاں سے کیسے ہلاک کروں گا اور عمران نے اسے بے ہوش بھی کر رکھا ہے ورنہ میں اسے یہیں سے اپنے ٹرانس میں لے کر

ہلاک کر دیتا''...... ٹائم کلر نے پریشانی کے عالم میں کہا اور وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا اس نے پلٹ کر اس سکرین کی جانب دیکھا جہاں شیخ کرامت مسلسل بے ہوش اور کرسی پر بندھا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔

''تم میرے ہاتھوں سے نہیں بچ سکتے شیخ کرامت۔ تمہیں مرنا ہی ہو گا اور میں تمہیں ٹھیک اسی وقت پر ہلاک کروں گا جس وقت پر میں نے تمہیں ہلاک کرنے کا ٹائم اناؤنس کیا ہے''...... سیاہ پوش نے غراتے ہوئے کہا۔ اس نے ادھر ادھر دیکھا پھر اس کی نظریں جیسے ہی کمرے میں موجود ٹیوب پر پڑیں اس کی آنکھوں میں اچانک چمک سی ابھر آئی۔

''ٹھیک ہے۔ تمہارے جسم میں موجود ریڈ بالز ایکٹیویٹ نہیں ہو رہے ہیں تو کیا ہوا لیکن اس کے باوجود میں تمہیں ہلاک کر سکتا ہوں شیخ کرامت۔ میں تمہیں وہاں آ کر اپنے ہاتھوں سے ہلاک کروں گا۔ دیکھتا ہوں تم تک پہنچنے کے لئے عمران مجھے کیسے روکتا ہے''...... ٹائم کلر نے کہا اور پھر وہ تیز تیز چلتا ہوا کمرے کے اکلوتے دروازے کی طرف بڑھا اور دروازے کے ساتھ دیوار پر لگے ہوئے ایک بٹن کو پریس کر کے اس نے دروازہ کھولا اور باہر نکل گیا۔ چند لمحوں کے بعد جب وہ دوبارہ کمرے میں داخل ہوا تو اس کے جسم پر ایک عجیب و غریب لباس تھا۔ لباس سلور کلر کا اور بے حد جست تھا اور لباس سے جیسے تیز چمک سی نکل رہی تھی۔ اسی

طرح اس کے سر پر ایک بڑا سا ہیلمٹ نما گلوب بھی تھا۔ اس کے لباس اور ہیلمٹ سے نیلے رنگ کی روشنی سی خارج ہوتی دکھائی دے رہی تھی اور لباس پر مختلف جگہوں پر لگے چھوٹے اور رنگ برنگے بلب بھی سپارک کرتے ہوئے دکھائی دے رہے تھے۔

ٹائم کلر کے لباس کے بائیں بازو پر بے شمار بٹن لگے ہوئے تھے۔ وہ ان بٹنوں کو مسلسل پریس کرتا جا رہا تھا۔ کمرے میں داخل ہوتے ہی وہ تیزی سے ٹیوب کی طرف بڑھتا چلا گیا جس میں بدستور نیلے رنگ کی روشنی بھری ہوئی تھی۔

ٹیوب کا دروازہ کھول کر وہ اندر داخل ہوا اور اندر جاتے ہی اس نے دروازہ بند کر دیا اور پھر وہ کرسی پر جا کر بیٹھ گیا۔ کرسی پر بیٹھتے ہی اس نے کرسی کے بازوؤں پر لگے ہوئے بٹن پریس کرنے شروع کر دیئے۔ جیسے ہی اس نے بٹن پریس کرتے شروع کئے ٹیوب کی چھت سے نکلنے والی روشنی کا رنگ بدل گیا اور سبز ہو گیا۔

ٹائم کلر تیزی سے مختلف بٹن پریس کرتا جا رہا تھا۔ پھر اس نے جیسے ہی ایک اور بٹن پریس کیا اسی لمحے ٹیوب میں ایک تیز گونج سی پیدا ہوئی۔ گونج کی آواز سنتے ہی ٹائم کلر سیدھا ہو کر بیٹھ گیا اور اس نے اپنے لباس کے بازو پر لگا ہوا ایک بٹن بھی پریس کر دیا۔ ایسا کرتے ہی اس کے لباس پر موجود جلتے بجھتے بلب اور تیزی سے جلنے بجھنے لگے۔ ٹائم کلر نے آنکھیں بند کر لیں۔ اسی لمحے ٹیوب کی چھت سے نکلنے والی روشنی ایک بار پھر نیلی ہو گئی اور پھر اچانک

نیلے رنگ کا تیز فلیش سا ہوا اور جیسے ہی فلیش ختم ہوا ٹائم کلر کرسی سمیت اچانک ٹیوب سے غائب ہو گیا اور ٹیوب میں پہلے کی طرح ہلکی ہلکی روشنی بکھرنا شروع ہو گئی۔ ٹیوب سے ٹائم کلر کرسی سمیت یوں غائب ہو گیا تھا جیسے وہ پرانے دور کا کوئی جادوگر ہو اور وہ کسی خاص عمل سے وہاں سے غائب ہوا ہو۔

چند لمحوں کے بعد سکرین پر جہاں دانش منزل کے ڈارک روم میں سپرنٹنڈنٹ جیل شیخ کرامت بندھا ہوا اور بے ہوش تھا اچانک وہاں اسی طرح تیز نیلے رنگ کی روشنی چمکی اور پھر شیخ کرامت کے عین سامنے ایک کرسی نمودار ہو گئی۔ یہ کرسی بالکل ویسی ہی تھی جیسی چند لمحے قبل ٹیوب میں رکھی ہوئی تھی اور اس کرسی پر سیاہ پوش بھی اپنے مخصوص لباس میں بیٹھا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔

جیسے ہی وہاں کرسی نمودار ہوئی ٹائم کلر بڑے اطمینان بھرے انداز میں کرسی سے اٹھ کر کھڑا ہوتا ہوا دکھائی دیا۔ سکرین پر وہ کسی خلائی مخلوق کی طرح دکھائی دے رہا تھا۔ اس کے لباس سے اسی طرح نیلی روشنی پھوٹ رہی تھی اور بلب جل بجھ رہے تھے۔ ٹائم کلر کرسی سے اٹھ کر قدم بہ قدم چلتا ہوا بے ہوش پڑے ہوئے شیخ کرامت کے سامنے جا کر کھڑا ہو گیا۔ چند لمحے وہ شیخ کرامت کی جانب غور سے دیکھتا رہا پھر اس نے کلائی میں بندھی ہوئی ریسٹ واچ دیکھی اور پھر اس نے سر ہلا کر اپنے لباس میں ہاتھ ڈال کر ایک چپٹی گن نکال لی۔ گن پر ٹریگر کی جگہ ایک بٹن لگا ہوا تھا۔ ٹائم

کلر نے گن کا رخ شیخ کرامت کی جانب کیا اور ریسٹ واچ دیکھنے لگا اور پھر جیسے ہی چار بجے اس نے گن کا ٹریگر پریس کر دیا۔ گن کی باریک نال سے بنفشی رنگ کی ایک باریک لکیر سی نکل کر بے ہوش اور بندھے ہوئے شیخ کرامت کی عین پیشانی پر پڑی اور دوسرے لمحے شیخ کرامت کو ایک زوردار جھٹکا سا لگا ایک لمحے کے لئے اس کی آنکھیں کھلیں اور پھر اپنے سامنے ایک عجیب سی مخلوق کو دیکھ کر اس کی آنکھیں پھیلتی چلی گئیں۔ اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتا اچانک اس کی آنکھیں بے نور ہوتی چلی گئیں اور پھر اچانک اس کا جسم جل کر سیاہ ہوتا چلا گیا جیسے کسی نے اسے آگ لگا کر جلا دیا ہو۔

عمران کا چہرہ غیظ و غضب سے بگڑا ہوا تھا اور اس کا رنگ پکے ہوئے ٹماٹر کی طرح سرخ ہو رہا تھا۔ اسی طرح اس کی آنکھوں میں بھی جیسے سرخی ہی سرخی دوڑتی ہوئی دکھائی دے رہی تھی۔

وہ بپھرے ہوئے شیر کی طرح آپریشن روم میں ادھر ادھر گھوم رہا تھا اور بلیک زیرو اپنی کرسی پر بیٹھا اس کا بدلتا ہوا رنگ دیکھ رہا تھا۔ اسے عمران کا یہ روپ دیکھ کر واقعی خوف آ رہا تھا۔ وہ عمران کے غصے کی وجہ جانتا تھا۔ عمران کو اس بات کا غصہ تھا کہ سپرنٹنڈنٹ جیل شیخ کرامت دانش منزل کے ڈارک روم میں ہونے اور انتہائی فول پروف انتظامات ہونے کے باوجود ہلاک ہو گیا تھا۔

دوسری ہلاکتوں کی طرح سپرنٹنڈنٹ جیل شیخ کرامت کی ہلاکت بھی ان کے لئے معمہ بن گئی تھی۔ بلیک زیرو نے ڈارک روم کی حفاظت کے تمام انتظامات کئے تھے اور ڈارک روم سیلڈ کر دیا

تھا اور اس نے شیخ کرامت کو طویل بے ہوشی کا انجکشن لگا کر احتیاط کی خاطر اسے باندھ بھی دیا تھا اور کمرے میں بچھے ہوئے کارپٹ پر ایسے ٹرانسپیرنٹ لیکوئیڈ کا سپرے بھی کر دیا تھا جس سے کمرے میں آنے والے شخص کے قدموں کے نشان ثبت ہو جاتے۔ بلیک زیرو مسلسل شیخ کرامت کو مانیٹر کر رہا تھا لیکن پھر اچانک وہ سکرین آف ہو گئی جس پر وہ شیخ کرامت کو دیکھ رہا تھا۔ سکرین آف ہوتے دیکھ کر بلیک زیرو بوکھلا گیا اور تیزی سے ڈارک روم کی طرف دوڑ پڑا اس نے فوری طور پر ڈارک روم کا دروازہ کھولا اور جب وہ ڈارک روم میں داخل ہوا تو شیخ کرامت کی وہاں جلی ہوئی لاش پڑی تھی۔ چار بج چکے تھے اور ٹائم کلر اس قدر حفاظتی انتظامات کے باوجود وہاں سے اپنا کام کر کے نکل گیا تھا۔ بلیک زیرو نے ڈارک روم کا ایک ایک کونہ چھان مارا تھا لیکن وہاں کوئی نہیں تھا۔ البتہ دبیز قالین پر چند قدموں کے نشان تھے اور وہاں ایسے نشان بھی موجود تھے جیسے وہاں باقاعدہ کوئی کرسی رکھی گئی ہو۔ بلیک زیرو نے فوراً ان نشانوں کی تصویریں بنا لیں تا کہ وہ ان نشانوں سے کوئی کلیو تلاش کر سکے اور پھر اس نے عمران کو کال کر کے شیخ کرامت کی پراسرار ہلاکت کے بارے میں بتا دیا۔

شیخ کرامت کی ہلاکت کا سن کر عمران بھی دنگ رہ گیا تھا اور وہ بھاگم بھاگ وہاں پہنچ گیا تھا۔ شیخ کرامت کی جلی ہوئی لاش دیکھ کر اس کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا۔ شیخ کرامت کی لاش دیکھ کر صاف

لگ رہا تھا جیسے اسے کسی لیزر گن سے جلا کر ہلاک کیا گیا ہو۔ عمران نے بھی قدموں اور کرسی کے پایوں کے دبے ہوئے نشان دیکھے تھے۔ یوں لگ رہا تھا جیسے وہاں کوئی کرسی سمیت آیا ہو اور پھر وہ کرسی سے اٹھ کر شیخ کرامت کے نزدیک گیا ہو اور اسے لیزر گن سے جلا کر وہ دوبارہ مڑ کر کرسی پر آ کر بیٹھ گیا ہو۔

بلیک زیرو کے کہنے کے مطابق وہ جب ڈارک روم میں آیا تھا تو اسے وہاں کوئی دکھائی نہیں دیا تھا۔ اس نے ڈارک روم کا سیلڈ ڈور خود کھولا تھا۔ خود بلیک زیرو کی سمجھ میں بھی نہیں آ رہا تھا کہ بند کمرے میں کوئی کیسے داخل ہو سکتا ہے اور وہ پیروں اور کرسی کے پایوں کے نشان وہاں کہاں سے آ گئے تھے۔ اس نے جب عمران کو بتایا کہ مانیٹرنگ کے دوران اچانک کمرے میں لگا ہوا کیمرہ آف ہو گیا تھا اس لئے وہ یہ نہیں دیکھ سکا تھا کہ شیخ کرامت کو کیا ہوا تھا اور ڈارک روم میں کون داخل ہوا تھا۔

عمران نے بلیک زیرو کے ساتھ مل کر ڈارک روم کا ایک ایک حصہ چیک کیا تھا لیکن وہاں کچھ ہوتا تو انہیں ملتا۔ پانچ ہلاکتیں ہو چکی تھیں اور عمران کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ یہ سب کیسے ہو رہا ہے۔ وہ پلاننگ کے تحت شیخ کرامت کا میک اپ کر کے رانا ہاؤس میں چھپا ہوا تھا لیکن اس کے باوجود ٹائم کلر اصلی شیخ کرامت تک ہی پہنچا تھا اور اس نے اسے ہی ہلاک کیا تھا۔

شیخ کرامت کو یہاں لا کر عمران نے اس کا مختلف آلات سے

مکمل جسمانی چیک اپ کیا تھا لیکن شیخ کرامت کے جسم میں ایسے کوئی ڈیوائس یا کوئی چپ نہیں ملی تھی۔ عمران نے شیخ کرامت کی تمام چیزیں اپنے قبضے میں لے لی تھیں اور اس کے پیروں کے جوتے تک اتار لئے تھے۔ اس کے علاوہ عمران نے شیخ کرامت کے جسم کے ساتھ ایک ایسا آلہ لگا دیا تھا جو جسم میں موجود کسی بھی چپ یا ڈیوائس کو بلاک کر سکتا تھا۔ عمران، شیخ کرامت کے سلسلے میں کوئی رسک نہیں لینا چاہتا تھا۔ اس کا خیال تھا کہ اس نے شیخ کرامت کی حفاظت کے لئے جو انتظامات کیے ہیں وہ مکمل اور انتہائی فول پروف ہیں اس لئے ٹائم کلر وہاں تک نہیں پہنچ سکے گا۔ اس نے احتیاطاً ڈارک روم میں چند خفیہ سپیشل کیمرے بھی لگا دیے تھے تا کہ اگر شیخ کرامت پر کوئی سائنسی وار بھی ہو تو اسے بھی چیک کیا جا سکے۔ اس نے ان سپیشل کیمروں کی بھی چیکنگ کی تھی لیکن ان کیمروں کی ریکارڈنگ بھی رکی ہوئی تھی جو اس بات کا ثبوت تھا کہ شیخ کرامت خود ہلاک نہیں ہوا تھا بلکہ اسے ہلاک کیا گیا تھا اور ظاہر ہے اسے ہلاک کرنے والا ٹائم کلر ہی ہو سکتا تھا۔

شیخ کرامت کے سلسلے میں ٹائم کلر نے جو کوڈ کلیو دیا تھا وہ نو، بائیس، زیرو چار اور ڈبل زیرو کا تھا۔ یہ کوڈ بھی پہلے کوڈز جیسا ہی تھا جس کا عمران کو کوئی سر پیر سمجھ میں نہیں آ رہا تھا۔ جس کی وجہ سے عمران کا غصہ بڑھتا جا رہا تھا کہ کیا وہ واقعی ٹائم کلر کے سامنے اس حد تک کند ذہن ہو چکا تھا کہ وہ کوڈز اس کی سمجھ میں ہی نہیں

آ رہے تھے یا پھر واقعی ٹائم کلر وہ الٹے سیدھے کوڈز اسی لئے جاری کر رہا تھا کہ وہ ان کوڈز میں ہی اپنا سر کھپاتے رہیں اور وہ اطمینان سے اپنا کام کرتا رہے۔

اسی طرح سے ٹائم کلر نے اپنے چھٹے ٹارگٹ کے بارے میں اعلان کیا کہ اس کا اگلا ٹارگٹ پاکیشیا کی ایک سرکاری خفیہ ایجنسی کے سربراہ آصف شیروانی ہے جس کے بارے میں ٹائم کلر نے کہا تھا کہ آصف شیروانی پاکیشیا سے خفیہ طور پر غیر ملکی جاسوس گرفتار کرتا تھا لیکن ان جاسوسوں کو وہ قانون کے حوالے نہیں کرتا تھا بلکہ بھاری معاوضوں کے عیوض خفیہ طریقوں سے انہی ملکوں میں واپس بھجوا دیتا تھا اور یہ سلسلہ ابھی تک جاری تھا۔

آصف شیروانی چونکہ ایک خفیہ ایجنسی کا چیف تھا اس لئے اس نے اپنی حفاظت کی ذمہ داری کسی کو نہیں دی تھی اور وہ ساجد انصاری کی طرح خود ہی روپوش ہو گیا تھا۔ ٹائم کلر نے اس کی موت کا وقت دن کے پانچ بجے مقرر کیا تھا۔ جب پانچ بجے تو ٹائم کلر نے سر سلطان کو خاص طور پر فون کر کے بتا دیا تھا کہ اس نے آصف شیروانی کو ہلاک کر دیا ہے اور اس کی لاش اس کے ایک کمرے میں پھندے سے جھول رہی ہے۔ ٹائم کلر نے سر سلطان کو یہ بھی بتایا تھا کہ آصف شیروانی نے خود کو اپنی رہائش گاہ کے ایک خفیہ تہہ خانے میں چھپایا ہوا تھا لیکن ٹائم کلر ٹھیک وقت پر وہاں پہنچ گیا تھا اور اس نے آصف شیروانی کو باندھ لیا تھا اور پھر اس نے

آصف شیروانی کو اٹھایا اور اسے کمرے کی چھت سے ایک رسہ لٹکا کر اسے وہیں پھانسی دے دی تھی۔ جس سے آصف شیروانی وہیں ہلاک ہو گیا تھا۔ جب اعلیٰ حکام وہاں گئے تو انہیں واقعی آصف شیروانی کی رہائش گاہ کے تہہ خانے سے اس کی لاش ایک رسے پر جھولتی ہوئی ملی جسے واقعی پھانسی دے کر ہلاک کیا گیا تھا۔ اپنے چھٹے ٹارگٹ کا ٹائم کلر نے چھ، پندرہ، صفر پانچ اور دو صفر کا کوڈ جاری کیا تھا۔

اب ٹائم کلر کا آخری ٹارگٹ جو ساتواں ٹارگٹ تھا وہ ایک مقامی ہسپتال کا ایم ایس ڈاکٹر ولیم تھا۔ ڈاکٹر ولیم یہودی نژاد تھا اور اس کا تعلق ایکریمیا سے تھا لیکن اس نے پاکیشیا میں اپنا ایک ہسپتال بنا رکھا تھا اور غیر ملکی ڈاکٹر ہونے کی وجہ سے اس کی پاکیشیا میں بے حد قدر کی جاتی تھی۔ ڈاکٹر ولیم کے بارے میں ٹائم کلر نے کہا تھا کہ ڈاکٹر ولیم نے خفیہ جگہ پر ایک لیبارٹری بنا رکھی ہے جہاں وہ اور اس کے ساتھی جان بچانے والی اور مہنگی نقلی ادویات بنانے کا مکروہ کام کرتے تھے اور ان کی بنائی ہوئی ادویات نہ صرف ناقص ہوتی تھیں بلکہ جان لیوا بھی ہوتی تھیں۔ ڈاکٹر ولیم عرصہ دراز سے جعلی ادویات بنانے کا مکروہ دھندہ کر رہا تھا لیکن وہ قانون کی نظروں سے بچا ہوا تھا لیکن ٹائم کلر نے نہ صرف اس کے جرائم کا پتہ لگا لیا تھا بلکہ اس نے وہ لیبارٹری ہی تباہ کر دی تھی جہاں جعلی ادویات بنائی جاتی تھیں۔ لیبارٹری میں کام کرنے والے تمام افراد

ہلاک ہو چکے تھے۔ اب صرف ڈاکٹر ولیم زندہ تھا جسے ٹائم کلر نے اپنے مخصوص وقت کے مطابق دن کے چھ بجے ہلاک کرنے کا اعلان کیا تھا۔

ڈاکٹر ولیم کا تعلق چونکہ ایکریمیا سے تھا اس لئے اس کی حفاظت کے لئے ایکریمی سفارت خانہ بھی حرکت میں آ گیا تھا اور سفارت خانے کی سیکورٹی کے اہلکار اسے اپنے ساتھ سفارت خانے میں لے گئے تھے۔ چھ افراد کو ٹائم کلر سے بچانے میں چونکہ پاکیشیا کی تمام سیکورٹی فورسز ناکام ہو چکی تھیں اس لئے ایکریمیا، پاکیشیائی فورسز پر اعتماد نہیں کر رہا تھا اس لئے انہوں نے فوری طور پر ڈاکٹر ولیم کو پاکیشیا سے نکالنے کا پروگرام بنا لیا تھا۔

ڈاکٹر ولیم کو چونکہ ہلاک کرنے کے لئے ٹائم کلر نے کافی وقت دیا تھا اس لئے اسے فوری طور پر ایک چارٹرڈ طیارے کے ذریعے ایکریمیا روانہ کر دیا گیا تھا۔ ایکریمین سفارت کاروں کا خیال تھا کہ ڈاکٹر ولیم کی پاکیشیا کی بجائے ایکریمیا میں زندگی محفوظ رہ سکتی تھی اس لئے اسے وہاں سے نکالنے میں کوئی تغافل نہیں کیا گیا تھا اور اسے کئی گھنٹوں قبل ہی چارٹرڈ طیارے میں ایکریمیا بھیج دیا گیا تھا۔

اپنی زندگی کے کسی بھی کیس میں عمران پہلی بار خود کو انتہائی مجبور اور پریشان پا رہا تھا۔ اس کی تمام تر کوششیں بے کار ہی گئی تھیں اور ٹائم کلر اپنے مقصد میں مسلسل کامیاب ہوتا جا رہا تھا۔ اب ڈاکٹر

ولیم ہی باقی بچا تھا جس کے بارے میں عمران کا خیال تھا کہ وہ بھی ٹائم کلر سے محفوظ نہیں رہ سکے گا اور ٹائم کلر اس کے ایکریمیا میں ہونے کے باوجود اپنے دیئے ہوئے پاکیشیائی ٹائم کے مطابق اسے ہلاک کر دے گا۔ اپنے ساتویں ٹارگٹ کے بارے میں ٹائم کلر نے جو کوڈ دیا تھا وہ بے حد مختصر تھا جو صرف زیرو سکس اور ڈبل زیرو تھا۔ جس پر عمران اور بلیک زیرو بھی حیران تھے کہ ٹائم کلر نے اچانک کوڈ میں اس قدر تبدیلی کیوں کر دی تھی۔ وہ پہلے ہی کوڈز حل کرنے میں ناکام ہو چکے تھے۔ اب اس کوڈ کے مختصر ہونے سے کوڈ ان کے لئے اور زیادہ الجھن پیدا کر رہا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ عمران کا غصہ بڑھتا جا رہا تھا اور وہ دانش منزل میں غصے اور پریشانی سے ادھر ادھر ٹہلنا شروع ہو گیا تھا جیسے اس کا بس نہ چل رہا ہو اور وہ ٹائم کلر کو ڈھونڈ کر اس کی گردن مروڑ دے۔

”ہماری ساری کی ساری کوششیں بے کار ہو چکی ہیں اور ہم ابھی تک ٹائم کلر کا معمولی سا بھی سراغ نہیں لگا پائے ہیں۔ مجھے تو ایسا لگ رہا ہے جیسے پاکیشیا کی دوسری تمام فورسز کے ساتھ ساتھ اب پاکیشیا سیکرٹ سروس بھی نا اہل اور بے بس ہو چکی ہیں اور ممبران کے ساتھ ساتھ میری تمام صلاحیتیں کو بھی زنگ لگ چکا ہے“...... عمران نے غصے اور پریشانی کے عالم میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

”آپ نے اور ممبران نے اس کی تلاش میں کیا نہیں کیا ہے

عمران صاحب۔ پچھلے چھ سات روز سے آپ مسلسل بھاگ دوڑ ہی تو کر رہے ہیں لیکن ٹائم کلر اس قدر تیز اور فعال ہو گا اس کے بارے میں تو ہم سوچ بھی نہیں سکتے تھے“...... بلیک زیرو نے کہا۔

”مجھے تو ایسا لگ رہا ہے جیسے ٹائم کلر سوچنا ہی شروع وہاں سے کرتا ہے جہاں ہماری سوچ ختم ہوتی ہے“...... عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

”جی ہاں عمران صاحب وہ واقعی ہمارے خیالوں سے کہیں زیادہ ذہین اور چالاک ہے۔ اس تک پہنچنے کی ہماری ہر کوشش ناکام ہو کر رہ گئی ہے لیکن ایک بات تو طے ہے۔ اس نے جس طریقے سے شیخ کرامت کو ہلاک کیا تھا وہ یا تو کسی جادوگر کا ہو سکتا تھا یا پھر کسی بہت بڑے سائنس دان کا۔ یہ جادوگری کا تو دور ہے نہیں اس لئے میں وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ یہ کام کسی ایسے سائنس دان کا ہے جو اپنے فن میں یکتا ہے اور اس نے جو ایجادات کر رکھی ہیں وہ ہمارے سوچ سے بھی زیادہ ایڈوانس ہیں۔ اسی لئے ہمارے یہاں کیے ہوئے تمام انتظامات دھرے کے دھرے رہ گئے تھے اور ٹائم کلر شیخ کرامت تک پہنچنے میں کامیاب ہو گیا تھا“...... بلیک زیرو نے کہا۔

”میں بھی یہی سوچ رہا ہوں۔ لیکن سمجھ میں نہیں آ رہا ہے کہ وہ ایسا کون سا سائنس دان ہو سکتا ہے جو اس ملک میں اس قدر جدید اور ایڈوانس ایجادات کا مالک ہے اور اپنی مرضی کے مطابق کام کر

سکتا ہے''...... عمران نے کہا۔

''وہ سائنس دان اگر پازیٹو سوچ کا حامل ہوتا تو وہ اس ملک کے لئے بہت کچھ کر سکتا تھا لیکن اس نے اپنی سوچ نیگیٹو رکھ کر نہ صرف اپنا نقصان کیا ہے بلکہ پاکیشیا کو بھی ایک ذہین اور انتہائی تجربہ کار سائنس دان سے محروم کر دیا ہے۔ گو کہ وہ جو کچھ بھی کر رہا ہے اس میں بھی پاکیشیا کی بھلائی ہی ہے۔ وہ پاکیشیا کے ان افراد کو سزا دے رہا ہے جو شیر کی کھال میں بھیڑیے بنے ہوئے تھے۔ ایسے خطرناک اور غلیظ انسانوں کو ہلاک کر کے وہ پاکیشیا کی گندگی صاف کر رہا ہے لیکن ہر کام کا کوئی نہ کوئی اصول اور طریقہ کار ہوتا ہے۔ ٹائم کلر نے انہی اصولوں اور طریقوں کو پس پشت ڈال کر خود کو ایک مجرم کی شکل میں پیش کیا ہے جس سے کوئی ہمدردی نہیں کی جا سکتی ہے خاص طور پر اس نے پروفیسر کاشف جلیل جیسے عظیم سائنس دان کو ہلاک کر کے جو غلطی کی ہے وہ ناقابل معافی ہے۔ وہ جب بھی پکڑا جائے گا اسے کسی خطرناک اور جنونی قاتل کا ہی خطاب دیا جائے گا جس سے کم از کم ہمارے ملک کا قانون کوئی رعایت نہیں دے گا۔ اس نے کوڈز بھی تو عجیب و غریب دیئے تھے۔ جن کی کچھ سمجھ ہی نہیں آتی ہے اس سے اچھا تھا کہ وہ لاطینی یا عبرانی زبان میں کچھ لکھ دیتا یا نمبروں کی جگہ اے بی سی جیسا کچھ لکھ دیتا''...... بلیک زیرو نے منہ بنا کر کہا۔

''یہ سب تب ہی ہو گا نا جب وہ کسی طرح سے ہماری گرفت

میں آئے گا۔ وہ تو بدستور سات پردوں میں چھپا ہوا ہے۔ اس کے بارے میں ہم صرف اندازے ہی لگا سکتے ہیں کہ وہ جو بھی ہے ایک سائنس دان ہے لیکن وہ سائنس دان کون ہے اور کہاں ہے اس کا کچھ پتہ نہیں ہے اور رہی کوڈز کی بات تو مجھے وہ کوڈز صرف ایک دھوکہ ہی معلوم ہوتے ہیں اور ....'' اچانک عمران کہتے کہتے رک گیا اس کے چہرے پر یکلخت ایک رنگ سا آ کر گزر گیا۔

''کیا ہوا۔ آپ کہتے کہتے خاموش کیوں ہو گئے ہیں''...... بلیک زیرو نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

''ایک منٹ۔ میرے ذہن میں ایک خیال آیا ہے''...... عمران نے کہا۔

''کیسا خیال''...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

''ابھی بتاتا ہوں۔ تم مجھے ایک نوٹ پیڈ اور وہ کوڈز بتاؤ جو ٹائم کلر نے دیئے ہیں''...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو عمران کی جانب حیرت بھری نظروں سے دیکھتا ہوا اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور اس نے کمرے کے ایک کونے میں موجود الماری کے پاس جا کر الماری کے پٹ کھولے اور ایک نوٹ پیڈ اور ایک پنسل نکال لی پھر اس نے الماری بند کی اور نوٹ پیڈ اور پنسل عمران کو لا کر دے دی۔ ساتھ ہی اس نے جیب سے ایک تہہ کیا ہوا پیپر نکالا اور عمران کی جانب بڑھا دیا۔

''یہ لیں۔ میں نے ایک الگ کاغذ پر وہ تمام کوڈ لکھ رکھے ہیں

کیے اور اگلے نمبر جو زیرو تین اور ڈبل زیرو تھے الگ کر دیئے۔ اسی طرح اس نے پانچواں کوڈ لکھا جس میں سے اس نے نو اور بائیس الگ کیے اور زیرو چار اور ڈبل زیرو الگ کر دیئے۔ اب اس کے سامنے جو کوڈ تھا وہ چھ، پندرہ اور زیرو پانچ اور ڈبل زیرو کا تھا۔ جس میں سے اس نے چھ اور پندرہ کو الگ کر دیا۔ اور آخری کوڈ میں اس کے سامنے صرف زیرو چھ اور ڈبل زیرو تھا۔

"یہ آخری نمبر دیکھ کر تو ایسا لگتا ہے کہ یہ وہ ٹائم ہے جب ٹائم کلر نے اپنے ٹارگٹس کو ہلاک کیا تھا۔ ڈبل زیرو سے مراد سیدھی سیدھی رات بارہ بجے کی ہے۔ زیرو ایک اور ڈبل زیرو یہ رات ایک بجے کو ظاہر کرتا ہے۔ اسی طرح باقی نمبر جو زیرو دو، زیرو تین، زیرو چار، زیرو پانچ اور آخری کوڈ کے مطابق زیرو چھ جو ہے یہ ٹائم کا ہی پتہ دیتے ہیں۔ پہلا قتل اگر رات بارہ بجے ہوا تھا تو دوسرا قتل رات کے ایک بجے اور ٹائم کلر نے تیسرا قتل رات دو بجے کیا تھا۔ زیرو سکس تک اگر جایا جائے تو ساتواں قتل دن کے چھ بجے کا ہی بنتا ہے"...... عمران نے غور سے ان نمبروں کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ ہاں۔ یہ آخری چار نمبر تو ٹائم کا ہی پتہ دے رہے ہیں"...... بلیک زیرو نے چونک کر کہا۔

"اسی لئے میں نے ان نمبروں کو الگ کر دیا تھا۔ ان کے آخر میں موجود ڈبل زیرو سے مجھے شک ہو رہا تھا کہ وقت کے بارے میں بتایا گیا ہے"...... عمران نے کہا۔

"اور یہ پہلے نمبرز۔ ان کے بارے میں آپ کا کیا اندازہ ہے"...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

"اب میں ان کی طرف ہی آ رہا ہوں"...... عمران نے کہا اور ایک بار پھر نوٹ بک پر اس نے پنسل چلانی شروع کر دی۔ عمران نے پہلے تمام نمبروں کو ایک ترتیب میں لکھا جو کچھ اس طرح تھے۔ گیارہ، سترہ، پھر ایک اور چھبیس پھر انیس اور پندرہ، پھر آٹھ اور بائیس پھر نو اور بائیس اور پھر چھ اور پندرہ۔ یہ نمبر ترتیب سے اس طرح سے بنتے تھے۔ گیارہ، سترہ، ایک، چھبیس، انیس، پندرہ، آٹھ، بائیس، نو، بائیس، چھ اور پھر پندرہ۔ ان نمبروں کو لکھ کر عمران اے بی سی پر لکھے نمبر دیکھنے لگا اور پھر اس نے ان نمبروں کے حساب سے کوڈز نمبر پر اے بی سی لکھنی شروع کر دی۔ اس نے پہلے کوڈ گیارہ پر اے لکھا اور سترہ پر کیو، پھر اس نے اگلے نمبر پر سیدھی اے بی سی کے نمبروں کے مطابق ایک اور چھبیس پر اے اور زیڈ لکھا، اس کے بعد انیس اور پندرہ تھے۔ عمران نے انیس پر ایس اور پندرہ پر او لکھ دیا۔ اگلے کوڈ کے نمبر جو آٹھ اور بائیس تھے اس نے آٹھ پر اے بی سی کے سیدھے حروف کے مطابق ایچ اور وی لکھا، پھر نو اور بائیس کو دیکھ کر عمران نے نو پر آئی اور بائیس پر وی لکھا اور پھر چھ اور پندرہ تھے۔ عمران نے چھ پر ایف لکھا اور پندرہ پر پھر او لکھ دیا۔ اے بی سی پر سیدھی گنتی ایک سے چھبیس تک تھی۔ عمران نے اسی حساب سے ان نمبروں پر سیدھی اے بی سی ترتیب

دی تھی جو انگریزی حروف کے تحت کچھ اس طرح سے بن گئے تھے۔ کے کیو، اے زیڈ، ایس او، ایچ وی، آئی وی، اور پھر ایف اور او۔ یہ عجیب سے حروف تھے جن کا کوئی مطلب نہیں بن رہا تھا۔ عمران نے کوڈز کے نمبروں کے مطابق ان نمبروں پر اے بی سی الٹی لکھنی شروع کر دی۔

الٹی گنتی کے مطابق اے چھبیس کی جگہ ایک پر آ گیا تھا اور زیڈ ایک پر چلا گیا تھا۔ عمران نے جب الٹی گنتی لکھی تو کے کیو سولہ اور دس نمبر پر آ گئے۔ اے زیڈ چھبیس اور ایک بن گئے۔ ایس او آٹھ اور بارہ بن گئے۔ اسی طرح سے ایچ وی انیس اور پانچ بن گئے اور آئی وی اٹھارہ اور پانچ پہ آ گئے اور پھر ایف اور او کا نمبر اکیس اور بارہ ہو گئے۔ عمران غور سے ان نمبروں اور انگریزی کے حروف کو دیکھتا رہا پھر اس نے کچھ سوچ کر ڈبل دیئے گئے کوڈز کے نمبروں کو الگ کاغذ پر لکھنا شروع کر دیا۔ پہلے کوڈ میں گیارہ اور سترہ نمبر تھا عمران نے کاغذ کے اوپر والے حصے پر گیارہ لکھا اور نیچے سترہ لکھ دیا۔ اسی طرح سے اس نے گیارہ کے ساتھ ایک لکھا اور سترہ کے ساتھ چھبیس لکھ دیا، اس کے بعد انیس اور پندرہ تھے جو اس نے پہلی لائن میں انیس لکھا اور دوسری لائن میں پندرہ لکھا۔ اس کے بعد آٹھ پہلی لائن میں اور بائیس دوسری لائن کے ساتھ جوڑ دیا۔ پھر نو پہلی لائن کے ساتھ لکھا اور بائیس دوسری لائن کے ساتھ۔ آخر کوڈ کا چھ نمبر اس نے پہلی لائن میں لکھا اور پندرہ دوسری لائن میں

اب یہ ترتیب کچھ اس طرح ہو گئی تھی۔ گیارہ، ایک، انیس، آٹھ، نو، چھ۔ یہ پہلی لائن کے حروف تھے۔ دوسری لائن میں سترہ، چھبیس، پندرہ، بائیس پھر بائیس اور پھر پندرہ آ گئے۔

عمران نے پہلی لائن پر لکھے ہوئے نمبروں پر اے بی سی کے حروف کو سیدھی گنتی کے حساب سے ترتیب دیا۔ گیارہ پر کے آیا، ایک پر اے اور پھر وہ اسی طرح پہلی لائن کے چھ نمبروں پر اے بی سی لکھتا چلا گیا۔ دوسرے لمحے وہ بری طرح سے اچھل پڑا۔

”کک۔ کک۔ کیا مطلب۔ یہ نام۔ یہ۔ یہ۔ کیسے ہو سکتا ہے“...... عمران نے پہلی لائن میں بنے والا نام دیکھ کر بری طرح سے اچھلتے ہوئے کہا۔ بلیک زیرو جو اس کے پاس کھڑا دیکھ رہا تھا وہ بھی نام دیکھ کر حیران رہ گیا تھا۔

”یہ نام تو“...... بلیک زیرو نے کہنا چاہا۔

”ایک منٹ۔ مجھے نام مکمل کرنے دو۔ اگر یہ اس کا پورا نام ہے تو یہ میری زندگی کا سب سے انوکھا اور حیران کن دن ہو گا کہ اس جیسا انسان بھی ٹائم کلر ہو سکتا ہے“...... عمران نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔ اس نے دوسری لائن پر جو سترہ، چھبیس، پندرہ، بائیس، بائیس اور پندرہ نمبروں والی تھی اس پر اے بی سی کے سیدھے نمبروں کے حساب سے حروف لکھے تو بات نہیں بنی لیکن عمران نے اے بی سی کو الٹ کر ان نمبروں کے مطابق لکھا تو وہ ترتیب اس طرح سے بنی۔ جس طرح چھبیس نمبر پر پہلے زیڈ تھا مگر

اب الٹی گنتی کے حساب سے چھبیس نمبر اے کا تھا۔ عمران کوڈ کے سترہ نمبر پر الٹی اے بی سی کے نمبر کے تحت جو حرف لکھا تھا وہ جے کا تھا۔ اسی طرح سے دوسرا نمبر چھبیس تھا جو الٹی اے بی سی کی گنتی کے تحت اے بنتا تھا۔ عمران نے جب اس ترتیب سے حروف لکھے تو اس کے ہاتھ سے بے اختیار پنسل چھوٹ کر نیچے گر گئی اور اس کی آنکھوں میں زمانے بھر کی حیرت ابھر آئی تھی۔ بلیک زیرو بھی آنکھیں پھاڑے وہ نام دیکھ رہا تھا جو ٹائم کلر کا اصلی نام تھا۔

''مم۔ مم۔ میرے خدا۔ یہ ٹائم کلر ہے''...... بلیک زیرو نے لرزتی ہوئی آواز میں کہا۔

''ہاں۔ یہی ہے ٹائم کلر جسے ہم خلاؤں میں، زمین اور سمندر کی گہرائیوں میں ڈھونڈتے پھر رہے تھے وہ ہمارے اتنے نزدیک اور اتنا سامنے تھا کہ ہم آنکھیں رکھنے کے باوجود اندھے بن گئے تھے اور وہ ہمیں دکھائی ہی نہیں دے رہا تھا''...... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

ٹائم کلر کا نام دیکھ کر اس کے چہرے پر شدید کدورت اور پریشانی کے تاثرات نمودار ہو گئے تھے جیسے ٹائم کلر کا اصلی نام دیکھ کر اسے شدید افسوس اور دکھ ہو رہا ہو۔

''لیکن یہ کیسے ہو سکتا ہے عمران صاحب۔ یہ تو''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''اس دنیا میں سب کچھ ممکن ہے بلیک زیرو۔ ٹائم کلر پاکیشیا کے

مجرموں کو ہلاک کر رہا تھا۔ وہ ان لوگوں کے پیچھے پڑا ہوا تھا جو خود کو نیک ظاہر کرتے تھے مگر اندر سے وہ ملک کی جڑیں دیمک کی طرح سے چاٹ رہے تھے لیکن خود ٹائم کلر بھی تو ایسا ہی ہے۔ بھیڑ کی کھال میں چھپا ہوا بھیڑیا''...... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

کوڈز کا بڑا سادہ سا طریقہ اختیار کیا ہے ٹائم کلر نے اس کے نام کے دو حصے ہیں جو چھ چھ حروف پر مشتمل ہیں۔ اس نے پہلے چھ حروف سیدھی اے بی سی کے نمبروں کے حساب سے لکھے تھے اور نام کے دوسرے حروف اے بی سی کے الٹے نمبروں کے حساب سے۔ یعنی پہلے نام کا پہلا حرف سیدھی اے بی سی کے مطابق تھا اور دوسرا حرف اے بی سی کی الٹی گنتی کے حساب سے۔ جس نے واقعی ہمیں بری طرح سے الجھا دیا تھا۔ یہ واقعی ٹائم کلر کی ذہانت کا منہ بولتا ثبوت ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''ذہین تو وہ ہے۔ اسی لئے تو اس نے ہم سب کو تگنی کا ناچ نچا رکھا تھا''...... عمران نے کہا۔

''ٹائم کلر نے کوڈز میں ہمیں اپنا پورا نام بتا دیا ہے اور آخری کوڈ میں چونکہ اس کے نام کے کوئی حروف نہیں بچے تھے اس لئے اس نے سیدھا سیدھا ساتویں قتل کا ٹائم ہی بتایا تھا۔ میری سمجھ میں نہیں آ رہا کہ آخر یہ کوڈز ٹائم کلر نے دیئے کیوں تھے۔ کیا وہ واقعی ہماری ذہانت پرکھنا چاہتا تھا''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''ہاں۔ ٹائم کلر کو مجھ سے خطرہ تھا کہ کوئی اور اس تک پہنچے یا نہ

پہنچے لیکن میں اس تک کسی نہ کسی طرح سے ضرور پہنچ جاؤں گا۔ اس لئے اس نے یہ سادہ کوڈ ترتیب دیا۔ وہ یہ دیکھنا چاہتا تھا کہ مجھ جیسا نالائق شاگرد کوڈ حل کر سکتا ہے یا نہیں۔ اگر میں اس کوشش میں ناکام ہو جاتا تو ٹائم کلر میری طرف سے اور مطمئن ہو جاتا۔ اس نے فرسٹ سیشن کے تحت پہلے جو سات قتل کرنے تھے اس کے بعد وہ ایزی انداز میں باقی سیشن کی لسٹوں کے افراد کو اپنا نشانہ بناتا رہتا اور دوسرے کوڈز سے ہمیں اسی طرح سے الجھائے رکھتا''...... عمران نے کہا۔

''واقعی ٹائم کلر نے اس بار ہمیں خوب الجھایا تھا کسی طرح سے وہ ہماری پکڑ میں ہی نہیں آ رہا تھا''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''جب ذہن الجھا ہوا ہوتا ہے تو بعض اوقات سامنے کی چیزیں بھی دکھائی نہیں دیتی ہیں۔ کوڈز نے ہمیں شروع سے ہی تگنی کا ناچ نچا رکھا تھا اور ہم دوسرے طریقوں سے اس کوڈ کو حل کرنے میں لگے ہوئے تھے جس کی وجہ سے وہ کوڈز ہماری نظروں میں پیچیدہ ہو گئے تھے اور ہم انہیں کسی طرح سمجھ ہی نہیں پا رہے تھے۔ لیکن جب تم نے اے بی سی کی بات کی تو میرے ذہن میں فوراً ان کا نام آ گیا اور میں نے سوچا کہ ان کوڈز کو اگر اس طریقے سے حل کروں تو اس سے کیا ہو گا اور دیکھ لو۔ پیچیدہ نظر آنے والا کوڈ اب کس قدر آسانی سے حل ہو گیا ہے''...... عمران نے کہا۔

''کوڈ تو حل ہو گیا ہے اور مجرم بھی ہمارے سامنے ہے لیکن

عمران صاحب۔ یہ مجرم ہیں یہ بات کسی بھی طرح سے اب بھی میرے حلق سے نیچے نہیں اتر رہی ہے یہ تو ملک کے انتہائی ذمہ دار، ذہین اور شریف انسان ہیں پھر یہ سب ایسا کیسے کر سکتے ہیں۔ کیا انہیں آپ کی صلاحیتوں پر اور پاکیشیائی فورسز پر واقعی کوئی اعتماد نہیں تھا کہ آپ ان چھپے ہوئے مجرموں کو ڈھونڈ کر انہیں کیفر کردار تک پہنچا سکتے ہیں''...... بلیک زیرو نے کہا اس کے لہجے میں بدستور انتہائی حیرت کا عنصر تھا جیسے ابھی تک اسے اس نام پر یقین نہ آ رہا ہو کہ وہ ٹائم کلر ہو سکتا ہے۔

''بظاہر تو ایسا ہی لگ رہا ہے۔ اسی لئے تو انہوں نے قانون اپنے ہاتھ میں لیا تھا۔ مجھے بھی انہوں نے اسی لئے اس قدر الجھا رکھا تھا کہ میرا دھیان کسی طور پر ان کی جانب نہ جا سکے اور اب میری سمجھ میں آ رہا ہے کہ انہوں نے مجھے اور ٹائیگر کو اس وقت کیوں ہلاک نہیں کیا تھا جب میں اور ٹائیگر پرنس میکارلو کے خفیہ تہہ خانے میں موجود تھے۔ وہ جانتے ہیں کہ میں پاکیشیا کا دشمن نہیں بلکہ رکھوالا ہوں اور انہوں نے صرف ان افراد کو موت کے گھاٹ اتارا تھا جو پاکیشیا کے دشمن تھے اور پاکیشیا کی عوام کو مالی اور جانی نقصان پہنچا رہے تھے''...... عمران نے کہا۔

''پھر بھی انہیں ایسا نہیں کرنا چاہئے تھا۔ وہ ہمارے لئے بے حد اہمیت رکھتے ہیں۔ یہ سب کر کے انہوں نے اپنی جان مصیبت میں ڈال لی ہے۔ اب جب وہ قانون کی گرفت میں آئیں گے تو ان کا

کیا امیج باقی رہ جائے گا۔ انہوں نے پاکیشیا کے لئے اب تک جو کیا ہے وہ سب ختم ہو جائے گا اور اب ان پر قاتل اور ایک مجرم کی چھاپ لگ جائے گی جسے ملک کا قانون کسی بھی صورت میں معاف نہیں کرے گا اور ان کی ساری کی ساری ساکھ مٹی میں مل کر رہ جائے گی''...... بلیک زیرو نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

''جو غلط ہے وہ غلط ہی ہوتا ہے اور تم جانتے ہو کہ میں کسی بھی طرح غلط کا ساتھ نہیں دے سکتا چاہے وہ کوئی بھی کیوں نہ ہو''۔ عمران نے ٹھوس لہجے میں کہا۔

''تو کیا آپ اب انہیں دنیا کے سامنے ایکسپوز کریں گے''۔ بلیک زیرو نے کہا۔

''ظاہر سی بات ہے۔ قانون سے کوئی بھی بالا تر نہیں ہوتا۔ انہوں نے پاکیشیا کے قانون کے ساتھ کھیلا ہے اس کی سزا تو انہیں ملے گی۔ انہوں نے اچھا کیا ہے یا برا اس کا فیصلہ اس ملک کی عدالتیں ہی کریں گی اور قانون کا محافظ ہونے کی وجہ سے میرا فرض بنتا ہے کہ میں انہیں پکڑ کر قانون کے حوالے کر دوں اور میں ایسا ہی کروں گا''...... عمران نے کہا اس کے لہجے میں چٹانوں جیسی ٹھوس سنجیدگی تھی۔

''کیا میں ان کے بارے میں سر سلطان کو آگاہ کر دوں''۔ بلیک زیرو نے چند لمحے توقف کے بعد پوچھا۔

''کر دو اور ممبران سے بھی کہو کہ وہ ایکشن کے لئے تیار ہو

جائیں''...... عمران نے کہا۔

''ایکشن۔ آپ ان کے لئے ایکشن کریں گے''...... بلیک زیرو نے چونک کر کہا۔

''وہ ٹائم کلر بن کر جہاں چھپے ہوئے ہیں انہیں وہاں سے نکالنا اتنا آسان نہیں ہوگا اور نہ ہی وہ خود کو کبھی سرنڈر کرائیں گے اس لئے ہمیں ان کے خلاف ایکشن کرنا پڑے گا اور ہمیں یہ ایکشن فوری طور پر کرنا ہوگا ورنہ وہ کہیں اور غائب ہو گئے تو انہیں تلاش کرنا واقعی مشکل ہو جائے گا''...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے ایک طویل سانس لے کر اثبات میں سر ہلا دیا۔

عمارت میں پراسرار سناٹا چھایا ہوا تھا۔ البتہ اس علاقے میں شاید مینڈکوں کی تعداد زیادہ تھی اس لئے وہاں ہر طرف سے مینڈکوں کے ٹرانے کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ چونکہ رات کا وقت تھا عمارت کی کوئی لائٹ بھی نہیں جل رہی تھی اس لئے عمارت مکمل طور پر اندھیرے میں ڈوبی ہوئی تھی۔

اس تاریکی میں پانچ سیاہ پوش عمارت کے عقب سے ایک خالی پلاٹ میں رینگتے ہوئے عمارت کی جانب بڑھ رہے تھے۔ ان سب نے سر سے پاؤں تک سیاہ لباس پہن رکھے تھے اور ان کے چہرے بھی سیاہ نقابوں کے پیچھے چھپے ہوئے تھے۔

سامنے ایک اونچی دیوار تھی۔ اس دیوار کے ساتھ ایک درخت تھا جو اس عمارت سے اوپر تک جاتا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔ درخت کی شاخیں پھیل کر عمارت کے اندر تک چلی گئیں تھیں۔

ان میں سے ایک سیاہ پوش نے آنکھوں پر گاگل لگا رکھی تھی جس کے گلاسز اندھیرے میں ہلکے نیلے رنگ کی روشنی کی طرح چمکتے ہوئے دکھائی دے رہے تھے۔ وہ غور سے دیوار کی طرف دیکھ رہا تھا جیسے ان گلاسز سے وہ دیوار کی دوسری طرف بھی آسانی سے دیکھ سکتا ہو۔

”تم سب یہیں رکو۔ پہلے میں اندر جاؤں گا۔ میں اندر جا کر دیکھنا چاہتا ہوں کہ اس عمارت کے حفاظتی انتظامات کیا ہیں۔ مجھے ان حفاظتی انتظامات کو بریک کرنا ہے ورنہ ٹائم کلر کو پتہ چل جائے گا کہ ہم یہاں آ گئے ہیں۔ ہم سے خطرہ محسوس کر کے وہ ہم پر حملہ بھی کر سکتا ہے“...... ایک سیاہ پوش نے اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا اور وہ سب وہیں رک گئے۔

”لیکن عمران صاحب ہمیں کیسے پتہ چلے گا کہ آپ اندر محفوظ ہیں اور آپ نے عمارت کے حفاظتی سسٹم بریک کر دیئے ہیں“۔ ایک نقاب پوش نے کہا جو صفدر تھا۔ یہ سب عمران اور اس کے ساتھی تھے۔ جن میں جولیا، صفدر، تنویر اور کیپٹن شکیل شامل تھے۔ ایکسٹو نے انہیں دانش منزل میں کال کر کے بلایا تھا اور انہیں بتایا تھا کہ ٹائم کلر کا پتہ چل گیا ہے کہ وہ کون ہے اور وہ کہاں چھپا ہوا ہے۔ عمران کے کہنے پر بلیک زیرو نے انہیں ٹائم کلر کا نام تو نہیں بتایا تھا البتہ یہ ضرور کہا تھا کہ ٹائم کلر بے حد خطرناک اور انتہائی زیرک انسان ہے اس لئے وہ عمران کی سرکردگی میں جا کر اس کا

گھیراؤ کریں اور اسے اپنی گرفت میں لیں۔

جولیا نے چیف سے کئی بار پوچھا تھا کہ ٹائم کلر کون ہے اور اس کے بارے میں کیسے پتہ چلا ہے لیکن چیف نے انہیں کوئی جواب نہیں دیا تھا۔ اس کا کہنا تھا کہ جب ٹائم کلر ان کے سامنے آئے گا تو اس کے بارے میں خود ہی انہیں پتہ چل جائے گا اور وہ ایک ایسا انسان ہے جس کے ٹائم کلر ہونے کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا تھا۔ چیف ٹائم کلر کی حقیقت بتانے سے گریز کیوں کر رہا تھا یہ سب وہ نہیں سمجھ سکے تھے۔ پھر عمران وہاں آ گیا۔ وہ ان کے لئے سیاہ لباس اور کچھ ضروری سامان لایا تھا۔ اس نے انہیں سیاہ لباس دیئے اور انہیں لے کر چل پڑا۔

ایکسٹو کی طرح عمران نے بھی انہیں مجرم کے بارے میں کچھ نہیں بتایا تھا اور نہ ہی اس نے یہ بتایا تھا کہ وہ انہیں کہاں لے جا رہا ہے۔ جولیا، صفدر اور کیپٹن شکیل نے عمران سے بھی ٹائم کلر کے بارے میں پوچھنے کی بہت کوشش کی تھی لیکن وہ عمران کی زبان کھلوا سکتے یہ بھلا ان کے بس کی بات کہاں تھی۔ عمران کے کچھ نہ بتانے پر جولیا اور تنویر کا منہ بن گیا تھا۔

عمران نے جب کار آفیسرز کالونی کی طرف موڑی تو انہیں ایک لمحے کے لئے حیرانی ضرور ہوئی تھی لیکن وہ سب خاموش تھے۔ پھر عمران انہیں ایک عمارت کے عقبی حصے کی طرف لے آیا اور اس نے کار وہیں چھوڑ کر انہیں سیاہ لباس پہننے کے لئے کہا اور خود بھی

اپنے لباس کے اوپر سیاہ لباس پہن لیا۔ سیاہ لباس پہننے کے بعد عمران ان کے ساتھ عمارت کی جانب بڑھنے لگا۔ ان اطراف میں زیادہ تر پلاٹ خالی تھے اور ہر طرف جھاڑیاں اگی ہوئی تھیں اس لئے انہیں یہ اندازہ ہی نہیں ہو رہا تھا کہ عمران انہیں کس عمارت کی طرف لے جا رہا ہے اور پھر جب وہ اس تاریک عمارت کے نزدیک پہنچے تو عمران نے انہیں جھاڑیوں میں گھس کر رینگتے ہوئے عمارت کی طرف بڑھنے کے لئے کہا تو وہ سب جھاڑیوں میں رینگتے ہوئے اس کے پیچھے آنے لگے۔

''یہاں ہر طرف مینڈک ٹرا رہے ہیں اس لئے میں مینڈک کی آواز میں ہی تمہیں کاشن دوں گا۔ جیسے ہی میرا کاشن ملے تم سب ایک ساتھ اندر آ جانا''...... عمران نے صفدر کی بات کا جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے ہم آپ کے کاشن کا انتظار کریں گے لیکن اب یہ تو بتا دیں کہ یہ کس کی رہائش گاہ ہے اور ٹائم کلر کون ہے''...... صفدر نے کہا۔

''تھوڑا سا اور صبر کر لو۔ وہ جلد ہی تم سب کے سامنے آ جائے گا''...... عمران نے سنجیدگی سے کہا ساتھ ہی اس نے جیب سے ایک چوڑے منہ والی گن نکالی اور اس کا رخ عمارت کی جانب کر کے اوپر کی جانب اٹھا دیا۔ اس نے ٹریگر دبایا تو سٹک سٹک کی آوازوں کے ساتھ چند کیپسول سے نکل کر عمارت کی طرف بڑھے

اور عمارت کے اندر جاتے دکھائی دیئے۔ ان کیپسولوں کی عمارت میں گرنے کی کوئی آواز پیدا نہیں ہوئی تھی۔

''تیار رہنا اور اندر جانے سے پہلے واچز کی ریڈ لائٹس ضرور آن کر لینا''...... عمران نے کہا اور اٹھ کر جھکے جھکے انداز میں درخت کی جانب بڑھتا چلا گیا۔ دوسرے لمحے وہ بندروں کی سی پھرتی سے درخت پر چڑھ رہا تھا۔ درخت پر چڑھ کر وہ دیوار پر آیا اور پھر وہ کراس ویژنل گلاسز سے دوسری طرف دیکھنے لگا۔ دوسری طرف عمارت کا ایک چھوٹا سا خالی حصہ تھا جہاں گھاس اگی ہوئی تھی اور دیواروں کے ساتھ چھوٹی چھوٹی کیاریاں بنی ہوئی تھیں۔ کراس ویژنل گلاسز میں عمران کو کیاریوں میں سرخ رنگ کی روشنی کی لہریں سی تڑپتی ہوئی دکھائی دیں۔ لیزرز جیسے روشنی کی لہروں کا جال پورے باغ میں پھیلا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔

''ہونہہ۔ میں جانتا تھا کہ وہ عمارت کی حفاظت کے لئے ایسا ہی کچھ کریں گے۔ انہوں نے یہاں ریڈ کراس ریز کا جال بچھا رکھا ہے تاکہ کوئی غیر متعلق آدمی یہاں آئے تو وہ ان ریڈ کراس ریز کی زد میں آ کر فوراً جل کر راکھ بن جائے''...... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ وہ چند لمحے باغ میں پھیلی ہوئی سرخ روشنی کی لکیروں کا جال دیکھتا رہا پھر اس نے جیب سے ایک چھوٹا سا بال نکال لیا۔ یہ بال ٹینس کے بال جیسا ہی تھا لیکن شیشے کا بنا ہوا تھا اور اس میں جیسے سفید دھواں سا بھرا ہوا تھا۔ وائٹ بال پر ایک بٹن

لگا ہوا تھا۔ عمران نے بٹن پریس کیا تو اچانک بال میں ہلکی سی روشنی چمکی اور بال کا رنگ نیلا ہو گیا۔ جیسے ہی بال کا رنگ نیلا ہوا عمران نے بال اندر اچھال دیا۔ بال چونکہ نرم گھاس پر گرا تھا اس لئے اس کے گرنے کی کوئی آواز نہیں ابھری تھی البتہ بال کی چمک میں اضافہ ضرور ہو گیا تھا۔ اچانک ایک ہلکا سا دھماکہ ہوا اور بال سے نیلے رنگ کا دھواں سا نکل کر زمین پر پھیلنے لگا۔ یہ دھواں ایسا تھا جو اوپر اٹھنے کی بجائے زمین پر ہی پھیل رہا تھا اور دھواں اس قدر کثیف تھا کہ دیکھتے ہی دیکھتے زمین پر موجود گھاس اور وہاں تڑپتی ہوئی سرخ روشنی کی لکیریں اس دھوئیں میں چھپ گئیں۔ یوں لگ رہا تھا جیسے زمین پر نیلے دھوئیں کی ایک بڑی چادر سی پھیل گئی ہو۔ اس دھوئیں میں ویسی ہی نیلی روشنی کی چمک تھی جیسی بال میں دکھائی دے رہی تھی۔

نیلے دھوئیں کی چادر دیکھ کر عمران کے چہرہ پر اطمینان کے تاثرات ابھر آئے۔ اس نے اپنی ریسٹ واچ والا ہاتھ اٹھایا اور پھر اس نے ریسٹ واچ کا ونڈ بٹن مخصوص انداز میں پریس کیا تو اچانک ریسٹ واچ کا ڈائل روشن ہو گیا۔ یہ ڈائل سرخ رنگ کا تھا اور اس سرخ رنگت میں واچ کے نمبر اور سوئیاں چھپ گئی تھیں، اب واچ کے ڈائل سے صرف سرخ روشنی ہی نکلتی ہوئی دکھائی دے رہی تھی۔ اس نے درخت کی شاخیں پکڑیں جو دیوار کے ساتھ ہوتی ہوئیں دوسری طرف نیچے تک جھکی ہوئی تھیں۔ عمران ان شاخوں کو

پکڑتا ہوا نیچے آ گیا۔ نیچے آتے ہی وہ تیزی سے خرگوشوں کی طرح دوڑتا ہوا عمارت کے رہائشی حصے کی طرف بڑھتا چلا گیا اور ایک دیوار کے پاس آ کر رک گیا۔ اس نے دیوار کے ساتھ لگ کر واچ کی طرف دیکھا جس میں سے مسلسل سرخ روشنی خارج ہو رہی تھی۔

عمران چند لمحے دیوار کے ساتھ لگا کھڑا رہا پھر وہ دیوار کے ساتھ ساتھ چلتا ہوا دائیں طرف بڑھنے لگا۔ دیوار کے کونے پر جا کر وہ رک گیا۔ اس طرف ایک چھوٹی سی راہداری تھی جو رہائش گاہ کے فرنٹ کی طرف جاتی تھی۔ عمران نے سر نکال کر دوسری طرف دیکھا۔ راہداری خالی تھی لیکن راہداری میں ریڈ کراس ریز کا جال پھیلا ہوا تھا۔ اس طرف چونکہ وائٹ بال کا دھواں نہیں پھیلا تھا اس لئے وہاں ہر طرف سرخ روشنی کی لکیریں تڑپتی ہوئی دکھائی دے رہی تھیں۔

”لگتا ہے ساری عمارت میں ہی ریڈ کراس ریز کا جال پھیلا ہوا ہے“...... عمران نے خود کلامی کرتے ہوئے کہا۔ وہ مڑ کر دیوار کے درمیانی حصے کی طرف آیا اور غور سے دیوار کی طرف دیکھنے لگا۔ پھر اس نے گاگل پر لگا ہوا ایک بٹن پریس کیا تو گلاسز سے نکلنے والی نیلی روشنی قدرے تیز ہو گئی اور نیلی روشنی کے دو دائرے سے اس دیوار پر پڑنے لگے۔ کراس ویژنل گلاسز کی وجہ سے عمران اب دیوار کی دوسری جانب آسانی سے دیکھ سکتا تھا۔ اسے ان گلاسز سے عمارت کے رہائشی کمرے دکھائی دے رہے تھے۔ عمران نے گاگل

کے کنارے لگا ہوا ایک اور بٹن پریس کیا تو دیوار پر پڑنے والی روشنی کے دائرے مزید پھیل گئے۔ اب ان پھیلے ہوئے دائروں کی وجہ سے عمارت کے اندر کا منظر اور واضح ہو گیا تھا۔ عمران جہاں کھڑا تھا اس دیوار کے پیچھے ایک کمرہ تھا اس کمرے میں عام ضرورت کا سامان رکھا ہوا تھا۔ دوسری طرف کمرے کا دروازہ نظر آ رہا تھا جو بند تھا۔ عمران دیوار کے ساتھ ساتھ چلتا ہوا عمارت کے اندر دیکھتا رہا لیکن اس دیوار کے دوسری طرف کمرے ہی تھے۔

”مجھے ان کمروں سے ہی گزر کر اندر داخل ہونا پڑے گا ورنہ میں ان کی نظروں میں آ جاؤں گا“...... عمران نے دل ہی دل میں کہا۔ اس نے پلٹ کر منہ سے مینڈک کے ٹرانے کی مخصوص انداز میں آواز نکالی تو چند لمحوں بعد اسے دیوار پر اپنے ساتھی دکھائی دیئے۔ عمران نے ہاتھ کے اشارے سے انہیں اندر آنے کو کہا تو وہ چاروں درخت کی شاخوں پر سے ہوتے ہوئے نیچے آ گئے اور بے آواز قدموں سے چلتے ہوئے عمران کے پاس آ گئے۔ عمران نے منہ پر انگلی رکھ کر انہیں خاموش رہنے کا کہا اور وہ ایک بار پھر دیوار کی جانب مڑ گیا۔ اس نے جیب سے ایک قلم نما ریز کٹر نکالا اور اس کے پیچھے لگا ہوا ایک بٹن پریس کر دیا۔ قلم کی ٹپ سے سرخ رنگ کی باریک لیزر نکلی اور دیوار پر پڑنے لگی۔ کنکریٹ کی دیوار تھی لیکن جیسے ہی اس پر لیزر لائٹ پڑی وہاں سے ہلکا ہلکا دھواں سا نکلنا شروع ہو گیا اور دیوار میں سیاہ رنگ کا ایک نشان سا بنتا چلا

گیا۔ اس کے ساتھی خاموشی سے اس کی طرف دیکھ رہے تھے۔ نیچے آتے ہی انہوں نے جیبوں سے مشین پسٹل نکال کر ہاتھ میں لے لئے تھے اور دیوار کے ساتھ لگ کر کھڑے تھے۔ ان کی نظریں سرچ لائٹوں کی طرح ادھر ادھر گھوم رہی تھیں اور ان کے اعصاب تنے ہوئے تھے جیسے وہ ہر خطرے سے نپٹنے کے لئے تیار ہوں۔

عمران کا ہاتھ کچھ دیر کے لئے ایک جگہ رکا رہا۔ وہ دیوار کے جس حصے پر لیزر لائٹ مار رہا تھا وہاں کنکریٹ سرخ ہوتی جا رہی تھی اور دیوار میں ایک چھوٹا سا سوراخ بنتا جا رہا تھا۔ جب ریڈ لیزر سوراخ سے گزر کر کمرے میں چلی گئی تو عمران کا ہاتھ حرکت میں آ گیا اور ریڈ لیزر دیوار میں ایک سیاہ لکیر سی کھینچتی چلی گئی۔ عمران کا ہاتھ آہستہ آہستہ چل رہا تھا اور کنکریٹ کی دیوار ریڈ لیزر سے یوں کٹتی جا رہی تھی جیسے شیشہ ہیرے کی ٹپ سے کٹتا ہے۔

کچھ ہی دیر میں دیوار پر سیاہ رنگ کی لکیر کا بنا ہوا ایک چوکھٹا سا دکھائی دے رہا تھا جو لمبائی اور چوڑائی میں تقریباً دو فٹ کے قریب تھا۔ چوکھٹا بنانے کے بعد عمران نے لیزر لائٹ سے اس چوکھٹے کو بھی کاٹنا شروع کر دیا اور اسے چھ چھ انچ کے ٹکڑوں میں تبدیل کر دیا اور پھر لیزر لائٹ آف کی اور قلم جیب میں رکھ لیا۔

''وائس سکنگ مشین آن کرو''...... عمران نے قریب کھڑے صفدر کی طرف دیکھتے ہوئے نہایت دبی ہوئی آواز میں کہا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلایا اور اس نے جیب سے ایک چھوٹا سا آلہ

نکال لیا۔ آلے پر بٹن اور بے شمار بلب لگے ہوئے تھے۔ صفدر نے ایک بٹن پریس کیا تو آلے پر لگے مختلف رنگوں کے بلب جلنا بجھنا شروع ہو گئے۔ صفدر نے ایک اور بٹن پریس کیا تو آلے سے ایسی آواز نکلنے لگی جیسی عام طور پر سیل فون کے وائبریشن سسٹم سے پیدا ہوتی ہے۔ وائبریشن کی آواز کے ساتھ ہی جلتے بجھتے والے بلبوں نے مسلسل جلنا شروع کر دیا۔

''اب ہم آسانی سے بات کر سکتے ہیں۔ وائس سکنگ مشین کی وجہ سے اب عمارت کے کسی حصے میں ہماری آواز نہیں جائے گی''...... عمران نے آلے کے تمام بلب آن ہوتے دیکھ کر اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

تم شاید دیوار کاٹ کر اندر داخل ہونا چاہتے ہو''...... جولیا نے کہا۔

''ہاں۔ ٹائم کلر نے اپنی حفاظت کے لئے یہاں ہر طرف ریڈ کراس ریزز کا جال پھیلا رکھا ہے۔ میں نے ان ریزز کا ایک حصہ تو بلاک کر دیا ہے لیکن عمارت کے فرنٹ سمیت دوسرے تمام حصوں پر اب بھی ریڈ کراس ریزز باقی ہیں اور میں ان سب کو بلاک نہیں کر سکتا۔ اگر ہم اس طرف گئے تو ان ریڈ کراس ریزز کے چھوتے ہی فوراً جل کر ہلاک ہو جائیں گے۔ ان ریزز سے بچنے کا یہی طریقہ ہے کہ ان کی طرف جایا ہی نہ جائے۔ اسی لئے میں نے یہ دیوار کاٹی ہے۔ اب ہم عمارت میں اسی راستے سے داخل ہوں

گئے‘‘۔عمران نے کہا۔

’’کیا اندر ریڈ کراس ریز نہیں ہیں‘‘...... کیپٹن شکیل نے پوچھا۔

’’نہیں۔ اندر کچھ نہیں ہے‘‘...... عمران نے کہا تو کیپٹن شکیل نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

’’تنویر اب تمہاری باری ہے۔ دیوار کے کٹے ہوئے حصے کو ٹانگ مار کر اندر گرا دو‘‘...... عمران نے کہا تو تنویر نے اثبات میں سر ہلایا اور اس نے اپنا مشین پسٹل صفدر کو پکڑا دیا اور دیوار سے ہٹ کر اس طرف آ گیا جہاں عمران نے لیزر سے دیوار پر سیاہ لکیروں کا جال سا بنا رکھا تھا۔عمران پیچھے ہٹ گیا تو تنویر بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا اور اس کی زور دار ٹانگ چوکھٹے کے عین درمیانی حصے میں پڑی۔ دوسرے لمحے دیوار کا وہ حصہ ٹوٹ کر اور بکھر کر اندر گرتا چلا گیا۔صفدر نے چونکہ وائس سکنگ آلہ آن کر رکھا تھا جس سے دیوار کے ان چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں کے ٹوٹ کر اندر گرنے سے بے حد ہلکی آواز پیدا ہوئی تھی جو صرف قریب ہونے کی وجہ سے وہ سب ہی سن سکے تھے جبکہ یہ آواز عمارت کے دوسرے کسی حصے میں سنائی نہیں دے سکتی تھی۔

دیوار میں دو فٹ کا خلاء سا بن گیا تھا۔ دوسری طرف کمرے میں اندھیرا تھا۔عمران نے جیب سے ایک ٹارچ نکالی اور اس کی روشنی کمرے میں ڈالنے لگا۔ کمرہ خالی تھا اور عمران کراس ویژنل

گلاسز سے پہلے ہی کمرے کی سچوئشن دیکھ چکا تھا اس لئے وہ ٹارچ روشن کرتے ہی اندر داخل ہو گیا اور سیدھا دروازے کی جانب بڑھتا چلا گیا۔ اس کے پیچھے اس کے ساتھی بھی اندر آ گئے اور انہوں نے بھی جیبوں سے ٹارچیں نکال کر روشن کر لی تھیں۔

عمران نے دروازے کے قریب آ کر ہنڈل پکڑ کر گھمایا لیکن دوسری طرف سے دروازہ بند تھا۔عمران نے جیب سے وہی قلم نکالا جس سے اس نے ریڈ لیزر سے کنکریٹ کی دیوار کاٹی تھی۔ اس نے قلم کا پچھلا حصہ انگوٹھے سے پریس کیا تو قلم کی ٹپ سے ایک بار پھر ریڈ لیزر لائٹ نکلنے لگی۔عمران نے لائٹ دروازے کے ہینڈل پر ڈالنی شروع کر دی۔ چند ہی لمحوں میں ہینڈل سرخ ہو گیا جیسے اسے دہکتی ہوئی بھٹی سے نکالا گیا ہو۔ ہینڈل کے سرخ ہوتے ہی دروازے سے دھواں سا نکلنا شروع ہو گیا تھا اور کمرے میں لکڑی کے جلنے کی بو پھیل گئی تھی۔ ہینڈل کے گرم ہونے سے ہینڈل کے کناروں کی لکڑی جل رہی تھی۔ پھر اچانک ہینڈل یوں پگھلنے لگا جیسے گرم ہوتے ہی موم پگھلتی ہے۔ دیکھتے ہی دیکھتے سارا ہینڈل پگھل گیا تو عمران نے انگوٹھے سے قلم کا پچھلا حصہ پریس کر کے لیزر لائٹ آف کر دی۔ ہینڈل مکمل طور پر پگھل کر دروازے سے موم کی طرح چپک چکا تھا۔عمران نے دروازے کی چٹخنی پکڑ کر دروازے کو اندر کی طرف کھینچا تو دروازہ بے آواز طریقے سے کھلتا چلا گیا۔ صفدر نے چونکہ مسلسل وائس سکنگ مشین آن کر رکھی تھی

اس لئے دروازہ کھلنے کی ہلکی سی بھی آواز پیدا نہیں ہوئی تھی۔

سامنے ایک راہداری تھی اور وہاں روشنی ہو رہی تھی۔ عمران کی آنکھوں پر کراس ویژنل گلاسز تھے اس لئے اس نے پہلے ہی دیکھ لیا تھا کہ راہداری میں کوئی نہیں تھا۔ عمران کمرے سے نکلا اور راہداری میں آ گیا اور سامنے کی طرف بڑھنے لگا جس طرف ایک ہال نما کمرہ تھا۔ اس کے ساتھی اس کے پیچھے آ رہے تھے۔ عمران ہال نما کمرے میں جانے کی بجائے دائیں طرف موجود ایک اور کمرے کے دروازے کے پاس آ کر رک گیا۔ اس نے کراس ویژنل گلاسز سے کمرے کا اندرونی جائزہ لیا اور پھر اس نے مطمئن انداز میں سر ہلا دیا۔ کمرہ اس کی توقع کے مطابق خالی تھا۔ اس نے دروازے کا ہینڈل گھمایا تو دروازہ کھل گیا۔ یہ کمرہ لاک نہیں تھا۔ اس کے ساتھی بھی اندر آ گئے۔ اندر آتے ہی عمران نے دروازہ بند کر دیا۔ اس کمرے میں بھی اندھیرا تھا۔ اندھیرے میں عمران کی آنکھوں پر موجود گاگل کے شیشے ہی چمک رہے تھے۔

"یہاں روشنی مت کرنا"...... عمران نے کہا اور ان سب کے ہاتھ وہیں رک گئے جو اندھیرا دیکھ کر ٹارچیں روشن کرنے ہی والے تھے۔

"کیوں۔ یہاں کیا ہے"...... جولیا نے کہا۔

"اگر یہاں روشنی ہوئی تو ٹائم کلر کو ہمارے یہاں آنے کا پتہ چل جائے گا۔ اس کمرے میں ایک خفیہ راستہ ہے جو نیچے تہہ خانے

میں جاتا ہے۔ ہمیں اسی تہہ خانے میں جانا ہے"...... عمران نے کہا۔

"کیا ٹائم کلر تہہ خانے میں موجود ہے"...... تنویر نے پوچھا۔

"ہو سکتا ہے"...... عمران نے کہا اور وہ تیزی سے دروازے کے قریب دیوار کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ پاس دیوار پر ایک سوئچ بورڈ لگا ہوا تھا جس پر دس سے زائد بٹن موجود تھے۔

عمران نے جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک لوہے کا گول ٹکڑا نکالا جو سکے جیسا تھا۔

"یہ سکہ لو اور اسے سامنے دیوار پر لگے ہوئے انرجی سیور کو اتار کر اس کے ہولڈر میں یہ سکہ لگا کر انرجی سیور دوبارہ لگا دو تاکہ جب میں یہاں لائٹ آن کروں تو اس عمارت کی پاور سپلائی مکمل طور پر بریک ہو جائے"...... عمران نے کہا اور اس نے سکہ جولیا کی جانب اچھال دیا جس نے اسے فوراً ہوا میں دبوچ لیا تھا۔ کمرے میں اندھیرا تھا لیکن عمران نے جو گاگلز لگا رکھے تھے اس سے نکلنے والی ہلکی نیلی روشنی میں کمرے میں اس حد تک روشنی ضرور پھیل گئی تھی کہ وہ کمرے کا جائزہ لے سکیں۔

"ابھی لگا دوں"...... جولیا نے کہا۔

"نہیں۔ پہلے میں تہہ خانے میں جانے کا راستہ تو کھول دوں پھر لگا دینا"...... عمران نے کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

عمران نے بورڈ پر لگے بٹنوں کو ایک خاص ترتیب سے آن کرنا

شروع کر دیا۔ اس نے چار بٹن آن کیے تھے اور پھر اس نے جیسے ہی پانچواں بٹن آن کیا سرر کی آواز کے ساتھ اس کے سامنے دیوار کا ایک حصہ اپنی جگہ سے ہٹتا چلا گیا اور وہاں ایک دروازے جیسا خلاء پیدا ہو گیا جس کی دوسری طرف سیڑھیاں سی نیچے جاتی دکھائی دے رہی تھیں۔

"اب لگا دو"...... عمران نے کہا تو جولیا اس دیوار کی طرف بڑھ گئی جس کے اوپر چھت کے قریب ایک انرجی سیور لگا ہوا تھا۔ بلب کافی بلندی پر تھا۔ جولیا ادھر ادھر دیکھنے لگی جیسے وہ کوئی چیز تلاش کر رہی ہو جس پر وہ چڑھ جائے اور اس کا ہاتھ انرجی سیور تک پہنچ سکے۔

"لائیں۔ میں لگا دیتا ہوں"...... تنویر نے کہا تو جولیا نے سکہ اسے دے دیا۔ تنویر نے ایک طرف پڑی ہوئی ایک کرسی اٹھائی اور اسے لا کر اس دیوار کے قریب رکھ دیا جہاں اوپر انرجی سیور لگا ہوا تھا۔ وہ کرسی پر چڑھا تو صفدر نے آگے بڑھ کر کرسی سنبھال لی۔ انرجی سیور تک پہنچنے کے لئے تنویر کا کرسی کے بازوؤں پر چڑھنا ضروری تھا اور اس کے چڑھنے سے چونکہ اس کا توازن بگڑ سکتا تھا اس لئے صفدر نے احتیاطاً کرسی پکڑ لی تھی۔

تنویر نے ہاتھ بڑھا کر ہولڈر سے انرجی سیور نکالا اور پھر اس نے ہولڈر میں عمران کا دیا ہوا سکہ رکھا اور انرجی سیور دوبارہ ہولڈر میں لگا کر اسے فکس کرنے لگا۔

"بس ٹھیک ہے۔ اب تم نیچے آ جاؤ"...... عمران نے کہا اور تنویر چھلانگ لگا کر کرسی سے نیچے آ گیا۔ جیسے ہی تنویر پیچھے ہٹا عمران نے وہ سوئچ آن کر دیا جس پر اس نے پہلے سے ہی انگلی رکھی ہوئی تھی۔ جیسے ہی سوئچ آن ہوا۔ انرجی سیور میں ایک پٹاخہ سا چھوٹا اور انرجی سیور پھٹ کر نیچے آ گرا اور ہولڈر سے ایک لمحے کے لئے چنگاریاں سی پھوٹیں اور کمرے میں ایک بار پھر خاموشی چھا گئی۔ عمران نے جیب سے ٹارچ نکالی اور روشن کر لی اور ٹارچ کی روشنی میں سیڑھیاں دیکھنے لگا جو کافی نیچے جا رہی تھیں۔

"آؤ"...... عمران نے کہا اور وہ کھلے ہوئے دروازے سے تیزی سے سیڑھیاں اترتا چلا گیا۔ اس کے ساتھی تیزی سے اس کے پیچھے ٹارچیں روشن کرتے ہوئے سیڑھیاں اترنا شروع ہو گئے۔ سیڑھیاں اتر کر وہ ایک تہہ خانے میں آئے اور تہہ خانے کی حالت دیکھ کر وہ سب حیران رہ گئے۔ یوں لگ رہا تھا جیسے تہہ خانے میں زبردست آگ بھڑک اٹھی ہو جس نے تہہ خانے میں موجود ہر چیز کو جلا کر راکھ بنا دیا ہو۔

"یہ تو کوئی جلی ہوئی لیبارٹری معلوم ہوتی ہے"...... جولیا نے ٹارچ کی روشنی میں ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ یہ لیبارٹری ہی تھی"...... عمران نے ایک سرد آہ بھر کر کہا اور وہ حیرت سے اس کی شکل دیکھنے لگے کیونکہ انہیں عمران کے سرد آہ بھرنے کی وجہ سمجھ میں نہیں آئی تھی۔

''کس کی لیبارٹری تھی یہ۔ اور تم نے سرد آہ کیوں بھری ہے''...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''سرد آہیں اپنوں سے بچھڑنے یا پھر اپنوں کے بدل جانے کی وجہ سے ہی بھری جاتی ہیں''...... عمران نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

''کیا مطلب''...... جولیا نے بھی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

اس سے پہلے کہ عمران کوئی جواب دیتا اچانک تہہ خانے میں چٹک کی آواز کے ساتھ تیز فلیش سا ہوا اور عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے اچانک اس کی آنکھوں میں آگ سی بھر گئی ہو۔ اس کے منہ سے بے اختیار ہلکی سی چیخ نکل گئی۔ تہہ خانہ عمران کی چیخ کے ساتھ اس کے ساتھیوں کے چیخنے کی آوازوں سے بھی گونج اٹھا۔ تیز روشنی نے جہاں اس کی آنکھیں خیرہ کی تھیں اس کے ساتھ ہی عمران کو یوں محسوس ہوا تھا جیسے کسی نے یکلخت اس کا دماغ جکڑ لیا ہو۔ اس سے پہلے کہ وہ خود کو سنبھالتا اس کے دماغ میں اندھیرا سا بھر گیا اور وہ لہرایا اور خالی ہوتی ہوئی کسی بوری کی طرح گرتا چلا گیا۔

اندھیرے میں جس طرح دور کہیں جھاڑیوں میں جگنو چمکتا ہے بالکل ایسا ہی ایک چھوٹا سا جگنو عمران کے دماغ کے سیاہ پردے پر چمکا اور اس کی روشنی دائرے کی طرح پھیلتی چلی گئی۔

دماغ سے تاریکی ختم ہوئی تو عمران کی آنکھیں کھل گئیں۔ آنکھیں کھلنے کے باوجود اس کی آنکھوں کے سامنے دھند سی چھائی ہوئی تھی۔ وہ بے اختیار اپنا سر جھٹکنے کے ساتھ ساتھ آنکھیں جھپکانے لگا۔ چند ہی لمحوں میں اس کی آنکھوں کے سامنے چھائی ہوئی دھند ختم ہوگئی اور پھر وہ خود کو رسیوں سے ایک کرسی پر بندھا ہوا پا کر ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔

اس نے دائیں بائیں دیکھا تو اس کے چاروں ساتھی بھی کرسیوں پر رسیوں سے بندھے ہوئے تھے۔ ان سب کے سر ڈھلکے ہوئے تھے۔ وہ شاید ابھی تک بے ہوش تھے۔

عمران کی آنکھوں کے سامنے سابقہ منظر گھوم گیا۔ وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ تہہ خانے میں آیا تھا جہاں ان کے سامنے ایک جلی ہوئی لیبارٹری موجود تھی۔ ابھی وہ لیبارٹری دیکھ ہی رہے تھے کہ اچانک وہاں تیز فلیش سا ہوا تھا جس سے عمران کو اپنی آنکھوں میں تیز آگ سی بھرتی ہوئی محسوس ہوئی تھی اور پھر اس سے پہلے کہ وہ سنبھلتا اس کا ذہن اندھیرے میں ڈوب گیا تھا۔

کمرہ خاصا بڑا تھا انہیں جن کرسیوں پر باندھا گیا تھا وہ کمرے کی ایک دیوار کے ساتھ لگی ہوئی تھیں۔ کمرے میں ان کے سوا کوئی نہیں تھا اور کمرے میں ان کرسیوں کے سوا اور کوئی چیز بھی دکھائی نہیں دے رہی تھی۔ سائیڈ کی دیوار پر ایک انرجی سیور روشن تھا۔ سامنے ایک دروازہ تھا جو بند تھا۔ عمران ابھی کمرے کا جائزہ لے ہی رہا تھا کہ اسی وقت اسے دائیں طرف جولیا کے کراہنے کی آواز سنائی دی۔ عمران نے سر گھما کر اس کی طرف دیکھا تو جولیا کو ہوش آ رہا تھا۔ اس کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں اور وہ زور زور سے سر جھٹک رہی تھی۔

ہوش میں آتے ہی جولیا نے بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی لیکن بندھی ہونے کی وجہ سے اس کا جسم ایک جھٹکے سے رک گیا۔

”یہ۔ یہ۔ یہ کیا۔ مجھے یہاں کس نے باندھا ہے اور یہ کون سی جگہ ہے“...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا اس سے پہلے کہ عمران کوئی جواب دیتا اسی لمحے صفدر اور کیپٹن شکیل بھی کراہتے

ہوئے ہوش میں آ گئے۔ ان کی حالت بھی جولیا سے مختلف نہیں ہوئی تھی اور وہ حیرت سے ادھر ادھر دیکھ رہے تھے۔ چند لمحوں بعد تنویر کو بھی ہوش آ گیا۔

”کیا ہم ٹائم کلر کی قید میں ہیں“...... کیپٹن شکیل نے عمران سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

”پتہ نہیں بھائی۔ میں تو خود تمہاری طرح سے قیدی بندھا ہوا ہوں۔ کسی شریف آدمی نے مجھے یہاں لا کر باندھ دیا ہے۔ کیوں باندھا ہے۔ کس نے باندھا ہے اب یہ تو کوئی اللہ والا بندہ ہی آ کر بتا سکتا ہے“...... عمران نے اپنے مخصوص انداز میں کہا۔

”لیکن عمران صاحب آپ ہی ہمیں یہاں لے کر آئے ہیں اور چیف کے حکم پر ہم آپ کے ساتھ ٹائم کلر کی سرکوبی کے لئے آئے تھے۔ چیف نے ہمیں نہیں بتایا تھا کہ ٹائم کلر کون ہے۔ لیکن آپ جس طرح سے اس عمارت میں داخل ہوئے تھے اور جس طرح آپ نے اس عمارت کے حفاظتی سسٹمز کو آف کیا ہے اور مختلف راستوں سے ہوتے ہوئے ایک خفیہ اور جلی ہوئی لیبارٹری تک پہنچے تھے اس سے تو ہمیں ایسا ہی لگ رہا تھا جیسے آپ اس رہائش گاہ کے بارے میں پہلے سے ہی جانتے ہوں اور آپ پہلے بھی یہاں آ چکے ہوں“...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

”ہاں۔ میں یہاں پہلے بھی آ چکا ہوں“...... عمران نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

"تو پھر بتائیں کہ یہ کس کی رہائش گاہ ہے اور اس رہائش گاہ سے ٹائم کلر کا کیا تعلق ہے"...... صفدر نے کہا۔

"ٹائم کلر کا سارا تعلق ہی اس رہائش گاہ سے ہے پیارے۔ یہ اسی کی رہائش گاہ ہے جہاں وہ ہم سے بلکہ پوری دنیا سے چھپ کر بیٹھا ہوا ہے اور ہم اس کی تلاش میں گلی گلی، کوچے کوچے اور قریہ قریہ کی خاک چھانتے بلکہ اڑاتے پھر رہے تھے"...... عمران نے اسی انداز میں کہا۔

"تو آپ جانتے ہیں کہ ٹائم کلر کون ہے"...... کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں جانتا ہوں۔ وہ وقت کا قاتل ہے اور اس نے جن سات افراد کو ہلاک کرنے کی منصوبہ بندی کی تھی اس میں وہ کامیاب ہو گیا ہے۔ آج اس نے ڈاکٹر ولیم کو ہلاک کرنا تھا جو اس سے ڈر کر ایکریمیا فرار ہو گیا تھا لیکن ہم یہاں جس طرح سے بے ہوش پڑے ہوئے ہیں مجھے لگ رہا ہے کہ اس وقت تک ٹائم کلر صاحب نے بڑے اطمینان اور بڑے آرام کے ساتھ اپنے آخری ٹارگٹ کو بھی ہٹ کر دیا ہوگا"...... عمران نے کہا۔

"اوہ۔ اس کی پہنچ ایکریمیا تک ہے"...... جولیا نے حیران ہو کر کہا۔

"ان کی پہنچ ایکریمیا تک ہی نہیں بلکہ چاند، مریخ، مشتری اور اس سے بھی کہیں آگے تک ہے"...... عمران نے کہا۔

"تم اس کا نام بڑی عزت اور احترام سے لے رہے ہو جیسے وہ تمہارا کوئی دوست ہو اور تمہارا کوئی اپنا ہو"...... تنویر نے منہ بنا کر کہا۔

"ہاں وہ اپنا ہی ہے پیارے۔ استاد اپنے ہی ہوتے ہیں بلکہ اپنوں سے بھی بڑھ کر"...... عمران نے کراہ کر کہا اور وہ چاروں بے اختیار چونک پڑے۔

"استاد"...... صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"عمران صاحب کرنل فریدی کو اپنا مرشد مانتے ہیں اور سر داور کو اپنا استاد۔ اور...... اوہ اوہ۔ عمران صاحب کہیں آپ یہ تو نہیں کہنا چاہتے کہ آپ کے استاد سر داور نے یہ سب کیا ہے"...... کیپٹن شکیل نے اچانک بری طرح سے چونکتے ہوئے کہا۔

"سر داور۔ تمہارا مطلب ہے سر داور ٹائم کلر ہیں"...... جولیا نے بری طرح سے چونکتے ہوئے کہا باقی سب کے چہرے پر بھی حیرت لہرانے لگی۔

"ارے نہیں۔ سر داور تو ایک بے چارے سے انسان ہیں انہوں نے تو ملک و قوم کی خدمت کے لئے اپنی زندگی وقف کر رکھی ہے وہ جرائم کی دنیا سے سخت نفرت کرتے ہیں وہ بھلا یہ سب کیسے کر سکتے ہیں"...... عمران نے کہا۔

"تو پھر تم کس استاد کی بات کر رہے ہو"...... تنویر نے اسے گھور کر کہا۔

"ایک منٹ۔ مجھے یاد آ رہا ہے کہ عمران صاحب پروفیسر کاشف جلیل صاحب کو بھی اپنا استاد مانتے تھے بلکہ عمران صاحب ہی کیا پروفیسر کاشف جلیل چونکہ سرداور سے بھی سینئر تھے اس لئے سرداور بھی ان کی اتنی ہی عزت کرتے تھے جتنی کوئی شاگرد اپنے استاد کی کرتا ہے۔ کہیں عمران صاحب کا اشارہ پروفیسر کاشف جلیل کی طرف تو نہیں ہے"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"پروفیسر کاشف جلیل۔ وہ ٹائم کلر کیسے ہو سکتے ہیں۔ ٹائم کلر نے انہیں ہی تو سب سے پہلے ہلاک کیا تھا"...... جولیا نے منہ بنا کر کہا۔

"وہ ہلاکت نقلی بھی تو ہو سکتی ہے"...... عمران نے کہا اور وہ چاروں ایک بار پھر چونک پڑے اور حیرت بھری نظروں سے عمران کی جانب دیکھنے لگے جیسے عمران نے کوئی انہونی سی بات کر دی ہو۔

"نقلی ہلاکت۔ یہ تمہارا نقلی ہلاکت سے کیا مراد ہے"...... جولیا نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

"یہ رہائش گاہ پروفیسر کاشف جلیل کی ہے۔ جس جلی ہوئی لیبارٹری میں ہم داخل ہوئے تھے وہ لیبارٹری بھی پروفیسر کاشف جلیل کی ہی تھی جسے جلا کر تباہ کر دیا گیا تھا اور یہاں ایسا ماحول پیدا کیا گیا تھا جیسے یہاں کوئی اور شخص آیا ہو اور اس نے نہ صرف پروفیسر کاشف جلیل کو ہلاک کر دیا ہو بلکہ خفیہ لیبارٹری میں بھی

داخل ہو گیا ہو اور اس نے پروفیسر کاشف جلیل کا کوئی ایجاد کردہ فارمولا یا ایجاد حاصل کی ہو اور لیبارٹری تباہ کر کے یہاں سے نکل گیا ہو۔ لیکن ایسا کچھ نہیں ہوا تھا۔ نہ پروفیسر کاشف جلیل ہلاک ہوئے تھے اور نہ ہی کسی اور نے لیبارٹری میں گھس کر تباہی مچائی تھی"...... عمران نے کہا۔

"اوہ۔ تو یہ سب کچھ پروفیسر کاشف جلیل نے خود ہی کیا تھا"...... جولیا نے اسی طرح انتہائی حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ یہ سب انہوں نے ہی کیا تھا"...... عمران نے مغموم انداز میں کہا۔

"لیکن کیوں۔ انہیں یہ سب کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ وہ تو ملک کے خیر خواہ تھے اور انہوں نے ملک کی ترقی میں اہم کردار ادا کیا تھا اور سائنس کے میدان میں پاکیشیا کو بہت آگے تک لے گئے تھے پھر اچانک ان کی کایا کیسے پلٹ سکتی ہے وہ مسیحا سے قاتل کیسے بن سکتے ہیں"...... صفدر نے کہا۔

"کب کس کی کایا پلٹ جائے اور کوئی کب مسیحا سے قاتل بن جائے اس کے بارے میں کیا کہا جا سکتا ہے پیارے۔ لیکن یہی سچ ہے۔ ٹائم کلر کوئی اور نہیں بلکہ پروفیسر کاشف جلیل ہی ہیں۔ یہاں جتنی بھی ہلاکتیں ہوئی ہیں وہ سب پروفیسر کاشف جلیل نے ہی کی ہیں اور وہ بھی سائنسی طریقوں سے"...... عمران نے اسی انداز میں کہا۔

''نہیں۔ میرا دل نہیں مان رہا ہے کہ پروفیسر کاشف جلیل جیسے ذہین اور جہاندیدہ انسان ٹائم کلر ہو سکتے ہیں''...... جولیا نے سر جھٹک کر کہا۔

''دل تو میرا بھی نہیں مانتا تھا لیکن انہوں نے جو کوڈز جاری کئے تھے ان کوڈز میں ان کا پورا نام چھپا ہوا تھا اور میں اس کوڈ کو حل کر چکا ہوں''...... عمران نے کہا۔

''کیسے حل کئے ہیں تم نے وہ کوڈز اور ان کوڈز میں کہاں پروفیسر صاحب کا نام چھپا ہوا ہے''...... جولیا نے کہا۔

''تم میں سے کسی کو کوئی کوڈ یاد ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''جی ہاں۔ مجھے سارے کوڈز یاد ہیں''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''پہلا کوڈ کیا تھا''...... عمران نے پوچھا۔ کیپٹن شکیل نے اسے وہ کوڈ بتا دیا جو ٹائم کلر نے پروفیسر کاشف جلیل کی ہلاکت کے وقت جاری کیا تھا۔ تو عمران نے انہیں گنتی کے حساب سے سیدھی اے بی سی اور پھر الٹی اے بی سی کے نمبروں کے بارے میں بتانا شروع کر دیا۔ اور جب انہوں نے نمبروں کو اے بی سی کے حروف سے ترتیب دی تو پروفیسر کاشف جلیل کا پورا نام ان کے سامنے تھا۔

''اوہ اوہ۔ آپ بالکل ٹھیک کہہ رہے ہیں عمران صاحب۔ ہم نے کوڈز کو اس نظریئے سے دیکھا ہی نہیں تھا کہ اس میں ناموں کے پہلے اور دوسرے حروف چھپے ہوئے ہو سکتے ہیں۔ واقعی اس طرح اگر ان نمبروں کو ترتیب دیا جائے تو کاشف جلیل کا ہی نام

سامنے آتا ہے''...... صفدر نے بھی آنکھیں پھیلاتے ہوئے کہا۔

''لیکن اگلے نمبر۔ ان اگلے نمبروں کا کیا مطلب ہو سکتا ہے''...... جولیا نے پوچھا۔

''پہلے کوڈ کا آخری نمبر ٹیٹرا زیرو تھا یعنی چار زیرو جس سے رات بارہ بجے کا وقت ظاہر کیا گیا ہے۔ اسی طرح دوسرا نمبر زیرو ون ڈبل زیرو تھا جو رات کے ایک بجے کے لئے مخصوص ہے۔ تیسرے کوڈ میں زیرو ٹو اور ڈبل زیرو ہے اسی طرح باقی کوڈز میں بھی وقت کو ہی ظاہر کیا گیا ہے اور آخر نمبر چھ سو ہے جو دن کے چھ بجے کو ظاہر کرتا ہے''...... عمران نے کہا۔

''ویری سٹرینج۔ ویری ویری سٹرینج۔ یہ کوڈ تو واقعی بڑی ذہانت سے ترتیب دیا گیا ہے۔ لیکن یہ سب کچھ پروفیسر کاشف جلیل نے کیا ہے مجھے تو اب بھی یقین نہیں آ رہا ہے کہ پروفیسر کاشف جلیل یہ سب کر سکتے ہیں''...... جولیا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''جب بوڑھا انسان سٹھیا جاتا ہے تو وہ ایسے ہی الٹے کام کرنا شروع کر دیتا ہے''...... عمران نے منہ بنا کر کہا۔ ابھی عمران کو یہ الفاظ کہے چند ہی لمحے گزرے تھے کہ دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور ایک سیاہ پوش تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا اندر آ گیا۔ اس نے سر سے پاؤں تک سیاہ لباس پہن رکھا تھا اور اس کا چہرہ بھی سیاہ نقاب کے پیچھے چھپا ہوا تھا اسی طرح اس کی آنکھوں پر بھی سیاہ رنگ کا چشمہ نظر آ رہا تھا۔ نقاب پوش جس طرح اندر آیا تھا یوں لگ رہا تھا

جیسے اس نے عمران کی بات سن لی ہو اور وہ غصے میں بل کھاتا ہوا اندر آیا ہو اور اسے اندر آتے دیکھ کر عمران کے ہونٹوں پر بے اختیار طنزیہ مسکراہٹ ابھر آئی جیسے اس نے جان بوجھ کر وہ الفاظ کہے ہوں جسے سن کر کوئی اندر آ جائے اور یہی ہوا تھا۔

''میں سٹھیایا ہوا نہیں ہوں۔ سمجھے تم''...... سیاہ پوش نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

''آپ پروفیسر کاشف جلیل ہیں۔ یہ تو مانتے ہیں نا آپ مسٹر سیاہ پوش عرف ٹائم کلر''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ میں پروفیسر کاشف جلیل نہیں ہوں۔ میں نے اسے ہلاک کر دیا ہے اور میں نے اس کی جگہ لے رکھی ہے میں ٹائم کلر ہوں۔ ٹائم کلر''...... سیاہ پوش نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''جانے دیں پروفیسر صاحب۔ اب آپ کا بھانڈا پھوٹ چکا ہے۔ آپ نے جو کوڈز دیئے تھے میں انہیں سمجھ چکا ہوں اور میرے سامنے آپ کا پورا نام آ چکا ہے۔ اب آپ خود سے بھی نہیں چھپ سکتے ہیں''...... عمران نے منہ بنا کر کہا اور سیاہ پوش جیسے اسے گھور کر رہ گیا۔

''ہونہہ۔ ٹھیک ہے۔ میں مانتا ہوں۔ میں پروفیسر کاشف جلیل ہی ہوں لیکن یہ بات صرف تمہیں اور تمہارے ان ساتھیوں کو معلوم ہوئی ہے۔ کسی اور کو نہیں۔ اس سے پہلے کہ کوئی میری اصلیت جان سکے میں تم سب کو یہیں ختم کر دوں گا اور میرا یہ راز، راز ہی رہے

گا''...... سیاہ پوش نے اس بار بدلی ہوئی آواز میں کہا۔ یہ آواز پروفیسر کاشف جلیل کی تھی جبکہ پہلے وہ آواز بدل کر بات کر رہا تھا۔

''آپ کسی غلط فہمی میں نہ رہیں پروفیسر صاحب۔ آپ کے نام کا کوڈ میں نے نہیں۔ چیف نے حل کیا تھا اور چیف نے ہی ہمیں یہاں بھیجا ہے اور میں آپ کا لائق فائق شاگرد رہ چکا ہوں اس لئے آپ کے احترام کے طور پر میں آپ کو یہ بتانا بھی اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ چیف نے آپ کے بارے میں سرسلطان کو بھی آگاہ کر دیا ہے اور سرسلطان کے بارے میں تو آپ جانتے ہی ہیں اب تک انہوں نے پریس کانفرنس بھی بلا لی ہو گی اور تھوڑی ہی دیر میں آپ کا۔ میرا مطلب ہے کہ ٹائم کلر کا نقاب ساری دنیا کے سامنے اتر جائے گا''...... عمران نے کہا اور سیاہ پوش جو پروفیسر کاشف جلیل تھا بری طرح سے چونک اٹھا۔

''اوہ اوہ۔ میرا نام سب جان جائیں گے۔ یہ تو برا ہوا ہے۔ بہت برا''...... پروفیسر کاشف جلیل نے کہا۔

''یہ تو کچھ بھی نہیں اب آپ کے ساتھ جو ہو گا وہ کتنا برا ہو گا اس کا تو آپ اندازہ بھی نہیں لگا سکتے ہیں۔ آپ نے اچھی بھلی زندگی کو چھوڑ کر کرائم کا راستہ اپنا کر خود اپنے ہی ہاتھوں اپنے پیروں پر کلہاڑی مار لی ہے پروفیسر صاحب اور ایک بار جو کرائم کے راستے پر چل پڑتا ہے اس کا انجام کسی بھی صورت میں اچھا

نہیں ہو سکتا''...... عمران نے کہا۔

''ہونہہ۔ مجھ تک کوئی نہیں پہنچ سکتا۔ سمجھے تم۔ میں نے یہاں اپنی حفاظت کے تمام انتظامات کر رکھے ہیں۔ یہاں اگر پاکیشیا کی پوری فوج بھی آ جائے تو وہ بھی مجھ تک نہیں پہنچ سکے گی اور میں چاہوں تو ان سب کو ختم کر سکتا ہوں''...... پروفیسر کاشف جلیل نے غرا کر کہا۔

''لیکن میں اور میرے ساتھی تو آپ تک پہنچ گئے ہیں۔ پھر آپ نے ہمیں اب تک ہلاک کیوں نہیں کیا''...... عمران نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

''ہونہہ۔ میں جاننا چاہتا تھا کہ تمہیں مجھ پر شک کیوں ہوا ہے اور تم یہاں کیا کرنے کے لئے آئے تھے''...... پروفیسر کاشف جلیل نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''اور ہمارے ہوش میں آنے کے بعد آپ ہماری باتیں سن رہے تھے''...... عمران نے کہا۔

''ہاں۔ میں نے اس کمرے میں اینٹی گیس پھیلائی تھی جس سے تم سب ہوش میں آ گئے تھے۔ میں جانتا تھا کہ ہوش میں آنے کے بعد تم سب آپس میں باتیں ضرور کرو گے اور مجھے معلوم ہو جائے گا کہ تم یہاں کس کے لئے اور کیوں آئے ہو''...... پروفیسر کاشف جلیل نے کہا۔

''ساری باتیں سننے کے بعد آپ کو میرا آخری جملہ سن کر غصہ

آ گیا تھا جب میں نے آپ کو سٹھیایا ہوا بوڑھا کہا تھا اور آپ کو یہ جملہ برداشت نہیں ہوا اس لئے آپ اندر آ گئے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ مجھے تمہاری بات سن کر بہت غصہ آیا تھا۔ میں پروفیسر کاشف جلیل ہوں۔ اس صدی کا بہت بڑا سائنس دان اور جینئس اور تم مجھے سٹھیایا ہوا بوڑھا کہو یہ میں کیسے برداشت کر سکتا تھا''۔ پروفیسر کاشف جلیل نے غرا کر کہا۔

''اب آپ کیا کریں گے۔ کیا آپ مجھے اور میرے ساتھیوں کو ہلاک کر دیں گے''...... عمران نے ان کی جانب غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ میرے لئے تمہاری ہلاکت بہت ضروری ہے عمران۔ میں جانتا ہوں۔ اس صدی کے تم انتہائی ذہین اور چالاک ترین انسان ہو۔ میں نے تمہیں الجھانے کے لئے بہت کچھ کیا تھا لیکن اس کے باوجود تمہیں میرے بارے میں علم ہو گیا تھا کہ ٹائم کلر اصل میں کون ہے۔ یہی نہیں تم یہاں تک بھی پہنچنے میں کامیاب ہو گئے تھے۔ میں نے رہائش گاہ کی حفاظت کا فول پروف انتظام کر رکھا تھا لیکن تم نے ریڈ کراس ریز تک کو بلاک کر دیا تھا اور کمرے کی دیوار کاٹ کر اندر آ گئے تھے۔ تم یہاں پہلے بھی آتے رہے تھے اور تم لیبارٹری میں داخل ہونے کا راستہ جانتے تھے اس لئے تم اپنے ساتھیوں کے ساتھ جلی ہوئی لیبارٹری میں آ گئے تھے۔ تم نے

چونکہ باہر کے حفاظتی انتظامات کو ختم کر دیا تھا اور تم نے مین پاور سپلائی بھی خراب کر دی تھی اس لئے مجھے تم سے خطرہ محسوس ہونے لگا تھا اسی لئے میں نے تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو ہارڈ فلیش سے بے ہوش کیا تھا کیونکہ میں جانتا تھا کہ ہارڈ فلیش کے سوا تم کسی اور طریقے سے بے ہوش نہیں ہو سکتے تھے۔ تمہارے پاس جو سامان تھا وہ میں نے دیکھ لیا تھا اس سامان میں کچھ ایسی چیزیں موجود تھیں جن کی وجہ سے تم پر اور تمہارے ساتھیوں پر بے ہوش کرنے والی گیس کا کوئی اثر نہیں ہو سکتا تھا لیکن ہارڈ فلیش چونکہ میری اپنی ایجاد تھی اس لئے میں جانتا تھا کہ اس کا توڑ تمہارے پاس نہیں ہوگا''...... پروفیسر کاشف جلیل کہتے چلے گئے۔

''آپ نے صرف ہارڈ فلیش ہی نہیں بلکہ اور بھی بہت کچھ ایجاد کیا ہے پروفیسر صاحب اور وہ بھی کسی کے علم میں لائے بغیر۔ یہاں تک کہ آپ نے اپنی نئی ایجادات کے بارے میں نہ حکومت کو آگاہ کیا تھا اور نہ ہی سر داور سے کوئی مشورہ لیا تھا۔ آپ اندر ہی اندر خاموشی سے ایک الگ لیبارٹری میں مسلسل ایجادات کرتے چلے جا رہے تھے جسے آپ کرائم کے طور پر استعمال کرنا چاہتے تھے اور انہی ایجادات کے بل پر آپ نے ٹائم کلر بننے کا سوچ لیا تھا''......عمران نے کہا۔

''ہاں۔ یہ درست ہے۔ میں نے واقعی کئی یونیک ایجادات کی ہیں اور ساری ایجادات میں نے کسی کے علم میں لائے بغیر اور کسی

کے مشورے کے بغیر خود ہی کی ہیں۔ اس لئے میرا پورا حق بنتا ہے کہ میں ان ایجادات کو ذاتی طور پر استعمال کرسکوں اور میں ایسا ہی کر رہا ہوں''...... پروفیسر کاشف جلیل نے کہا۔

''کیا میں یہ جان سکتا ہوں کہ آپ نے ان ایجادات کو غلط مقصد کے لئے کیوں استعمال کرنے کا سوچا تھا''......عمران نے پروفیسر کاشف جلیل جانب غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔ جولیا اور اس کے ساتھی خاموشی سے ان دونوں کی باتیں سن رہے تھے۔

''میں نے پاکیشیا کے لئے بہت کچھ بنایا ہے اور پاکیشیا اس وقت سائنس کی جس بلندی پر موجود ہے وہ میری ہی مرہون منت ہے۔ بم، میزائل اور دوسرے ایٹمی ہتھیار بنانے کے لئے اس ملک میں سر داور جیسے بے شمار سائنس دان کام کر رہے ہیں اور میں یہ سب کچھ کر کر کے تھک چکا تھا اس لئے میں نے سوچا کہ مجھے کچھ دوسری ایجادات کرنی چاہئیں۔ ایسی ایجادات جس سے ملک میں موجود دوسری برائیوں کو ختم کیا جا سکے۔ ایسی برائیاں جو ہر خاص و عام کی نظروں سے چھپی ہوئی ہیں۔ وہ افراد جو اعلیٰ مقام پر تو فائز تھے لیکن وہ اپنے عہدوں کا ناجائز فائدہ اٹھا رہے تھے۔

سرفراز شیرازی میرے ان دوستوں میں سے تھا جو اکثر تمہاری اور سر داور کی طرح میرے گھر آ جاتا تھا اسے شراب پینے کی بری لت لگ چکی تھی۔ وہ ایک روز شراب کی بوتلیں یہاں لے آیا تھا۔ اس نے مجھے بھی شراب پلانے کی کوشش کی لیکن میں نے اسے منع

کر دیا تھا جس پر وہ خود ہی شراب نوشی کرتا رہا اور پھر وہ شراب کے نشے میں اس قدر دھت ہو گیا کہ اس نے خود ہی اپنے بارے میں بتانا شروع کر دیا تھا کہ وہ اصل میں کیا ہے اور کس طرح اپنے عہدے کا ناجائز فائدہ اٹھا رہا ہے اور اس نے پاکیشیا کے تمام سائنس دانوں اور لیبارٹروں کی خفیہ فائلوں کی کاپیاں بنا رکھی ہیں جنہیں وہ وقتاً فوقتاً غیر ملکی ایجنٹس کو فروخت کر دیتا تھا۔ میں اس کی باتیں سن کر دنگ رہ گیا تھا۔ میں چاہتا تو اسے اسی وقت ہلاک کر سکتا تھا اور اس کی باتیں ریکارڈ کر کے اسے قانون کے حوالے بھی کر سکتا تھا لیکن پھر مجھے خیال آیا کہ سرفراز شیرازی جیسے اس ملک میں نہ جانے کتنے غدار ہوں گے جو بظاہر ملک کے خیر خواہ مگر حقیقت میں ملک و قوم کے غدار ہوں گے۔ اس لئے میں نے ان سب افراد کے گرد موت کا جال پھیلانے کا سوچ لیا اور یہ سب باتیں ذہن میں رکھ کر خفیہ طور پر ایسی ایجادات کرنے لگا کہ میں کسی کے علم میں آئے بغیر ان افراد تک پہنچوں اور انہیں خاموشی سے ہلاک کر دوں۔ میں اپنے کام میں مگن رہا اور میں نے ایک نہیں کئی ایجادات کر ڈالیں۔ ان ایجادات کے ساتھ ساتھ میں خفیہ طور پر کرپٹ افراد کے بارے میں معلومات بھی حاصل کر رہا تھا اور میں ان کا ڈیٹا اپنے پاس محفوظ کرتا جا رہا تھا اور تمہیں یہ سن کر یقیناً حیرانی ہو گی کہ پاکیشیا کا آوے کا آوا ہی بگڑا ہوا ہے۔ ہر محکمے اور ہر بڑی سطح پر کرپٹ افراد موجود ہیں ان میں سے بہت

سے ایسے افراد بھی ہیں جو اندر ہی اندر ملک کی جڑیں کھوکھلی کر رہے ہیں اور جن کی وجہ سے ملک بدحال سے بدحال ہوتا جا رہا ہے۔ یہ سمجھ لو کہ میں نے ہزاروں افراد کا پتہ چلایا ہے جن میں سے گنتی کے چند افراد کو چھوڑ کر سب ہی کسی نہ کسی جرم میں ملوث ہیں۔ کرپشن کی اتنی تعداد کے بارے میں جان کر میں دنگ رہ گیا تھا۔ اس لئے میرا ارادہ اور زیادہ پختہ ہو گیا کہ میں ایک ایک کر کے نہ صرف انہیں بے نقاب کروں گا بلکہ انہیں ہلاک بھی کر دوں گا۔ میں نے جن افراد کا احاطہ کیا تھا ان میں وہ افراد سرفہرست تھے جنہیں میں ہلاک کر چکا ہوں۔ میں چونکہ اپنی ایجادات مکمل کر چکا تھا اس لئے میں نے ان تمام افراد کی الگ الگ کیٹیگری بنا دی جن میں یہ چھ افراد میری پہلی لسٹ میں شامل تھے۔ پہلے میں نے سوچا تھا کہ میں انہیں خاموشی سے ہلاک کرتا رہوں گا اور کسی کے کانوں کان خبر نہیں ہو گی۔ لیکن پھر میں نے سوچا کہ انہیں اس طرح ہلاک کرنے سے کچھ نہیں ہو گا انہیں ہلاک کرنے کے لئے میں کوئی نیا اور انوکھا طریقہ استعمال کروں گا تو اس سے نہ صرف میری شہرت میں اضافہ ہو گا بلکہ دوسرے کرپٹ اور ملک دشمن عناصر پر بھی میری طاقت کا رعب بیٹھ جائے گا اور ملک سے جرائم کی شرح خود بخود کم ہوتی چلی جائے گی۔ چنانچہ میں نے خود کو ٹائم کلر بنانے کا فیصلہ کر لیا اور پھر میں نے خود سمیت سات افراد کے نام منتخب کئے جن میں پہلا نام میرا تھا۔ ان سب کو چونکہ میں نے ہلاک کرنا تھا اس لئے

میں اپنا کوئی نشان نہیں چھوڑنا چاہتا تھا تاکہ کوئی مجھ تک نہ پہنچ سکے۔ اس لئے میں نے پہلے نمبر پر خود کو ہی ہلاک کرنے کا سوچا تھا۔ اب یہ الگ بات ہے کہ ہارڈ روم میں تمہیں جس لاش کے ٹکڑے ملے تھے وہ میری نہیں بلکہ ایک ایسی لاش کے تھے جسے میں قبرستان سے نکال کر لایا تھا۔ وہ لاش حال میں ہی دفنائی گئی تھی اس لئے اس کی رگوں میں خون جما ہوا نہیں تھا۔ میں نے اسے دھماکے سے اڑا دیا تھا تاکہ کسی کو یہ شک نہ ہو سکے کہ ہلاک ہونے والا میں نہیں بلکہ کوئی اور ہے۔ اس لاش کے ٹکڑے میرے تھے یا نہیں اس کا پتہ صرف اسی صورت میں چلایا جا سکتا تھا جب اس کا ڈی این اے ٹیسٹ کرایا جاتا اور کسی کا دھیان اس طرف نہ جائے اس لئے میں نے پاکیشیا کی تمام فورسز کو الجھانے کا فیصلہ کر لیا۔ دوسری فورسز سے زیادہ مجھے تم سے اور پاکیشیا سیکرٹ سروس سے خطرہ ہو سکتا تھا اس لئے میں نے جان بوجھ کر میڈیا میں کوڈز بتانے شروع کر دیئے تھے۔ مجھے یقین تھا کہ تم جیسا ذہین آدمی بھی ان کوڈز کے چکروں میں الجھا رہے گا اور تمہارے دماغ میں بھی یہ بات نہیں آئے گی کہ میری لاش کے ٹکڑوں کا ڈی این اے ٹیسٹ کرایا جائے۔ تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو مزید الجھائے رکھنے کے لئے میں جان بوجھ کر ایسے کلیو چھوڑ رہا تھا تاکہ تم سب کریمنلز گروپس کے پیچھے بھاگتے رہو۔ اس کا مجھے یہ فائدہ ہوتا کہ تم بھاگ دوڑ بھی کرتے رہتے اور ملک سے جرائم پیشہ افراد کا بھی

خاتمہ ہوتا رہتا۔ میں جیسا چاہتا تھا تم سب ویسا ہی کر رہے تھے۔ تمہاری ذہانت کا مجھے بخوبی اندازہ تھا اس لئے میں نے جان بوجھ کر تمہیں پرنس میکارلو کی طرف بھیجا تھا اور جب تم اپنے ساتھی کے ساتھ پرنس میکارلو کے پاس گئے تھے تو میں نے وہاں پرنس میکارلو اور اس کے آر ڈی گروپ کو ہلاک کر کے تمہیں اور زیادہ الجھن اور پریشانی میں ڈال دیا تھا اور میں بتا چکا ہوں کہ میں یہی چاہتا تھا کہ تم ان معاملات میں اس بری طرح سے الجھے رہو کہ تمہیں میرے بارے میں کوئی خیال تک نہ آئے کہ ان معاملات میں میرا ہاتھ بھی ہو سکتا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ میں نے دوسرے رخ پر بھی سوچا تھا۔ میں نے ان کوڈز میں جان بوجھ کر اپنا نام چھپایا تھا۔ میں یہ بھی جاننا چاہتا تھا کہ تم کس حد تک اپنی ذہانت کا استعمال کرتے ہو۔ میں نے تمہیں جن الجھنوں میں ڈالا تھا کیا ان الجھنوں کے باوجود تم ان کوڈز کو حل کر سکتے ہو یا نہیں۔ اگر تم میرا نام جان بھی لیتے تو اس سے مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا تھا۔ تم میرے لئے لامحالہ یہاں آتے اور میں نے تمہیں اپنی گرفت میں لینے کا تمام انتظام کر رکھا تھا۔ میں چاہتا تو یہ تھا کہ تم جیسا ملک وقوم کا خیر خواہ زندہ رہے اور جس طرح ملک وقوم کے لئے کام کر رہا ہے کرتا رہے۔ لیکن اگر تم مجھ تک پہنچ جاتے تو پھر مجھے اپنے بارے میں سوچنا تھا اس لئے میں نے اس عمارت میں تمہاری ہلاکت کا انتظام کر دیا تھا کہ تم اگر یہاں آؤ تو تم مجھ تک پہنچنے سے پہلے ہی ہلاک

ہو جاؤ۔ لیکن تم نے ان تمام انتظامات کو ہی ختم کر دیا تھا اور عمارت کے اندر گھسنے میں بھی کامیاب ہو گئے تھے اس لئے میں نے سوچا کہ پہلے تم سے یہ جان لوں کہ تمہیں میرے بارے میں کیسے پتہ چلا ہے پھر اطمینان سے تمہارا خاتمہ کر دوں گا۔ یہی وجہ ہے کہ تم اور تمہارے چاروں ساتھی ابھی تک زندہ ہیں ورنہ تمہیں اور تمہارے شاگرد ٹائیگر کو تو میں اسی وقت ہلاک کر سکتا تھا جب تم دونوں پرنس میکارلو کے تہہ خانے میں بے ہوش پڑے ہوئے تھے“...... پروفیسر کاشف جلیل نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

”تو یہ سب آپ نے ملک کو جرائم سے پاک کرنے کے لئے کیا ہے“...... ساری باتیں سن کر عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ پاکیشیا میں بیرونی مداخلت سے زیادہ اندرونی خطرات زیادہ ہیں۔ باہر سے حملہ کرنے والی فورسز چھپ کر نہیں آتیں اور ان کا مقابلہ بھی کیا جا سکتا ہے لیکن ملک کے اندر جو ملک دشمن عناصر موجود ہیں وہ تو اندر ہی اندر سے ملک کو نقصان پہنچاتے ہیں اور وہ قانون سے بھی چھپے رہتے ہیں اور جو قانون کی گرفت میں آتے ہیں وہ بھی قانون کے ساتھ مل کر قانون کی دھجیاں اڑانا شروع کر دیتے ہیں جن میں سپرنٹنڈنٹ جیل جیسے کریمنلز بھی ہیں اس لئے میں ان سب کو ختم کر دینا چاہتا ہوں۔ میں نہیں چاہتا تھا کہ ان افراد کے بارے میں قانون حرکت میں آئے۔ قانون کے

ہاتھوں وہ اگر گرفتار ہو بھی جاتے تو ان پر مقدمات چلتے رہتے اور وہ مقدمات اتنا عرصہ چلتے کہ ان کی جگہ دوسرے افراد آ جاتے اور یہ سلسلہ کسی طرح سے ختم ہی نہ ہوتا جبکہ ٹائم کلر کے ہاتھوں ایسے افراد ہلاک ہوتے تو ان جرائم کرنے والے افراد کے دلوں میں خوف پیدا ہو جاتا اور وہ اس بات سے ڈرتے رہتے کہ وہ جو بھی جرم کریں گے اس کے بارے میں ٹائم کلر کو پتہ چل جائے گا اور ٹائم کلر موت بن کر کب ان کے سر پر پہنچ جائے اس کا انہیں خود بھی پتہ نہیں چلے گا“...... پروفیسر کاشف جلیل نے کہا۔

”آپ کی سوچ تو بہت اچھی ہے۔ ہمارے ملک میں واقعی حد سے زیادہ جرائم کرنے والے موجود ہیں اور ان میں سے بہت سے ایسے افراد ہیں جو چھپے رستم بنے ہوئے ہیں اور ایسے ایسے جرائم کر جاتے ہیں جن کا کوئی تصور بھی نہیں کر سکتا۔ ملک سے جرائم کا خاتمہ ہو جائے اس سے اچھی اور کیا بات ہو سکتی ہے۔ لیکن جس طرح سے آپ نے یہ سب کیا ہے یہ اسلامی نقطہ نظر اور قانون سے بالاتر ہے اس لئے آپ اگر یہ کہیں کہ آپ جرائم پیشہ افراد کو خاموشی سے ہلاک کر کے نیکی کا کام کر رہے ہیں تو میں آپ کے ان خیالات کی شدید مخالفت کروں گا۔ اسلام اور ملک کا قانون کسی طور پر بھی یہ اجازت نہیں دیتا ہے کہ کسی بھی گناہ گار کو صفائی کا موقع دیئے بغیر فوری طور پر ہلاک کر دیا جائے۔ آپ ایک ذہین اور پاکیشیا کے عظیم سائنس دان ہیں اور آپ نے واقعی ملک و قوم

کے لئے بہت کچھ کیا ہے۔ آپ نے جو نئی ایجادات کی ہیں اگر وہ ایجادات بھی آپ ملک کے حوالے کر دیتے تو اس سے ملک کی ترقی میں اور زیادہ اضافہ ہو سکتا تھا ان ایجادات کے بل پر قانون بھی تو حرکت میں آ سکتا تھا اور ان افراد کو کٹہرے تک پہنچایا جا سکتا تھا جو سائلنٹ کرائم کرنے میں مصروف تھے۔ لیکن آپ نے خود ہی جسٹس بن کر سب کی موت کا فیصلہ کیا تھا یہ غلط ہے سراسر غلط اور میں کسی غلط شخصیت کا ساتھ نہیں دے سکتا''...... عمران نے سنجیدہ اور انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

''تو کیا تم مجھے ہلاک کرو گے یا پھر مجھے پکڑ کر قانون کے حوالے کر دو گے''...... پروفیسر کاشف جلیل نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

''ہلاک تو میں نہیں کروں گا لیکن چونکہ آپ نے جرم کئے ہیں اس لئے میں آپ کو چھ بلکہ آپ سمیت سات افراد کے قتل کے جرم میں گرفتار ضرور کروں گا اور آپ کو قانون کے حوالے کر دوں گا اور ملک کا قانون آپ کو جو سزا دے گا وہ اس کی صوابدید پر ہو گا''...... عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

''تم میری گرفت میں ہو اور اس کے باوجود تم مجھے گرفتار کرنے کا دعویٰ کر رہے ہو بہت خوب۔ تمہارے کانفیڈنس کی مجھے واقعی تمہیں داد دینی پڑے گی''...... پروفیسر کاشف جلیل نے ہنس کر کہا۔

''اس کے لئے میں آپ کا شکریہ ضرور ادا کروں گا''...... عمران نے مسکرا کر کہا۔

''ہونہہ۔ اب سب کچھ کلیئر ہو چکا ہے اس لئے اب تم سب چھٹی کرو۔ میں تمہیں ہلاک کرنے کے بعد ان افراد کا بھی احاطہ کروں گا جو میرے بارے میں جان چکے ہیں''...... پروفیسر کاشف جلیل نے کہا۔

''تو اب آپ بے گناہ افراد کو بھی ہلاک کریں گے''...... عمران نے کہا۔

''خود کو چھپانے اور ٹائم کلر کو زندہ رکھنے کے لئے مجھے یہ سب کرنا ہی پڑے گا اور اس کے ذمہ دار صرف تم ہو۔ اگر تم میرے بارے میں چیف اور سر سلطان کو نہ بتاتے اور یہاں نہ آتے تو تم یقیناً زندہ رہتے''...... پروفیسر کاشف جلیل نے منہ بنا کر کہا۔

''کسی نے سچ ہی کہا ہے کہ شیر کے منہ کو جب خون لگ جاتا ہے تو چھوٹے نہیں چھوٹتا''...... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

''ہاں۔ میں شیر ہوں۔ ایسا شیر جو اس ملک کے چھوٹے سے چھوٹے جرم کو بھی ختم کر دینا چاہتا ہے اور اس کے لئے مجھے جس کی بھی ہڈیاں چبانی پڑیں میں ضرور چباؤں گا۔ ایک دن ایسا آئے گا جب اس ملک میں معمولی چوری کرنے والا مجرم بھی نہیں رہے گا اور یہ ملک ہر قسم کے جرائم سے ہمیشہ کے لئے پاک ہو جائے گا۔ پاک پاکیشیا''...... پروفیسر کاشف جلیل نے بڑے عزم بھرے لہجے میں کہا۔

''کاش کہ کبھی ایسا ہو''...... عمران نے ایک طویل سانس بھر کر

کہا۔

"ایسا ہی ہو گا۔ لیکن افسوس کہ تم اس وقت تک زندہ نہیں رہ سکتے"...... پروفیسر کاشف جلیل نے کہا۔

"آپ کے تو دونوں ہاتھ خالی ہیں۔ کیا آپ ہمارے گلے گھونٹ کر ہمیں ہلاک کریں گے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"گھبراؤ نہیں۔ میں نے تمہیں ہلاک کرنے کا تمہارے شایان شان انتظام کر رکھا ہے"...... پروفیسر کاشف جلیل نے مسکرا کر کہا۔

"کیسا انتظام"...... عمران نے پوچھا۔

"تم جن کرسیوں پر بیٹھے ہوئے ہو یہ فولادی کرسیاں ہیں اور ان کرسیوں کے ساتھ الیکٹرک وائرز لگی ہوئی ہیں۔ میں ایک سوئچ آن کروں گا تو ان کرسیوں میں گیارہ ہزار وولٹ کرنٹ دوڑ جائے گا اور پھر تمہارا اور تمہارے ساتھیوں کا کیا انجام ہو گا شاید مجھے یہ بتانے کی ضرورت نہیں ہے"...... پروفیسر کاشف جلیل نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"ہاں واقعی آپ کو یہ بتانے کی ضرورت نہیں ہے۔ گیارہ ہزار کے وی سے تو ہماری لاشیں تک جل کر سیاہ ہو جائیں گی"۔ عمران نے کہا۔

"اب بس۔ اب تم سب مرنے کے لئے تیار ہو جاؤ"۔ پروفیسر کاشف جلیل نے کہا۔

"تیار ہونے کے لئے ہمیں سوٹ اور بوٹ دے دیں ہم بس چند منٹوں میں تیار ہو جائیں گے"...... عمران نے مسکرا کر کہا اور پروفیسر کاشف جلیل اسے گھور کر دیکھنے لگے۔

"موت کا سن کر شاید تمہارے دماغ میں خلل آ گیا ہے اسی لئے تم احمقانہ باتیں کر رہے ہو"...... پروفیسر کاشف جلیل نے منہ بنا کر کہا۔

"خلل میرے دماغ میں نہیں آپ کے دماغ میں ہے جناب"...... عمران نے اسی انداز میں کہا۔

"میرے دماغ میں۔ کیا مطلب۔ میرے دماغ میں کیا خلل ہو سکتا ہے"...... پروفیسر کاشف جلیل نے حیران ہو کر کہا۔

"چھوڑیں۔ آپ نے اب ہمیں ہلاک کرنے کا سوچ ہی لیا ہے تو مرنے سے پہلے میری آخری خواہش نہیں پوچھیں گے"۔ عمران نے کہا۔

"تم میرے ذہین شاگرد رہ چکے ہو اور تم نے میری ایجادات کے سلسلے میں بہت مدد کی ہے اس لئے میں تمہیں یہ موقع ضرور دوں گا کہ تمہاری آخری خواہش پوری کر سکوں۔ بولو کیا ہے تمہاری آخری خواہش"...... پروفیسر کاشف جلیل نے کہا۔

"پہلے یہ بتائیں کہ آپ کی ایجادات کیا ہیں اور آپ نے خود سمیت جن افراد کو ہلاک کیا تھا وہ کیسے اور کن ایجادات سے کیا تھا"...... عمران نے پوچھا تو پروفیسر کاشف جلیل بے اختیار ہنس پڑا

جیسے وہ عمران کی کم عقلی پر ہنسا ہو۔

''میں نے ایک ٹرانسمٹ ٹیوب بنائی ہے۔ اس ٹیوب کے ذریعے میں ایک جگہ سے دوسری جگہ ٹرانسمٹ ہو کر کہیں بھی پہنچ سکتا ہوں چاہے وہ جگہ زمین کے اندر ہو یا باہر، ریگستان ہو یا سمندر یا آسمان۔ دنیا کی کوئی جگہ ایسی نہیں ہے جہاں میں ٹرانسمٹ ٹیوب میں ایک کرسی پر بیٹھ کر نہ پہنچ سکوں اور اسی کرسی کی مدد سے میں کسی بھی جگہ سے دوبارہ ٹرانسمٹ ہو کر واپس اسی جگہ آ سکتا ہوں۔ اس کے علاوہ میں نے ریڈ بالز بھی تخلیق کیے ہیں۔ یہ ریڈ بالز انسانی خون کے ریڈ سیلز جیسے ہوتے ہیں اور انسانی جسم میں داخل ہو کر ریڈ سیلز کے ساتھ مل جاتے ہیں جن کے بارے میں دنیا کا کوئی آلہ پتہ نہیں لگا سکتا۔ ان ریڈ بالز سے میں کسی بھی انسان کو بالکل اس طرح سے اپنے تابع کر سکتا ہوں جیسے کوئی ہپنا ٹاکسٹ اپنے کسی معمول کو اپنی ٹرانس میں کر لیتا ہے۔ اس کے لئے وہ ریڈ بالز مجھے کنٹرول کر کے انسانی دماغ تک پہنچانے ہوتے ہیں۔ ان ریڈ بالز میں میگنٹ ریز کے ساتھ ساتھ مائیکرو مائیک اور مائیکرو سپیکر بھی لگے ہوتے ہیں جن سے میں یہاں بیٹھ کر دوسروں کے دماغوں تک رسائی حاصل کر لیتا ہوں اور میں ان سے اپنی مرضی کے کام کرا سکتا ہوں۔ اس کے علاوہ ان ریڈ بالز میں، میں نے مائیکرو بلاسٹرز بھی لگائے ہوئے ہیں۔ میں ان کے ذریعے کسی کے جسم کے ٹکڑے بھی اڑا سکتا ہوں۔ کسی کا دل بھی بلاسٹ کر سکتا

ہوں اور کسی کی دماغی رگ بھی ڈیچ کر سکتا ہوں۔ یہ ریڈ بالز انسان کے جسم میں کھانے پینے کی چیزوں میں منہ کے ذریعے بھی ڈالے جا سکتے ہیں اور انجکشن لگا کر بھی اور ان ریڈ بالز سے نکلنے والی میگنٹ ریز سے میں انہیں مسلسل لائیو مانیٹر بھی کر سکتا ہوں۔ یہ چونکہ خالصتاً میرے ایجاد کردہ ہیں اس لئے میں جانتا ہوں کہ پاکیشیا تو کیا پوری دنیا میں ایسا کوئی سائنسی آلہ موجود نہیں ہے جو ان ریڈ بالز کا پتہ چلا سکے۔ تم نے سرفراز شیرازی سمیت مختلف افراد کی جسمانی چیکنگ کی تھی اور یہ جاننے کی کوشش کی تھی کہ کہیں ان کے جسموں میں کوئی ڈیوائس یا چپ نہ لگی ہو لیکن تمہیں کچھ نہیں ملا تھا۔ تم ان ریڈ بالز کے بارے میں کچھ نہیں جانتے تھے اس لئے تمہیں ان کے بارے میں کچھ بھی معلوم نہیں ہو سکا تھا۔ میں نے اپنے جو ٹارگٹ ہٹ کئے تھے وہ زیادہ تر انہی ریڈ بالز سے ہی ہٹ ہوئے تھے۔ تمہارے ڈیڈی سر عبدالرحمٰن کے جسم میں بھی وہ ریڈ بالز موجود ہیں اس لئے میں نے ہی ان کے دماغ پر قبضہ کر کے ان کے ہاتھوں سرفراز شیرازی کو قتل کرایا تھا۔ تمام افراد کو ہلاک کرنے میں ریڈ بالز کا ہی عمل دخل تھا البتہ تمہارے چیف نے جس سپرنٹنڈنٹ جیل شیخ کرامت کو دانش منزل کے جس ڈارک روم میں قید کر رکھا تھا وہاں تم نے شیخ کرامت کے جسم کے ساتھ ایک ایسا آلہ لگا دیا تھا جس سے اس کے جسم میں موجود ریڈ بالز سے صرف میگنٹ ریز نکل رہی تھیں جس سے میں اسے مانیٹر کر سکتا تھا لیکن

اسے ہلاک کرنے کے لئے میں ریڈ بالز کو ایکٹیویٹ نہیں کر سکا تھا اس لئے اسے ہلاک کرنے کے لئے مجھے ٹرانسمٹ ٹیوب کا سہارا لینا پڑا تھا اور میں ٹیوب کے ذریعے مخصوص کرسی پر ٹرانسمٹ ہو کر وہاں پہنچا تھا اور میں نے اسے اپنے ہاتھوں سے ہلاک کر دیا تھا اور پھر اسی کرسی پر میں ٹرانسمٹ ہو کر واپس آ گیا تھا اور ہاں ملٹری انٹیلی جنس کے چیف کرنل واسطی نے جو انتظامات کئے تھے وہ اتنے زیادہ تو نہیں تھے لیکن میں چونکہ ہر قتل کو ایک نیا رنگ اور نیا انداز دینا چاہتا تھا اس لئے ساجد انصاری کو بھی ہلاک کرنے کے لئے میں خود ہی وہاں گیا تھا اور چونکہ ریڈ بالز کی وجہ سے میں ارد گرد کا ماحول بھی چیک کر سکتا تھا اور ان بالز سے مجھے حفاظتی انتظامات کا بھی پتہ چل جاتا تھا اس لئے مجھے یہ معلوم کرنے میں مشکل نہیں ہوئی تھی کہ ملٹری انٹیلی جنس کا خفیہ تہہ خانہ اور زیرو روم کہاں ہے اور ان راستوں کو کن کوڈز سے کھولا جا سکتا ہے۔ میں ٹرانسمٹ ٹیوب سے وہاں پہنچا اور میں نے ایک گیس سے وہاں کرنل واسطی کو بے ہوش کیا اور پھر میں انہی راستوں سے ہوتا ہوا زیرو روم میں پہنچ گیا جہاں ساجد انصاری موجود تھا۔ میں نے اس کا خاتمہ کیا اور جان بوجھ کر وہ تمام راستے کھلے چھوڑ کر واپس آ گیا تا کہ کم از کم تمہارے سر درد میں اضافہ ہو سکے کہ ان خفیہ راستوں کے کوڈز کا کسی دوسرے کو کیسے پتہ چل سکتا ہے“...... پروفیسر کاشف جلیل نے آخری الفاظ مسکراتے ہوئے کہے تو جواب میں عمران بھی مسکرا دیا۔

”اور یہ نمبر ہیک کرنے والا سسٹم“...... عمران نے پوچھا۔

”میں نے ایک ایسی ڈیوائس بھی بنا رکھی ہے جس سے میں ہر خاص و عام کے فون نمبر چیک بھی کر سکتا ہوں اور ان نمبروں کو ہیک بھی کر سکتا ہوں۔ اس سسٹم سے میں ان افراد کے بارے میں بھی آسانی سے جان سکتا ہوں جو کسی نہ کسی طور پر جرم کرتے رہتے ہیں۔ ایسے ہی میں نے اور بھی کئی آلات بنا رکھے ہیں جن سے میں لاکھوں نہیں تو ہزاروں افراد کی زندگیوں کے بارے میں مکمل تفصیلات جان سکتا ہوں کہ وہ کون ہیں۔ کیا کرتے ہیں اور وہ کن کن جرائم میں ملوث ہو سکتے ہیں“...... پروفیسر کاشف جلیل نے کہا۔

”تو کیا آپ اب بھی یہ ٹائم کلر والا چکر برقرار رکھنا چاہتے ہیں“...... اس بار جولیا نے پوچھا۔

”ہاں۔ اب مجھے اس کام میں بے حد لطف محسوس ہونا شروع ہو گیا ہے اور تم نے سنا نہیں تمہارے ساتھی عمران نے کیا کہا تھا کہ شیر کے منہ کو جب خون لگ جائے تو کیا ہوتا ہے“...... پروفیسر کاشف جلیل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”آپ کا کیا خیال ہے کیا میں یہ سب کچھ جاننے کے بعد آپ کو مزید ہلاکتیں کرنے کا موقع دوں گا“...... عمران نے کہا تو پروفیسر کاشف جلیل چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگا۔

”کیا مطلب۔ تم مجھے روکنا چاہتے ہو۔ لیکن کیسے۔ تم مرنے

کے بعد مجھے کیسے روک سکتے ہو“...... پروفیسر کاشف جلیل نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”مرنے کے بعد نہیں تو مرنے سے پہلے تو میں یہ کام کر ہی سکتا ہوں“......عمران نے اسی طرح سے مسکراتے ہوئے کہا۔

”بھول کر بھی مت سوچنا کہ میں تمہیں زندہ چھوڑ دوں گا“۔ پروفیسر کاشف جلیل نے کہا اور ساتھ ہی اس نے جیب سے ایک ریموٹ کنٹرول جیسا آلہ نکال لیا جس پر دو بٹن لگے ہوئے تھے۔

”یہ ریموٹ کنٹرول ہے۔ اس میں دو بٹن لگے ہوئے ہیں۔ اس کا ایک بٹن پریس کرنے سے کرسیوں میں گیارہ ہزار وولٹ کرنٹ دوڑ جائے گا اور تم اور تمہارے ساتھی یہیں جل کر بھسم ہو جائیں گے“...... پروفیسر کاشف جلیل نے سفاکی سے کہا۔

”اور دوسرا بٹن کس لئے ہے یہ بھی بتا دیں“......عمران نے اسی طرح سے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

”دوسرا بٹن ظاہر ہے کرنٹ آف کرنے کے لئے ہے“۔ پروفیسر کاشف جلیل نے کہا۔

”تو پھر ایسا کریں کہ آپ کرنٹ آن کرنے والے بٹن کی بجائے دوسرا بٹن پریس کر دیں“...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”دوسرا بٹن۔ کیوں۔ میرا دماغ خراب ہے جو میں دوسرا بٹن پریس کروں گا“...... پروفیسر کاشف جلیل نے منہ بنا کر کہا۔

”جی ہاں۔ میں نے آپ سے کہا تو تھا کہ آپ کے دماغ میں خلل ہے“......عمران نے اسی انداز میں کہا اور پروفیسر کاشف جلیل سمیت عمران کے ساتھی بھی عمران کی جانب عجیب سی نظروں سے دیکھنے لگے جیسے انہیں سمجھ نہ آ رہا ہو کہ عمران کیا کہنا یا کیا کرنا چاہتا ہے۔

”تم کہنا کیا چاہتے ہو“...... پروفیسر کاشف جلیل نے اسے تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

”میں کہنا نہیں کچھ کرنا چاہتا ہوں استاد محترم“......عمران نے اسی انداز میں کہا۔

”کیا کرنا چاہتے ہو تم۔ بولو“...... پروفیسر کاشف جلیل نے کہا اور ساتھ ہی اس نے ریموٹ کنٹرول کے بٹن پر انگلی رکھ دی جس سے فولادی کرسیوں میں گیارہ ہزار وولٹ دوڑ سکتا تھا۔

”ایک منٹ۔ میں اپنی آنکھیں بند کر لیتا ہوں۔ پھر آپ ایزی ہو کر بٹن پریس کر دیں“...... عمران نے کہا اور اس نے واقعی آنکھیں بند کر لیں۔

”ہونہہ۔ میں تمہاری کسی احمقانہ باتوں میں آنے والا نہیں ہوں۔ بس اب تم چھٹی کرو“...... پروفیسر کاشف جلیل نے کہا اور پھر اس نے اچانک ریموٹ کنٹرول کا بٹن انگوٹھے سے پریس کر دیا۔ انہیں بٹن پریس کرتے دیکھ کر جولیا اور اس کے ساتھیوں کے رنگ بدل گئے تھے۔ وہ جس بری طرح سے کرسیوں سے بندھے

ہوئے تھے۔ وہ ان رسیوں کو ابھی تک کھول نہیں سکے تھے۔ پروفیسر کاشف جلیل نے انہیں جس بری طرح سے باندھ رکھا تھا وہ ان رسیوں کو کاٹنے کے لئے اپنے ناخنوں میں چھپے ہوئے بلیڈز بھی استعمال نہیں کر سکتے تھے اور یہی حال عمران کا بھی تھا وہ بھی نہ رسیاں کاٹ سکا تھا اور نہ رسیاں ڈھیلی کر سکا تھا اس لئے بٹن پریس ہوتے ہی ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ ان کرسیوں میں واقعی پروفیسر کاشف جلیل کے کہنے کے مطابق گیارہ ہزار کے وی کا کرنٹ دوڑ جاتا اور ان کی لاشیں بھی جل کر سیاہ ہو جاتیں لیکن ایسا نہیں ہوا تھا۔ ان میں سے کسی کی کرسی میں کرنٹ نہیں آیا تھا۔

”کک۔ کک۔ کیا مطلب۔ میں یہ بٹن پریس کر رہا ہوں پھر کرسیوں میں کرنٹ کیوں نہیں آ رہا ہے“...... پروفیسر کاشف جلیل نے حیرت زدہ انداز میں ہکلاتے ہوئے کہا اور زور زور سے بٹن پریس کرنے لگا۔

”جن کے دماغ میں خلل ہوتا ہے وہ آن کرنے والے بٹن کی بجائے آف کرنے والا بٹن پریس نہیں کرتے“...... عمران نے آنکھیں کھولے بغیر مسکراتے ہوئے کہا۔

”آف کرنے والا بٹن۔ کک۔ کک۔ کیا مطلب۔ میں آف کرنے والا بٹن کیسے پریس کر سکتا ہوں۔ اوہ اوہ“...... پروفیسر کاشف جلیل نے حیرت زدہ لہجے میں کہا اور پھر وہ یہ دیکھ کر بے اختیار اچھل پڑا کہ وہ واقعی آن کرنے والے بٹن کی جگہ آف کرنے

والا بٹن پریس کر رہا تھا۔ اس کا انگوٹھا تیزی سے آن کرنے والے بٹن کی جانب گیا لیکن اس سے پہلے کہ وہ بٹن پریس کرتا اس نے اچانک بوکھلا کر ریموٹ کنٹرول نیچے پھینک دیا جیسے کرسیوں کی بجائے الٹا ریموٹ کنٹرول میں کرنٹ دوڑ گیا ہو۔ اسی لمحے ان سب نے پروفیسر کاشف جلیل کے جسم کو ایک زور دار جھٹکا لگتے دیکھا۔

”پروفیسر کاشف جلیل۔ تم میری ٹرانس میں ہو۔ اب میں جو کہوں گا تم وہی کرو گے“...... اچانک کمرے میں عمران کی گونج دار آواز ابھری اور وہ چونک کر عمران کی جانب دیکھنے لگے جس کی آنکھیں بند تھیں اور اس کا چہرہ ٹماٹر کی طرح سرخ ہو رہا تھا۔

”ہاں۔ میں تمہاری ٹرانس میں ہوں۔ تم جو کہو گے میں وہی کروں گا“...... جواب میں پروفیسر کاشف جلیل نے جیسے اندھے کنویں کے اندر سے بولتے ہوئے کہا اور جولیا اور اس کے ساتھیوں کو یہ سمجھنے میں دیر نہیں لگی کہ عمران نے پروفیسر کاشف جلیل کو اپنی ٹرانس میں لے لیا ہے۔

عمران نے آنکھیں بند کرتے ہی پروفیسر کاشف جلیل کو اپنی ٹرانس میں لے لیا تھا یہی وجہ تھی کہ وہ کرسیوں میں کرنٹ دوڑانے والے بٹن کو دبانے کی بجائے آف کرنے والا بٹن پریس کر رہا تھا اور پھر اس سے پہلے کہ وہ دوسرا بٹن پریس کرتا عمران نے اس کے ہاتھ سے ریموٹ کنٹرول ہی گرا دیا تھا۔

"اب تم آگے بڑھو اور ہمیں رسیوں سے آزاد کر دو"...... عمران نے کہا تو پروفیسر کاشف جلیل میکانکی انداز میں حرکت میں آیا اور آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا ہوا عمران کے قریب آ گیا پھر وہ عمران کی کرسی پر جھکا اور اس نے عمران اور اس کی کرسی کے گرد بندھی ہوئی رسیاں کھولنا شروع کر دیں۔ کچھ ہی دیر میں عمران کرسی سے آزاد ہو چکا تھا۔ عمران کے حکم پر پروفیسر کاشف جلیل نے باقی سب کی بھی رسیاں کھول دی تھیں اور عمران کے حکم پر وہ کمرے کی ایک دیوار کے پاس یوں جا کر کھڑا ہو گیا تھا جیسے وہ بے جان بت ہو۔

"تو آپ اب تک اسی لئے خاموش بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ پروفیسر صاحب کو اپنی ٹرانس میں لے سکیں"...... کیپٹن شکیل نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تو اور میں کیا کرتا۔ پروفیسر صاحب نے تو ہمیں ہلاک کرنے کا یہاں پورا پورا انتظام کر رکھا تھا۔ انہوں نے میرے ہاتھ پاؤں اس بری طرح سے باندھ رکھے تھے کہ میں نہ رسیوں کو ڈھیلی کر سکتا تھا اور نہ ناخنوں میں چھپے ہوئے بلیڈوں سے کاٹ سکتا تھا۔ اگر میں انہیں اپنی ٹرانس میں نہ لیتا تو اب تک یہاں ہماری جلی ہوئی لاشیں ہی پڑی ہوتیں"...... عمران نے کہا۔

"حیرت ہے۔ تم نے پروفیسر کاشف جلیل کو اس قدر آسانی سے کیسے اپنی ٹرانس میں لے لیا تھا کہ اسے پتہ ہی نہیں چل سکا کہ اس کے ساتھ کیا ہوا ہے"...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں نے ٹیلی پیتھی کے ذریعے ان کے دماغ میں رسائی حاصل کی تھی اور میں یہ کام بہت پہلے ہی کر چکا تھا اس لئے میں وقت کا انتظار کر رہا تھا تاکہ یہ سب کچھ خود مجھے بتائیں کہ یہ کون ہیں اور ٹائم کلر کیوں بنے تھے"...... عمران نے کہا۔

"پروفیسر کاشف جلیل کی ایجادات واقعی یونیک اور انتہائی حیران کن ہیں۔ ان ایجادات سے تو بہت فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے"۔ صفدر نے کہا۔

"ہاں۔ اگر یہ ایجادات پروفیسر صاحب خود ہی حکومت کے حوالے کر دیتے تو جرائم کی شرح ختم کرنے کے لئے ان کا نام تاریخ میں سنہری حروف میں لکھا جاتا لیکن یہ سچ ہے کہ جب انسان بوڑھا ہو جاتا ہے تو وہ سٹھیا جاتا ہے اور سٹھیایا ہوا انسان کیا کر دے یہ کوئی نہیں سمجھ سکتا"...... عمران نے کہا۔

"تم بھی تو سٹھیائے ہوئے ہو تمہارا کون سا پتہ چلتا ہے کہ تم کب کیا کر گزرو"...... تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ابھی میں اس عمر میں نہیں پہنچا ہوں کہ سٹھیا جاؤں۔ اگر میں سٹھیا گیا ہوتا تو میں وہ بھی کر گزرتا جو اب تک میں نے نہیں کیا ہے"...... عمران نے کہا۔

"کیا مطلب۔ کیا کرتے تم"...... تنویر نے بھنویں اچکا کر کہا۔

"شادی۔ اور میری شادی کس سے ہوتی یہ تم مجھ سے زیادہ بہتر جانتے ہو"...... عمران نے کہا اور وہ سب بے اختیار کھلکھلا کر ہنس

پڑے جبکہ تنویر اسے تیز نظروں سے گھورنا شروع ہو گیا تھا۔

"اچھا اب پروفیسر کاشف جلیل کا کیا کرنا ہے"...... جولیا نے موضوع بدلتے ہوئے کہا۔

"کرنا کیا ہے۔ میں نے ان میں چابی بھر دی ہے اب انہیں کہیں بھی لے جاؤ یہ انکار تھوڑا ہی کریں گے۔ تم کہو گی تو اب یہ یہیں ہمارا نکاح بھی پڑھا سکتے ہیں"......عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو وہ سب ایک بار پھر ہنس پڑے۔

"پروفیسر صاحب تو قانون کے مجرم ہیں انہیں ہم لے جا کر قانون کے حوالے کر دیں گے پھر وہ جانیں اور قانون جانے لیکن ان کی ایجادات کا کیا ہو گا"......صفدر نے پوچھا۔

"میں سر سلطان اور سر داور کو یہاں بلا کر ان ایجادات کا جائزہ لوں گا اور پھر وہ تمام ایجادات زیرو لیبارٹری میں ٹرانسفر کر دی جائیں گی۔ سر داور ان پر کام کریں گے تاکہ یہ ایجادات بھی پاکیشیا کے مفادات کے لئے کام آ سکیں"......عمران نے کہا۔

"کیا پروفیسر کاشف جلیل یہ سب اکیلے ہی کرتے تھے ان کا کوئی ساتھی یا کوئی گروپ نہیں تھا"...... جولیا نے پوچھا۔

"یہ آل ان ون تھے۔ ان کی ایجادات ہی ان کے ساتھی اور گروپ تھا"......عمران نے کہا۔

"اور ان کا ملازم رحمت بابا۔ کیا وہ جانتے تھے کہ پروفیسر صاحب زندہ ہیں"...... صفدر نے پوچھا۔

"نہیں۔ اس معاملے میں پروفیسر صاحب نے مکمل خاموشی اختیار کر رکھی تھی۔ اپنے سوا وہ کسی پر بھروسہ نہیں کرتے تھے اسی لئے تو انہوں نے رہائش گاہ کے نیچے دو لیبارٹریاں بنا رکھی تھیں۔ ایجادات پوری ہونے کے بعد ایک لیبارٹری انہوں نے ختم کر دی تھی اور اپنی موت کا ڈرامہ رچا کر وہ خود دوسری لیبارٹری میں منتقل ہو گئے تھے اور اس لیبارٹری کے بارے میں رحمت بابا کو کچھ پتہ نہیں تھا"......عمران نے جواب دیا۔

"تم یہاں آتے رہتے تھے کیا تمہیں بھی پتہ نہیں چلا تھا کہ یہاں ایک نہیں دو لیبارٹریاں موجود ہیں"...... جولیا نے کہا۔

"نہیں۔ پروفیسر صاحب نے انتہائی رازداری سے کام لیا تھا انہوں نے مجھے کبھی یہ شک نہیں ہونے دیا تھا کہ ان کے دماغ میں کیا ہے اور وہ کیا کرنا چاہتے ہیں"......عمران نے سنجیدگی سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہ چیف کی ہی ذہانت تھی کہ انہوں نے کوڈز حل کر لئے تھے ورنہ شاید انہیں پروفیسر کاشف جلیل کے بارے میں کبھی پتہ نہ چلتا اور عمران صاحب نے ٹھیک ہی کہا تھا کہ کوڈز میں اپنا نام دے کر پروفیسر کاشف جلیل نے خود ہی اپنے پیرو پر کلہاڑی ماری تھی اگر وہ کوڈز نہ دیتے تو ہمارا ان تک پہنچنا واقعی ناممکن ہو گیا تھا"...... صفدر نے کہا۔

"بہرحال یہ ماننا پڑے گا کہ پروفیسر صاحب واقعی انتہائی جینئس

سائنس دان ہیں۔ انہوں نے جو ایجادات کی ہیں وہ واقعی اپنی مثال آپ ہیں اور ان ایجادات کا پوری دنیا میں کوئی توڑ نہیں ہے"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"ہاں۔ لیکن کاش پروفیسر کاشف جلیل کی ایجادات کی طرح ان کی سوچ بھی مثبت ہوتی"...... عمران نے کہا۔

"پروفیسر کاشف جلیل جن نمبروں سے دوسروں کے نمبر ہیک کرتے تھے اس کے بارے میں پتہ چلا وہ کون سا نمبر تھا"...... جولیا نے پوچھا۔

"وہ پروفیسر کاشف جلیل کا ذاتی نمبر تھا جسے اس نے انٹرنیٹ اور کمپیوٹر کے ایک نئے اور جدید سافٹ ویئر سے لنک کر رکھا تھا اور وہ نمبر سیل فون کے ڈایورڈ سسٹم کے تحت کام کرتا تھا"...... عمران نے جواب دیا۔

"لیکن عمران صاحب آپ نے یہ تو بتایا نہیں کہ رحمت بابا کے سامنے پروفیسر کاشف جلیل نے ٹائم کلر سے بات کی تھی تو وہ کون تھا جو ٹائم کلر بن کر پروفیسر کاشف جلیل بات کر رہا تھا"...... صفدر نے پوچھا۔

"وہ ایک ریکارڈڈ کال تھی۔ پروفیسر کاشف جلیل نے سر عبدالرحمن کا نمبر ہیک کر کے اسے اپنے سسٹم سے لنک کر دیا تھا اور پھر ریکارڈڈ کال آن کر دی تھی۔ چونکہ کاشف جلیل نے خود بات کرنی تھی اس لئے اسے معلوم تھا کہ اسے کب اور کیا کہنا یا پوچھنا

ہے اور رحمت بابا یہی سمجھ رہے تھے کہ پروفیسر صاحب سے باقاعدہ کوئی ٹائم کلر بات کر رہا ہے"...... عمران نے کہا تو وہ سب سمجھ جانے والے انداز میں سر ہلانے لگے۔

"بہرحال یہ اب ہماری گرفت میں ہیں انہوں نے جو کچھ کیا ہے اس کی سزا تو انہیں بھگتنی ہی پڑے گی"...... جولیا نے کہا۔

"یہ تو سزا بھگت لیں گے لیکن اس سزا کا کیا ہو گا جو میں بھگت رہا ہوں"...... عمران نے معصوم سے لہجے میں کہا۔

"سزا۔ تم کون سی سزا بھگت رہے ہو"...... جولیا نے اسے گھور کر پوچھا۔

"کنوارا رہنے کی سزا ساری دنیا میں سب سے بڑی اور سب سے بری سزا ہوتی ہے اور یہ سزا میں صرف اپنے رقیب روسفید کی وجہ سے بھگت رہا ہوں جو کسی طرح سے ہاں کرنے کا نام ہی نہیں لیتا"...... عمران نے سرد آہ بھر کر کہا اور کمرہ ایک بار پھر ان کے کھلکھلاتے ہوئے قہقہوں سے گونج اٹھا۔

ختم شد

جولیا کے پاکیشیا سیکرٹ سروس میں شامل ہونے سے پہلے کے پس منظر میں

650 سے زائد صفحات پر لکھا گیا پہلا خصوصی ناول

خاص نمبر

مکمل ناول

ڈینجرس جولیانا

مصنف ظہیر احمد

کشف ○ جولیا کی ایک سہیلی جس کے ماں باپ کو اس کی آنکھوں کے سامنے ہلاک کر دیا گیا تھا۔ کیوں ——؟

کشف ○ جسے قاتل ہر طرف تلاش کرتے پھر رہے تھے۔ مگر ——؟

جولیا ○ جو اپنی سہیلی کو قاتلوں سے بچانے کے لئے اس کے گھر پہنچی مگر؟

بی ایم ایجنسی ○ ایکریمیا کی ایک ایسی ایجنسی جس میں جولیا، ڈینجرس جولیانا بن کر کام کر چکی تھی۔

کشف ○ جس کے ماں باپ کو ہلاک کرنے والے جولیا کے پرانے ساتھی تھے جن کا تعلق بی ایم ایجنسی سے تھا۔ مگر ——؟

بی ایم ایجنسی ○ جس کا چیف ایک بلائنڈ مارشل تھا۔ جو ہر قیمت پر جولیا کو واپس اپنی ایجنسی میں لے جانا چاہتا تھا۔ کیوں ——؟

بی ایم ایجنسی ○ جنہیں قاتلوں کے روپ میں دیکھ کر جولیا غیظ وغضب میں آ گئی تھی۔ کیوں ——؟

بی ایل فارمولا ○ کیا تھا جس کے لئے جولیا ایکریمیا جا کر لارڈ ایجنسی میں شامل ہونا چاہتی تھی۔

لارڈ ایجنسی ○ ایکریمیا کی ایک رائل ایجنسی، جو ایکریمیا کی سب سے بڑی، فعال اور انتہائی خطرناک ایجنسی تھی۔

ایکسٹو ○ جس نے جولیا کو پاکیشیا سیکرٹ سروس چھوڑنے اور لارڈ ایجنسی میں شامل ہونے کا عندیہ دے دیا۔ کیوں ——؟ کیا چیف تنویر، جولیا اور عمران کا ٹرائی اینگل ختم کرنا چاہتا تھا۔ یا ——؟

جولیا ○ جسے لارڈ ایجنسی میں شامل کرنے کے لئے اس ایجنسی کا لارڈ بے تاب تھا۔ کیوں ——؟

جولیا ○ جو لارڈ ایجنسی میں شامل ہونے کے لئے ایکسٹو کی رضامندی سے گئی تھی لیکن لارڈ نے اسے حقیقتاً اپنی ایجنسی میں شامل کر کے ڈینجرس جولیانا بنا دیا۔ کیا چیف ایکسٹو بھی یہی چاہتا تھا ——؟

ڈینجرس جولیانا ○ جولیا کا ایک خوفناک اور بھیانک روپ۔ جو عمران اور اس کے ساتھیوں کے لئے موت کا روپ تھا۔ کیا واقعی ——؟

ڈینجرس جولیانا ○ جسے اپنے تابع کرنے کے باوجود لارڈ نے اسے مختلف اور خوفناک مرحلوں سے گزارا۔ وہ مراحل کیا تھے ——؟

ڈینجرس جولیانا ○ جسے لارڈ ایجنسی کے ڈی جے گروپ کا چارج دے دیا گیا اور اس گروپ کو عمران اور اس کے ساتھیوں کی ہلاکت کا ٹاسک دے دیا گیا۔ اور پھر ——؟

ڈینجرس جولیانا ○ جو عمران اور اس کے ساتھیوں پر قہر بن کر ٹوٹ پڑی تھی اور

اس نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگانا شروع کر دیا۔ اور پھر——؟

ڈینجرس جولیانا ○ جس نے اس وادی کو جہنم زار بنا دیا جہاں عمران اور اس کے ساتھی موجود تھے۔

کیا عمران اور اس کے ساتھی واقعی ڈینجرس جولیانا کے ہاتھوں ہلاک ہو گئے۔

وہ لمحہ ○ جب عمران اور اس کے ساتھی اور ڈینجرس جولیانا ایک خوفناک اور بپھرے ہوئے دریا میں حقیر تنکوں کی طرح بہہ گئے۔ اور پھر——؟

وہ لمحہ ○ جب عمران اور ڈینجرس جولیانا موت بن کر ایک دوسرے کے سامنے آ گئے۔ اور پھر——؟

وہ لمحہ ○ جب لارڈ ایجنسی کے ناقابل تسخیر اور جدید سائنسی حفاظتی نظام سے آراستہ ہیڈ کوارٹر میں عمران اور اس کے ساتھی مافوق الفطرت انداز میں داخل ہو گئے۔ کیا واقعی ایسا ممکن ہے——؟

وہ لمحہ ○ جب جولیا نے اچانک عمران پر فائرنگ کرنی شروع کر دی۔ اور پھر؟

وہ لمحہ ○ جب عمران اور اس کے ساتھی ایک سرخ بھیڑیئے کے ایک خون کے قطرے کی وجہ سے کئی بار موت کے منہ سے بچ کر نکل گئے۔ کیسے۔ ایک حیرت انگیز سچویشن جو آپ کو حیرت میں مبتلا کر دے گی۔

زبردست ایکشن اور سسپنس سے لبریز ایک شاہکار ناول۔
ایک انوکھا اور حیرت انگیز ناول جو آپ کے دلوں کی دھڑکنوں کو تیز کر دے گا۔

ان لوگوں کے لئے تحفہ خاص جو جولیا کے پس منظر کے بارے میں جاننے کے لئے برسوں سے بے قرار تھے۔ نئی اور انوکھی جہت۔ جو آپ کو بے حد پسند آئے گی۔
جولیا، ڈینجرس جولیانا کیوں بنی یہ سب جان کر آپ انگشت بدنداں رہ جائیں گے۔



ایک سلگتی ہوئی کہانی جس کا ایک ایک لفظ آپ کو اچھل اچھل پڑنے پر مجبور کر دے گا۔